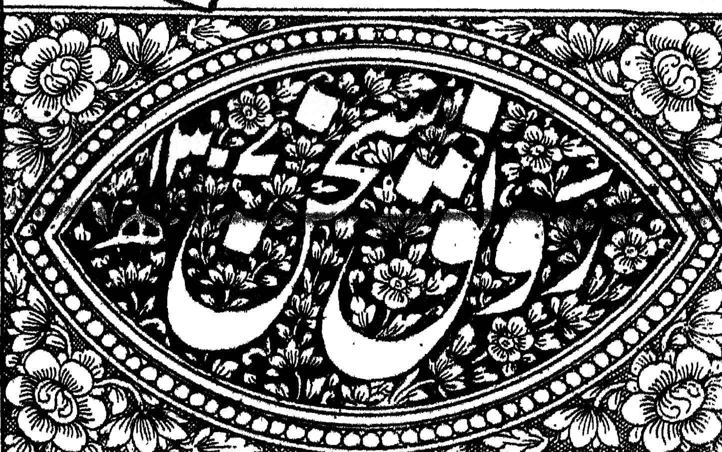
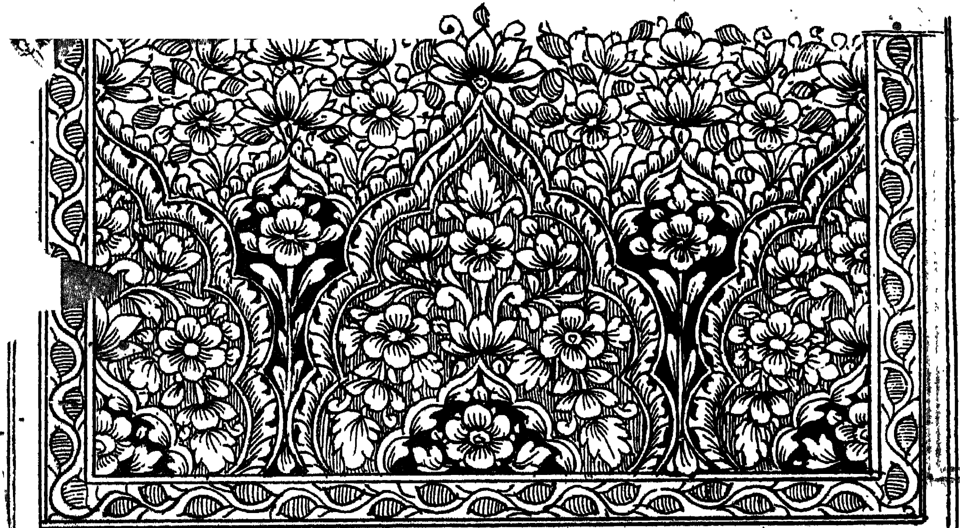
اِنَّ مِنَ الشِّعرِ لَحِکمۃً وَّاِنَّ مِنَ البَیَانِ لَسِحراً

حجلۂ نوعروسانِ طبعِ رنگین مدعا۔ مجموعۂ نوآئینانِ ملاحت بار فکر
عشرتکدۂ ہندی صنمانِ صباحت زار بلاغت [illegible]
شکرستانِ فصاحت مرقعۂ شاہدانِ گل پیرہن یعنی دیوان [illegible]



چکیدۂ قلم معجز رقم جامع الکمال شاعر نازک خیال اعنی حضرت والا رفعت صاحبزادہ
جناب نواب محمد احمد علیخان صاحب بہادر المتخلص بہ رونق خلف الصدق جناب
نواب امیر الدولہ امیر الملک محمد امیر خان صاحب بہادر شمشیر جنگ مرحوم مورث اعلیٰ ریاست ٹونک

در مطبع فاروقی دہلی باہتمام معظم طبع نمود

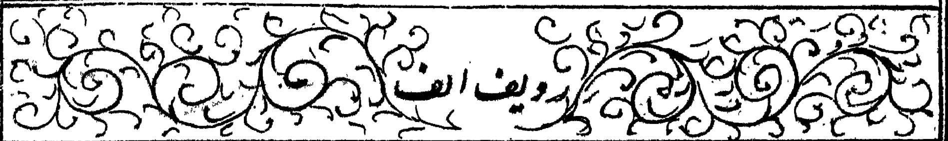






بسم اللہ الرحمن الرحیم





مجھسے کیا وصف ہوا ہی خالق اکبر تیرا
ماعرفناک کہے جبکہ پیمبر تیرا

خس و خاشاک ہوا و ہوس غفلت سے
صاف رکھہ دل کو ہمارے کہ یہ ہی گھر تیرا

مجھکو تیری ہی محبت نے کیا ہی مجروح
عشق ہی دل مین مری صورت خنجر تیرا

جانتی روشنی خانہ اُسی سے ہی تو ہے
ذکر ہر رنگ مین رہتا ہی جو گھر گھر تیرا

جو زمانے مین ہین تیرا ہی وہ دم بھرتے ہین
ہون نہ دم بھر مین نہ لین نام جو دم بھر تیرا

تو ہی تجھسا ہی خدا یا نہین کوئی تجھسا
نہوا اور نہ ہوگا کوئی ہمسر تیرا

تپش گرمی خورشید سے روز محشر
خوف کیا ہے ہمین سایہ ہی جو سر پر تیرا

مین اسی فکر مین دن رات گھٹا جاتا ہون
کس طرح ہو مجھے دیدار میسر تیرا

رنگ توحید جھلکتا ہے سخن مین رونق
کھل گیا مثل زبان اب تو مقدر تیرا

بھروسا کیونکہ آئیکا ہو ایسے طفل خوش قد کا
پڑھا جسنے نہو مکتب مین بھی ایک لفظ آمد کا

خیال آیا ہی جب تربت مین گیسوئی محمدؐ کا
بنا ہے سنگ موسی سنگ تعویذ اپنی مرقد کا

بتا تو اے صبا سیر چمن کو کون آتا ہے
لب ہر گل سے مین اک شور سنتا ہون خوشامد کا

زبان جس طائر دل کی ثنا سنج محمدؐ ہے
نہین صحرای محشر مین اُسے ڈر دام او رود کا

ازل مین دہوم تھی جتنی وہی عالم ہے محشر مین
یہانسے ہی وہانتک شور تری آمد آمد کا

اسے دیکھو اسے دیکھو جسے دیکھو جہان دیکھو
محمدؐ ہے خلاصہ عالم ایجاد و سرمد کا

گنہگاران امت وسعت محشر کو کیا سمجھین
کہ اُس سے ہی فزون تر سایہ دامان محمدؐ کا

قدم یہان درمیان یا سید لولاک تیرا ہی
وگرنہ چاک ہو پردہ ابھی چرخ مشعبد کا

دو عالم کو ہی رونق اسکے نام پاک سے رونق
کہ نام مصطفےٰ سرتاج ہی لوح زبرجد کا

آتش عشق سے پرسوز ہے سینا اپنا
کیونکہ دشوار نظر آئے نہ جینا اپنا

صدمۂ ہجر سے دشوار ہے جینا اپنا
بھر گیا کثرت اندوہ سے سینا اپنا

بادبان آہ ہی غم بحر ہی اور صبر ستلع
ناخدا آہ ہی اور دل ہی سفینا اپنا

اپنے اعمال سے ہون آب خجالت مین غریق
بنگیا بحر میری حق مین پسینا اپنا

گرمجوشی عدو مجھکو جتاتے کیا ہو
پونچھہ لو آپ تو دامن سے پسینا اپنا

شمع سان سر کے کٹانیکو نہون کیون طیار
بزم جانان مین نہین کچھ بھی قرینا اپنا

سینہ پھٹ جای اہی درد سی اُسکا رونق
پر سینا جو ذرا دیکھ لے سینہ اپنا

مشتاق ہوا سنتے ہی رضوان ترے درکا
جنت مین چلا ذکر جو ایجان ترے درکا

رتبہ ہی بلند ای شہ خوبان ترے درکا
ادنی سا گدا ہی مہ کنعان ترے درکا

اک خدمتی خاص ہی رضوان ترے درکا
فردوس ہی نام ای گل خندان ترے درکا

پہنچے جو فسانے تری عظمت کے جہانمین
مشتاق ہوا سنتے ہی رضوان ترے درکا

شاہا دم جان بخش سے محروم نہ رکھنا
رونق بھی ہی اک سائل ایجان ترے درکا

انسان سی خدا اگرچہ جدا ہو نہین سکتا
لیکن جو کہین اُسکو خدا ہو نہین سکتا

اچھا کوئی کہنے سی برا ہو نہین سکتا
دیکھو کہ کبھی زاغ ہمان ہو نہین سکتا

کہنے کو تو انسان سی کیا ہو نہین سکتا
الفت مین مگر ضبط ذرا ہو نہین سکتا

وا عقدۂ گیسوئی دوتا ہو نہین سکتا
یہ کام بھی ای باد صبا ہو نہین سکتا

اُس شوخ ستمگار سی کیا ہو نہین سکتا
پر ایک ہمارا ھی بھلا ہو نہین سکتا

ہی خوبی قسمت کہ ملا خاک مین اور دل
اُس پر بھی وہ نقش کف پا ہو نہین سکتا

راضی ہون اگر چرخ ستائی مجھے یا تم
مجھسے تو کسیکا بھی گلا ہو نہین سکتا

کس منہ سی بلی روز ازل ہمنے کہا تھا
ہے فرض وہ ہم پر کہ ادا ہو نہین سکتا

درد دل عاشق ہی بشکل دل عاشق
پہلو سی کسیطرح جدا ہو نہین سکتا

پروانہ پہ ہوتا ہی غضب دیکھ کے مجھکو
یون بزم مین مجھپر تو خفا ہو نہین سکتا

ہمشکل ہین رخسار ترے حسن و صفا مین
آئینہ مین ہو اتنی صفا ہو نہین سکتا

کیا عقدۂ مطلب ہو مرا اُس سے کشادہ
جس ہاتھ سے وا بند قبا ہو نہین سکتا

رکھتا ہون ترا ذکر شب و روز زبان پر
یہ ورد وہ ہی جو کہ قضا ہو نہین سکتا

تھوڑا ہی یہ احسان کہ دیا درد محبت
کچھ شکر ترا مجھ سے ادا ہو نہین سکتا

کیون دیر مری قتل مین کی اے ستم آرا
اک ہاتھ مین سر تن سے جدا ہو نہین سکتا

مشکل ہی بہت اے دل ناداں رہ الفت
یان خضر بھی تو راہ نما ہو نہین سکتا

کہتے ہین مٹا کر وہ دل زار کو میرے
اب اور علاج اسکے سوا ہو نہین سکتا

خود رنج اُٹھاتا ہی تو اے عاشق ناداں
دل اُس سے چھڑا لے تو یہ کیا ہو نہین سکتا

تلوار مجھے دو کہ گلا کاٹ لون اپنا
سر تن سے مرا تم سے جدا ہو نہین سکتا

بھیجا ہی تو آیا ہی اُسے جا نہی رونق
پیغامبر انسان سے ہوا ہو نہین سکتا

مجھکو پاس اپنے کسی طور سے آنے دیتا
غم دوری کے عوض زہر ہی کھانے دیتا

سر مرا کوئی اڑاتا تو اڑانے دیتا
پر کوئی دوست نہ دل مجھکو لگانے دیتا

چشم تر سے مجھے کیون اشک بہانے دیتا
کیونکہ وہ بزم مین طوفان اٹھانے دیتا

منع کرتے ہین مجھے دوست فغان سے ہی ہے
بخت خفتہ کو نہین کوئی جگانے دیتا

قصد کرتے ہین جو اُس بزم سے ہم آنیکا
دل کم بخت ہمارا نہین آنے دیتا

کچھ تو ہوتا ہی اثر ان کو مگر کیا سمجھے
حال دل کوئی نہین مجھکو سنانے دیتا

ضبط آہ شرر افروز سے خود جلتا ہون
مگر اصلا نہین عالم کو جلانے دیتا

اُسکے زیر قدم آنکھون کو بچھاتا کیا کیا
مجھکو گر وہ بت مغرور بچھانے دیتا

بوسۂ لب جو نہ دیتا تو نہ دیتا لیکن
اپنے سینہ سے تو سینہ وہ لگانے دیتا

صید گیری مین غضب تیز ہے فکر رونق
ہاتھہ سے طائر مضمون نہین جانے دیتا

ملتا ہے پتا اس سے کچھہ اُس رشک پریکا
احسان ہے احسان نسیم سحری کا

آنا نہوا یان کبھی اُس رشک پری کا
مانا اثر اہی آہ تری بے اثری کا

جاتا ہے ادھر سے کوئی آتا ہی ادھر سے
کاشانۂ ہستی مین ہی عالم گذری کا

نقش اسمین کسی سرور وانکا ہی تصور
دل بھی کوئی ٹکڑا ہی عقیق شجری کا

ہوتا ہی شگفتہ صفتِ گل دل دشمن
عالم ہے مری آہ مین باد سحری کا

وہ آئے عیادت کو مگر ہوش نہ آیا
قائل ہو نہین اس بیخودی و بیخبری کا

کچھہ ہو تو کسی رنگ سے کچھہ فکر مین آئے
مضمون بندھی کیا تری نازک کمری کا

قرطاس جو شعلہ ہو تو خامہ بنے جگر
لکھدون کوئی مضمون جو سوز جگری کا

چاک دل مجروح پہ ٹانکا نہین لگتا
دعوی ہے رفوگر کو عبث بخیہ گری کا

دنیا مین ہنرمند ہی جو خوار ہی رونق
آیا ہے زمانہ ہی عجب بی ہنری کا

مرمٹے عشق مین اور کام ہمارا نہوا
نہوا ہای وہ گلفام ہمارا نہوا

جب ہمارا دل بدنام ہمارا نہوا
کیا شکایت جو وہ خود کام ہمارا نہوا

بادۂ معرفت حق سے رہی لب ناکام
جلئے آئے تھے وہ کام ہمارا نہوا

دین و ایمان ہی بسان دل و جان دین تمکو
ہو گیا کھیل یہ اسلام ہمارا نہوا

گالیان کچھہ طلب وصل پہ ملجاتی نہین
مرحمت انکے وہ انعام ہمارا نہوا

دم آخر تو بھلا دیکھہ لیا اس بت کو
شکر حق ہے کہ بدانجام ہمارا نہوا

نام لے لے کے تو وہ شوخ پکارا کرتا
حیف ہے غیر بھی ہمنام ہمارا نہوا

تیغ و بازو کو ذرا اور بھی دیجے تکلیف
ایک ہی وار مین تو کام ہمارا نہوا

جبہہ فرسا رہے اک عمر در دیر پہ ہم
تو بھی وہ آفت دین رام ہمارا نہوا

دیکھہ ہی لیتے نہ تم گل کی حقیقت رونق
باغ مین ہاے وہ گلفام ہمارا نہوا

دم آخر تجھے اے فتنہ گر دیکھا تو کیا دیکھا
تماشاے دو عالم ایک نظر دیکھا تو کیا دیکھا

نہ پھونکا خانۂ دشمن نہ اُنکی دل گدازی کی
پھر اپنی آہ سوزان کا اثر دیکھا تو کیا دیکھا

عدو کو دیکھکر کیون تمنے مجھہ سے پھیر لین آنکھین
اُدھر دیکھا تو کیا دیکھا اِدھر دیکھا تو کیا دیکھا

دم آخر عیادت کو جو یہان آئے تو کیا آئے
چراغ صبحکو وقت سحر دیکھا تو کیا دیکھا

نظر مین ہیچ ہی جز نعمت قرب خدا سب کچھہ
بہشت و خلد و کوثر کو اگر دیکھا تو کیا دیکھا

محبت تھی اگر مجھہ سے ادھر آنکھین ملاتے تھین
مری جانب عدو کو دیکھکر دیکھا تو کیا دیکھا

نہ دیکھا گر تماشاے دو عالم چشم حق بین سے
تو آنکھین کھولکر اے بیخبر دیکھا تو کیا دیکھا

محبت کا مزا جب ہی کہ ہو دل کی خبر دل کو
جو آنکھون سے مرا زخم جگر دیکھا تو کیا دیکھا

نہ دھویا یار کے دل کو بہایا گھر نہ دشمن کا
وفور گریہ کر اے چشم تر دیکھا تو کیا دیکھا

۱۰
نظر رکھتا مآل کار پر عہد جوانی مین
بڑھاپے مین اگر رونق ادھر دیکھا تو کیا دیکھا

آپ کی صبح و شام نے مارا
اس پیام و سلام نے مارا

وہ قیامت کو بھی نہ اُٹھے گا
جسکو تیرے خرام نے مارا

تھا حقیقت مین نوش نیش آلود
اُنکے میٹھے کلام نے مارا

کچھ نہ کچھ جھوٹ سچ کہے جائین — شوقِ ذوقِ کلام نے مارا
جان ہے تازہ بات مین اُسکی — امتحان کلام نے مارا
غیر کا ذکر کیا تمام سنین — قصۂ ناتمام نے مارا
صبح ہے اور طلوع پر ہین نشے — مَی دوشین کے جام نے مارا
محشرستان ہی ضبطِ آہِ دل — عشق کی روک تھام نے مارا
کھنچے آتے ہین کس طرح مجبور — جذبِ شوقِ تمام نے مارا
ضبطِ عرض طلب نے آفت کی — اور دل کے پیام نے مارا
پھوڑتا ہون عدو کے در پر سر — ہائے شوق تمام نے مارا
کیا سنین طعنہ ہائے بے اثری — جذبۂ ناتمام نے مارا
آسمان پر دماغ ہے اپنا — اُسکے دلکش خرام نے مارا
تنگ ہے مجھ سے آنکو ملنے مین — عشق بے ننگ و نام نے مارا
ہین یہی فکر یون نہو یون ہو — ان ہوسہائے خام نے مارا
فکر یہ ہے کہ اتنی جلدی کیون — قاصدِ تیز گام نے مارا
آپ مہمان ہین میزبان ہم ہین — بزم کے اہتمام نے مارا
آب خنجر سے تر ہوا نہ گلو — سر بہت تشنہ کام نے مارا
خاک بھی ہون تو اُسکے در ہی کی ہون — مٹنے پر پاسِ نام نے مارا
لا کے راہ طلب مین چھوڑ دیا — خضرِ عالی مقام نے مارا
پیچ و تابِ دل آفتِ جان ہے — کشمکش ہائے دام نے مارا

رونق اپنے قیام سے مارا

وصل کا کرتا ہی وعدہ وہ صنم برسات کا
چشم گریان سی دکہا دین رنگ ہم برسات کا

بارش اول مین یان رنجش ہوئی اُس ماہ سے
بیطرح کچھ ابکی آیا ہی قدم برسات کا

رعد نالہ اشک باران برق آہ آتشین
لطف وکہلاتی ہین یہ ہوکر بہم برسات کا

خشک کشت زندگی ہو کیون نہ ضبط گریہ سے
ہان علامت قحط کی ہوتا ہی کم برسات کا

بی تعلق ہو گی اسباب جہان سی خوش ہو ہمین
فکر سردی کا نہ گرمی کا نہ غم برسات کا

جب ہوئی ہی شرط مین جیتا ہون اور ہاری ہین وہ
میرے ذکر گریہ سی رکتا ہی دم برسات کا

چشم نے رونق لگا رکہی ہی اشکون کی جہڑی
جب سے وہ کافر گیا ہے دیکھے دم برسات کا

اسلئے چشم سی ہی ابروی دلدار جدا
چاہی کعبہ سی ہو خانہ خمار جدا

جب سے پہلو سی ہوا ہی وہ دل آزار جدا
مین تڑپتا ہون جدا اور دل زار جدا

ڈالدی چرخ ستمگر نے جدائی کیسی
مین جدا اُنسے ہوا مجھہ سی دل زار جدا

تجھہ سی گلرو سے ہو کس طرح جدا زار ترا
پہلوی گل سے بہی ہوتا ہی کہین خار جدا

رشتہ الفت یار ایک ہی ہی دونو مین
اپنے مذہب مین نہین سبحہ و زنار جدا

قتل کے شوق مین پیدا ہو نیا صورت شمع
سر مرا تن سے کرے یار جو سو بار جدا

ایک کے بدلے وہین سینکڑون الجھے رونق
کوئی دامن سے اگر سینے کیا خار خدا

۱۳

تکلیف شب ہجر کی دل سہ نہین سکتا
پہلو مین کسی طرح سی اب رہ نہین سکتا

عشق دہن تنگ حسینان کے سبب سے
بیزار زیست سے ہون تنگ کہ کچھ کہہ نہین سکتا

غیبت مین تو کہتا ہون کہ حال اپنے انکا
جب سامنے جاتا ہون تو کچھ کہہ نہین سکتا
ہرچند کہ شکوہ ہی کئے بن نہین بنتی
کیا جوش قلق کا ہی کہ دل رہ نہین سکتا

کہنے لگے رونق کی غزل سنکے سخن فہم
اسوقت مین ایسا ہی کوئی کہہ نہین سکتا

رہا یہ دل مین غم عشق یار کا کہٹکا
کہ مٹ گیا خلش روزگار کا کہٹکا
بہ رنگ خار کہٹکتا رہا پس مردن
گیا نہ دل سے مرے تیر یار کا کہٹکا
وہ آج آئینگے گھر یہ کہین نہ آجائے
تپ درون سی مجھے ہے بخار کا کہٹکا
پھرا ہون برہنہ پا عشق زلف و مژگان مین
نہ خوف مار ہے مجکو نہ خار کا کہٹکا
پھنسے نہ موسم گل مین وہ کسطرح صیاد
کہ ایک بلبل شیدا ہزار کا کہٹکا
وہ فخر نوح ہوا ہی ہمارا کشتیبان
نہ خوف موج ہمین ہے نہ دھار کا کہٹکا

۱۵
غضب ہے ہمنے ابھی می بھی پی نہین رونق
ابھی سے دل کو لگا ہے اُتار کا کہٹکا

زمین کیون نہ ہو غم سی کہل کہل کی کانٹا
چبھا پاؤن مین شاہ دلدل کے کانٹا
کسیکی ثمرہ سی جو دی اسکو نسبت
تو بکتا ہے کانٹے مین تل تل کے کانٹا
محبت سے گل فرش رہ ہو رہی ہین
چبھی پاؤن مین تا نہ بلبل کے کانٹا
بہانے لگے غم سے گل اشک شبنم
یہ چبھا پاؤن مین جبکہ بلبل کے کانٹا

۱۶
بُرہی کا نشتر غم کچھہ ایسی کہ رونق
ہوا ہے تن زار کہل کہل کے کانٹا

مسیح ہمارا حال دل اس جا ستان سی کہدیا
یا یہ فقرہ دوستونے درمیان سی کہدیا

نجد کے بن سے بچا کر لیگیا ناقہ جو وہ
حال مجنون کا کسی نے ساربان سے کہدیا

شاخ گل پر بیٹھکر نالان نہوا ی عندلیب
بیٹھنے مجھکو چارون پہلی خزان سے کہدیا

رات بھر جاگا کیا مطلق نہ خواب آیا اُسے
حال دل مینے جو رونق قصہ خوان سے کہدیا

یون حشر تون سی ہے دل مضطر بھرا ہوا
جسطرح مال سے ہو کوئی گھر بھرا ہوا

آتا ہے ابر جوش مین کافر بھرا ہوا
لا ساقیا شراب سی ساغر بھرا ہوا

جس دل مین راز عشق ہو گویا نہو کبھی
ہان ظرف بولتا نہین اکثر بھرا ہوا

جو ایک جرعہ بھی نہ تنک ظرفیون سی دے
دیگا وہ مجھکو جام مقرر بھرا ہوا

افسوس تشنہ لب ہی وہ ہو جائین یون شہید
جنکے لیے ہو خلد مین کوثر بھرا ہوا

زاہد نہ کسطرح سی پیے جبکہ ہاتھ سے
تو دے شراب ناب کا ساغر بھرا ہوا

لکھون اُسے تو صفحہ ہستی پہ بھی نہ آئے
جو جوش ہے میری سینہ کے اندر بھرا ہوا

۱۸

رونق بغیر یار ہمین خار زار ہے
پہولون سی گرچہ رکھتے ہین بستر بھرا ہوا

دل اُسکی نذر کرنیکے قابل نہین رہا
غربال تیر غم سی ہوا دل نہین رہا

بیدل ہون اور زندہ ہون حیرت ہی یہ مجھے
زندہ وگرنہ کوئی بھی بیدل نہین رہا

اس شومی نصیب کو کیا روئی کہ ہم
آئے جو قتل گہہ مین تو قاتل نہین رہا

کیا لطف سیر باغ کہ ہے آمد خزان
وہ گل نہین وہ شور عنادل نہین رہا

لیلی و قیس ایک ہی آنے لگے نظر
جب کچھ حجاب حائل محمل نہین رہا

رونق دیار عشق مین مر مر کے گم گئے

اب کچھ ہمین تردد منزل نہین رہا

وہ کون ہی کہ جو نہین دیوانہ آپ کا
دم بھرتے ہین عاقل و فرزانہ آپکا

یوسف بہی سنکے مصر مین افسانہ آپکا
دل سے ہوا ہے والہ و دیوانہ آپکا

ہر اہل امتیاز ہے مستانہ آپکا
عاشق ہے شمع چھوڑنکے پروانہ آپکا

جلتا ہے سوز عشق سی محفل مین رات بہر
پروانہ سان چراغ ہے پروانہ آپکا

نازک ہین آپ زلف مسلسل نچھوڑئے
ڈر ہے مجھے نہ درد کرے شانہ آپکا

جو آپ سے ہی دور اسی کیون رکھین قریب
بیگانۂ زمانہ ہے بیگانہ آپکا

رونق سے باوفا سے یہ کہنا کہ دور ہو
لایا یہ ربط رنگ قدیمانہ آپ کا

دل کو اُس زلفِ دوتا نے چاہا
کھینچا دام بلا نے چاہا

ناتوانی سے نہ آئی لب تک
گرچہ سو بار دعا نے چاہا

برق کی طرح فلک سے گذری
جب مری آہ رسا نے چاہا

قید سے زیست کی چھٹ جائینگے
گر تری تیغ ادا نے چاہا

کیون نہ بر آئے مراد دشمن
جب یونہین اُنکی ادا نے چاہا

وصل سے اُسکی نہ مایوس ہو دل
یہہ بہی ہوگا جو خدا نے چاہا

دل کو کیون ہو قلق ہجر و وصال
وہی ہوگا جو خدا نے چاہا

ایک عالم کو گرفتار کیا
جب تری زلفِ دوتا نے چاہا

شل گل سینکرون پامال ہوئے
رنگ جب اُسکی حنا نے چاہا

کیونکہ وہ جان بچائے رونق

مارنا جنکو خدا نے چاہا

پڑتا ترے جمال کی روشن چراغ پا
پاتا جو تیرے اوبٹ پر فن چراغ پا

ہو جائے اُسکی عقل کا توسن چراغ پا
دیکھے جو تیرے اوبٹ پر فن چراغ پا

ایسا حنا لگا کے جو وہ میری قبر پر
کیا ہوگئے مری پھر مدفن چراغ پا

ہے اُسکے نقش پا سے خجل دن کو آفتاب
گُل ہو جو شب کو دیکھ نے روشن چراغ پا

یہہ جانتا ہی چار پہر کی ہے زندگی
رکھتا ہے اسلئے سر مخزن چراغ پا

تلوونسے لگ رہی ہی مری آنکے عشق مین
کہتے ہین اسلئے مجھے دشمن چراغپا

اُٹھتے ہین شعلے گرمی رفتار ناز سے
کہنے لگین نہ یار کو بدظن چراغپا

اِترائے کیون نہ حسن پہ اپنی وہ ماہرو
رکھتا ہے جبکہ صورت روشن چراغپا

چہرہ ہے آفتاب کف دست ماہ ہے
اک شمع پر فروغ ہے گردن چراغ پا

رونق مشاعرہ مین غزل سن کے آپکی
ہوگا عدو کی عقل کا توسن چراغپا

آنکھون پہ اپنی دل سے دھری اُسکے داغ پا
رکھے کبھی چمن مین جو وہ بد دماغ پا

بیخود ہون چوم کر قدم اُس مست ناز کے
اپنے تو حق مین ہوگئی مے کی ایاغ پا

قربان ہزار گل تری قدمونکے ای نگار
رنگ حنا سے ہوگئی کیا رشک باغ پا

آئے جو اپنی بزم مین کیا منہہ رقیب کا
کب رکھ سکے نشیمن ہما مین یہ زاغ پا

خورشید تجھ سی حسن مین افزون ہی جسقدر
اتنا ہی روشن اُسنے ہی وہ ای چراغ پا

کس فکر مین ہی رونق بیدل تو اندنون
اب کہئے کسطرح کی غزل سے فراغ پا

آپ ہو جائے وہ دلبر سیدھا
اگر اپنا ہو مقدر سیدھا

راستی جو ہے طبیعت تیری
پھیر دے حلق پہ خنجر سیدھا

باغ مین دیکھہ کے قامت اسکا
ہو گیا آج صنوبر سیدھا

ہے ترے ہجر مین وہ حال مرا
دل ہے اور ہاتھہ ہی دل پر سیدھا

خاک سے فرش کوئی خوب نہین
ہر طرف سے ہے یہہ بستر سیدھا

ذبح کرنا نہین آتا ہیہات
پاؤن رکھہ سر پہ ستمگر سیدھا

لاگ رونق سے ہے ہم تاڑ گئے
لاؤ ادھر ہاتھہ ستمگر سیدھا

چشم مین لخت جگر دیکھہ لیا
عشق کا ہمنے ثمر دیکھہ لیا

تیر نے اسکے جگر دیکھہ لیا
ملک الموت نے گھر دیکھہ لیا

بوئی کاکل بھی نہ لائی یہانتک
تجھکو ای باد سحر دیکھہ لیا

دل ہے کیون بستۂ مضمون دقیق
کیا وہ انداز کمر دیکھہ لیا

اسکے دل سے نہ کدورت دہوئی
تجھکو ای دیدۂ تر دیکھہ لیا

فرقت یار ہے اور لاکھہ عذاب
ہم نے دنیا مین سقر دیکھہ لیا

ہم نے اس رنگ مین سب کچھہ پایا
مسکرا کر جو ادھر دیکھہ لیا

صف کی صف لوٹ گئی ای رونق
اک نظر اسنے جدھر دیکھہ لیا

فرقت جانان سے مجھکو نیم جان تونے کیا
جو ستم کرنا نہ تھا ای آسمان تونے کیا

ہم سمجھتے ہین کہ اسکو بے نشان تونے کیا
جس سے کچھہ اخلاص ای جان جہان تونے کیا

راہ کو نقش قدم سی کہکشان تو نی کیا
ایک جلوہ مین زمین کو آسمان تو نی کیا

چاہئی رہنا تجھے بہی حور و غلمان کیطرح
دل مرا داغون سی گر باغ جنان تو نی کیا

اشکباری سی مری سب بہید دل کا کہل گیا
چشم تر ظاہر مرا راز نہان تو نی کیا

جہوٹ کیون بکتا ہی قاصد میری تسکین کیلیئی
خط مین ہی بر عکس اسکی جو بیان تو نے کیا

رو برو تیری نہ نکلی ایک کے بہی منہہ سی بات
آج تو سب انجمن کو بے زبان تو نی کیا

۲۶
سنکے میرا حال رونق اُسنی سوخی سی کہا
کیون نہ اپنا حال دل اپنا بیان تو نی کیا

نہو جو ذات شہنشاہ انس و جان پیدا
زمین خلق نہو اور نہ آسمان پیدا

اب آپ سا ہو کہان یوسف زمان پیدا
ہزار بار اگر ہو نیا جہان پیدا

بیان ہون جب تری خنجر کی وصفہای قاتل
زبان زخم مین ہو جائی گر زبان پیدا

کہان سی گرمی گفتار یار لائیگی
اگرچہ شمع نے شعلے سے کی زبان پیدا

کب اُس لب مسی آلود کی ستایش ہو
ہزار باغ مین سوسن کرے زبان پیدا

چلینگے سر سے ہم اُس بدگمان کے کوچہ مین
کہ نقش پا سے نہو تا کہین نشان پیدا

یہ نازکی ہی کہ وہ شوخ گر زمین پہ چلے
صبا کیطرح قدم کا نہو نشان پیدا

غضب تو یہ ہی کہ ایسی یہ مبتلا ہے دل
کہ جسکے گہر کا ٹہکانا نہ کچہ نشان پیدا

جہان کے ستم و رنج و غم اٹھانے کو
فقط ہمین کو کیا تو نے آسمان پیدا

کسیکی زلف و دوتا کی ثنا ہو مد نظر
اگر ہو خامہ صفت دوسری زبان پیدا

۲۷
ترا فسانہ غم وہ بہی سنتے ہین رونق
غضب ہی کی ہے دلاونری بیان پیدا

کب سر پہ اُس سے عشق کا بارِ گران اُٹھا
اک سو جسکی نقش کو لے ہیگمان اُٹھا

گلشن مین شور آمد بادِ خزان اُٹھا
اے عندلیب یان سے تو اب آشیان اُٹھا

بارِ بتان اُٹھائیے کے قابل نہین رہے
دنیا سے ہمکو جلد اب اے آسمان اُٹھا

اللہ رے ضعف و شوق کے جلوے کہ سایہ وار
ہر ہر قدم پہ گر کے ترا ناتوان اُٹھا

دیکھین کہ غیر عشق مین ثابت رہا کہ ہم
تلوار ہاتھہ مین تو لیے امتحان اُٹھا

اے ضعف المدد کہ نہ آئی صدائے پا
اُٹھینگے حشر خواب سے گر پاسبان اُٹھا

اللہ رے سوز غم جو ذرا ضبط آہ کی
مانند شعلہ سر سے ہمارے دھوان اُٹھا

اب تو ہینگے سر پہ مرے یار کے قدم
نالون سے اپنے سر پہ لیا ہے مکان اُٹھا

مرجاؤن اور اُٹھاؤن نہ رشک وصال غیر
کب مجھہ سے ناتوان سے یہ بارِ گران اُٹھا

۲۰۹	رونق کی موت سنکے وہ کہتے ہین حیف ہے دنیا سے کیا ہے شاعر جادو بیان اُٹھا	

وہ بعد سیرِ قتل کے مجھہ سے اُکھڑ گیا
دامن پہ کوئی خون کا قطرہ جو پڑ گیا

اس پہلوان عشق مین آفت کا زور ہے
رستم بھی جسکے پیچ مین آکر پچھڑ گیا

پیشانی اُسکی نور سے رشک قمر ہوئی
جو آکے اُسکے در پہ جبین کو رگڑ گیا

برباد تو بھی ہو یونہین اے موسم خزان
تیرے قدم سے آتے ہی گلشن اُجڑ گیا

کیا حال پوچھتے ہو اُس آفت رسیدہ کا
جو قافلہ سے وحشت بلا مین بچھڑ گیا

انسان آپ مال سے ہوتا ہے زیر بار
قارون زمین مین کثرت دولت سے گڑ گیا

جوش جنون سے فصل بہاری مین تنگ ہون
دامن اگر سیا تو گریبان اُدھڑ گیا

مطلب کی سب کہی آپ نے مجھہ سے چھیڑ کر
ہے آج جام سے شکر کہ مقسوم لڑ گیا

۲۹

رونق کو موت آئی تو اوس شوخ نے کہا
اچھا ہوا کہ قصہ کسی کا نبٹ گیا

ہمکو کیا خوف روزِ محشر کا
ہے وسیلہ جناب سرور کا

سنگ بلجاے جو ترے در کا
اوسکو تعویز مین کرون سر کا

کب تھمے زور دیدۂ تر کا
جوش رکتا نہین سمندر کا

جب لکھون حال سوزِ پنہائی
کہ قلم ہو پرِ سمندر کا

تجھ سے بیداد گر پہ دل آیا
یہہ بھی لکھا مرے مقدر کا

یار کو گر ملی ہے سنگدلی
مجھکو بھی دل عطا ہو پتھر کا

دم اوسی کا ہی بھر رہا ہے گلو
نام جب سے سنا ہے خنجر کا

حالِ عمرِ رواں نہ مجھ سے پوچھو
ایک جھوکا ہے بادِ صرصر کا

۳۰

طرزِ رفتارِ یار اے رونق
اک نمونہ ہے روزِ محشر کا

دیکھ کر مین تو تری شکل ہون گلرو جیتا
حشر تک یہہ ہی دعا ہی کہ رہے تو جیتا

گردشِ چرخ سے کچھ کم نہین اوسکی گردش
چھوڑتی کسکو ہی یہہ نرگسِ جادو جیتا

دشت وحشت مین کبھی برق رہی میرے
شرط جیتی نہ صبا اور نہ آہو جیتا

بیقراری کی یہی شکل ہی تو اے شبِ غم
جانتا ہون کہ نہ چھوڑیگی مجھے تو جیتا

۳۱

یون ہی حسرتِ سرِ دل کی جو نکلتی رونق
کوئی دن اور بھی مین چیر کے پہلو جیتا

پاس سے جب وہ خوش خصال اوٹھا
درد دل مین مرے کمال اوٹھا

کمرِ یار کو وہ دیکھہ سکے
آنکھہ سے لے جو کوئی بال اُٹھا

رقص مین بیٹھکر وہ زہرہ جبین
کرکے ایک خلق کو حلال اُٹھا

لے اٹھا تو بھی ساغرِ مئی ناب
ابر ہے خوب ای کلال اٹھا

زار یان تک ہون مین کہ سرمہ کا
رخ محبوب سے نہ خال اُٹھا

وصل چاہا جو مینے ای رونق
سنتے ہی وہ مِرا سوال اٹھا

ہی اُس ابرو کا مِری داغِ جگر کا جوڑا
کیا ہی تحفہ ہی یہ شمشیر و سپر کا جوڑا

سیم کا چاہیے کچھہ ہمکو نہ زر کا جوڑا
گر اُترا ہوا اُس رشکِ قمر کا جوڑا

نکتہ چینون سی دہن کا نہ کہلا جب عقدہ
تو قدِ یار پہ بہتان کمر کا جوڑا

لے اڑا عرش علی پر مجھے شہپرِ ملک
رکھہ لیا سر پہ جو ہمر تاج بشر کا جوڑا

ہوگیا ایک مین اُس سیم بدن سی ملکر
بنگیا خوب ہی تقدیر سے زر کا جوڑا

اُسکے کوچہ مین جو ہی رنج تو آرام بھی ہے
روزِ اول سے ہی فردوس و سقر کا جوڑا

چھوڑ دی عارضِ پُر نور پہ تو زلف سیاہ
دیکھہ دنیا مین کہ ہی شام و سحر کا جوڑا

جستجو مین گئے ہم ملکِ عدم تک لیکن
مثل عنقا نہ ملا اُسکی کمر کا جوڑا

شیشہ گر شیشہ گری پر نہوا اتنا مغرور
توڑ کر دل بھی کسی خاک بسر کا جوڑا

زال دنیا ہے اِدھر اور اُدھر پیرِ فلک
ملگیا خوب ہی یہ مادہ و نر کا جوڑا

بول اُٹھتے ہین شب وصل برابر دونو
کیا موذن سے ملا مرغ سحر کا جوڑا

مر کے جاتا ہی وہان کوئی تو یان بھی رونق
درِ جنت کا ہے اور یار کے در کا جوڑا

۳۳

اُس سے کیا بحث جو ہوتا کوئی جاہل ننگا
قیس سے پڑہ کے محبت کے مسائل ننگا

قیس سا کب ہے جہان مین کوئی عاقل ننگا
کہ ہوا پڑہکے محبت کے مسائل ننگا

شرم سے ڈوب گئے ہین مُنہ خور دریا مین
ہی نہانے مین جو وہ حور شمائل ننگا

ہوگیا چاک لباس خودی جامہ عقل
بنگیا جو کہ ہوا عشق مین کامل ننگا

کوئی دیکھا نہین عاشق کی سواہمنی کہ ہو
الم صیف و شتا کا متحمل ننگا

ای پری زیور زنجیر پنہا دے اُس کو
پاسے وحشی ہی نہونے سے سلاسل ننگا

ڈالدے اُسپہ دوپٹہ کوئی اپنا قاتل
کہ تڑپتا ہی یونہین خون مین بسمل ننگا

کچھہ عجب چیز ہے یہ پیرہن علم و ہنر
صاحب علم کے نزدیک ہی جاہل ننگا

ہار ہونے دی مری ہاتھہ گلی مین اپنے
ہی گلا آج ترا حور شمائل ننگا

مجھہ سے عریان و پریشان کا گذر ہو کیونکر
حکم اُس کا ہے نہو بزم مین داخل ننگا

چادر خاک ہی تو اوڑہ لی تن پر مجنون
ادب عشق ہی لیلی سے نہ تو بل ننگا

جامۂ عارضی حرص و ہوا سے رونق
دل کو رکھتے ہین سدا ذاکر و شاغل ننگا

تو جاکے دے عوض نامہ نامہ بر تنکا
کہ لاغری کی مری دی اُسے خبر تنکا

ہوا ہون عشق مین یہ آسکے سوکھکر تنکا
کہ دست و پا ہین مری تیلیان کمر تنکا

تمام عمر رہین اُسکے بندۂ احسان
ہمارے سر سے اُتاری کوئی اگر تنکا

کسی کمر کے تصور مین اشک جاری ہین
کہ آپڑا ہی کوئی تجھہ مین چشم تر تنکا

پھڑک رہی ہی یہان آنکھہ اسلئے پیہم
لگا سکے کان کا اپنی وہ فتنہ گر تنکا

جو ناتوانی و کاہش نے اوریاری کی
ضرور مجھکو جلائینگے جانکر تنکا

طلسم سازی رنگ حنا سے دور نہین
کہ اوسکے ہاتھ مین ہو آگے تار زر تنکا

یہہ زار ہون کہ وہین مین ہی ساتھ اوڑ جاؤن
ہوا سے اوڑکے لگے جسم پر اگر تنکا

چمن مین گل نے کیا خار سے گریبان چاک
کسیکے گوش سمن سا مین دیکھہ کر تنکا

جنون مین دیکھہ کے یہہ کہکشان ہی کہتا ہون
گیا ہے اوڑکے بگولے سے چرخ پر تنکا

چنے ہین جوش جنون مین کچھہ اسقدر تنکے
کہ ہمنے ایک نچھوڑا زمین پر تنکا

دلیل ایک ہی یکتائے خدا کی ہی
الف کی شکل ہی دیکھو زمین پر تنکا

یہہ زور جوش جنون ہی بہار مین رونق
کہ ہمکو اب نظر آتا ہے ہر شجر تنکا

عدو کو وہ چھوڑکر کبآئے اگرچہ ہی پاس گھر ہمارا
رکھین ہمارا خیال دل مین پڑا ہی کیا او نکو ڈر ہمارا

زمانہ محفل مین روز شب ہی نہین ہے تو اک گذر ہمارا
یہہ صدمے دلپر اوٹھائے ہر دم سرائے اب جگر ہمارا

برنگ نقش قدم پڑے ہین ترا ہی کوچہ ہی گھر ہمارا
تری قدم سے لگا ہوا ہے حنا کے مانند سر ہمارا

یہہ نامہ رکھہ رہی ہین روکر کہ جائین ہم اوس مکان پہ کیونکر
جہان فرشتو نکے بھی جلین پر تو ہو وہان کب گذر ہمارا

تم اوسکو ناوک تو دو نگا لی کہ اپنے جمین وہ کچھہ تو جانے
وہ اپنی تیر نگہ کو تانے سپر ہو داغ جگر ہمارا

یہہ کیون شب وصل بولتا ہی اسے خدا جانے کیا ہوا ہی

مری کہین حق سے یہ دعا ہی عدو ہے مرغ سحر ہمارا

بُرا ہو کمبخت دل لگی کا ہوئے جہانمین ذلیل و رسوا

کہ ذکر ہی کوچہ کوچہ اپنا فسانہ ہی در بدر ہمارا

چمک گئی چشم شاہِ خاور چمک گئی اختر ونکی اختر

ہوئے زمین و فلک منور جو گھر سے نکلا قمر ہمارا

جفا و جور و ستم سہینگے خموش ہم شمع سان رہینگے

کبھی نہ کچھ راز دل کہینگے بلا سے کٹ جائی سر ہمارا

جو ہمسے رونق وہ روٹھتا ہی تو خیر خالی دو بات کیا ہی

جہان گلونسے بھرا پڑا ہے مگر سلامت ہو زر ہمارا

تشبیہ دی کسی نے یہہ دیوانہ پن سے کیا
نسبت ہی گل کو آپ کی نازک بدن سے کیا

جسکے دماغ مین ہی تمہاری شمیم زلف
دل شاد ہو وہ نگہت مشک ختن سے کیا

اے چشم یار اسمین ہی کتنی رمیدگی
کچھ کہدیا ہی کانمین تو نے ہرن سے کیا

دلبستگی نے جکڑ ہی ہین پہلی ہی دست و پا
تم باندہتے ہو ہاتھ ہماری رسن سے کیا

ایدل جناب عشق بھی ذات شریف ہین
کیا کہدیا ہی قیس سے اور کوہ کن سے کیا

اے خضر بولتے نہین گم کردہ راہ ہون
ہی بات کہنی منع غریب الوطن سے کیا

یہہ بھی کرشمے اوس قد گیسو کی یاد کے
ورنہ غرض ہی تہی مجھے دار و رسن سے کیا

تیشہ سے سر کو پھوڑ کے کیو مر گیا عبث
شیرین نے ایسی بات کہی کوہکن سے کیا

جب دیکھیے تو جیب ہی بیکاریونسے کار
نادم ہین خامہ وار ہم اپنی چلن سے کیا

دامن مین کچھ ثمر ہین نہ کچھ گل ہین ہاتھ مین

سبے برگ و ساز جاؤ گے رونق چمن سی کیا

پائے مجنون کے لئے بوجھہ ہی سو من تہوڑا
ہی پے سلسلہ حداد یہہ آہن تہوڑا

خلق مین کون مری حال پہ گریان نہوا
دوست گر روی بہت سنکے تو دشمن تہوڑا

مال و زر کی نہین کچھہ مجھکو ہوس دنیا مین
حسرتون کا مری سینہ مین ہی مخزن تہوڑا

دیکھہ ای دل نہ کہین قاتل نادان ڈرجائے
لوٹنا اور تڑپنا دم کشتن تہوڑا

کوچہ کوچہ پس محمل نہ بھٹکتا پھر قیس
خاک اڑانے کو ہی کیا دشت کا دامن تہوڑا

کس ادا سی وہ یہ کہتا ہی کہ دون کس کسکو
اسکے خواہان ہین بہت اور ہی جوبن تہوڑا

اب جو تو رحم پہ آجائی تو کچھہ بات نہین
مجھپہ گذرا ہے ستم ای بت پرفن تہوڑا

دل مین ہر کافر و مومن کی اسی کا ہی خیال
شیخ واقف ہی زیادہ تو برہمن تہوڑا

مبتلا تجھپہ ہوا یہ ہی سزا ہے میری
مجھپہ جتنا ہو ستم ہی بت پرفن تہوڑا

ای منجم اُسے تو جان مرا اختر بخت
سب ستارون مین ستارا جو ہی روشن تہوڑا

اُسکو بھڑکائین عدو میری جلانے کے لئے
ڈالدین اور بہی وہ آگ پہ روغن تہوڑا

۱۳۸

عارض یار سے ہمنے جو ملایا رونق
حسن مین اُس سی بہت ہی گل گلشن تہوڑا

ہمنے وہ کچھہ ترے جلوہ مین مریجان دیکھا
آشکارا نہ کبھی اور نہ پنہان دیکھا

ہمنے جو تیر کے پہلو دل نالان دیکھا
دل کی جا ناوک دلدار کا پیکان دیکھا

چھا گیا صبح قیامت کا نظر مین عالم
چارہ گر نے جو مرا چاک گریبان دیکھا

کہین برقع مین بھی چھپتے ہین حسینونکے جمال
شعلہ شمع کو فانوس مین عریان دیکھا

کچھہ بہی قدر مہ و خورشید نہین آنکھونمین
ہمنے جسدن سے کسیکا رخ تابان دیکھا

آہ و فریاد سے ہم منع نکرتے تہے تجھے
رگ گئے اور بھی وہ ای دل نالان دیکھا

تیس دن تجھکو ترقی ہی دو ہفتہ اُسکو
ماہ سے حسن ترا ہمنے دو چندان دیکھا

کبھی دل بر مین ہمارے کبھی دلبر کے قرین
کبھی دیکھا اُسے یان اور کبھی وان دیکھا

آگیا اُس بت میکش کو خیال صہبا
رونق اُسنے جو ہمارا دل بریان دیکھا

یہ حال ہی تری بت مے نوش رقص کا
ہے آسمان بہی غاشیہ بردوش رقص کا

تجہسے حسین مین دیکھکے یہ جوش رقص کا
رقاصۂ فلک کو نہین ہوش رقص کا

تیری خرام ناز کو گلشن مین دیکھکر
طاؤس کو ذرا نہ رہا ہوش رقص کا

اس نوجوان نے رقص کیا ترک کیون مگر
مانع ہوا ہی خط سیہ پوش رقص کا

ای رشک زہرہ دل سے مری بعد مرگ بہی
ہوتا ہی کوئی لطف فراموش رقص کا

بزم عدو مین تن سے مرا سر جدا کرو
دیکھون مین لطف ہوکے سبکدوش رقص کا

خلوت ہے اور سرو رہی اور کنج باغ ہے
ہو شغل آج ای بت مینوش رقص کا

لاکھون ادا و غمزہ اسے آپ یاد ہین
دیکھے کرشمہ یار کی پاپوش رقص کا

کرنی ہین آج تمکو مگر گرمجوشیان
دل مین اٹھا ہی رشک چمن جوش رقص کا

ملتی ہی آنکھہ رقص مین حیرت سی چھا گئی
یان وجد کا رہا نہ وہان ہوش رقص کا

مدفن یہ سورۂ جبل پر طاؤس کا رہے
کشتہ ہی رونق ای بت مینوش رقص کا

کیونکر نہ کہین تجھکو سب اہل خرد اچھا
زلف اچھی دہن خوب جبین عمدہ قد اچھا

مین کیونکہ کہون تمسے کہ اغیار برے ہین
اسوقت مین ہی نیک برا اور بد اچھا

درمان مریض غم فرقت سے اوٹھا ہاتھ — ہوجائیگا یہہ آپ درون لحد اچھا

دنیا مین بجز درد و غم و حسرت و حرمان — سب دینے بتایا ازازل تا ابد اچھا

وہ ہمسے سوا ملنے لگے آئے جو ضد پر — دشمن کا ہوا حق مین ہمارے حسد اچھا

جس ہاتھ سے ہو فیض جہان مین نہ کسیکو
کہتے نہین رونق اوسے اہل خرد اچھا

سچ تو ہنے اوٹھایا یار پر اچھا ملا — گلشن ہستی مین آنے کا ثمر اچھا ملا

قدرت حق سے یہہ جوڑا سیمبر اچھا ملا — تمکو تیغ اچھی ملی اور ہمکو سر اچھا ملا

پاؤن تو پھیلا کے سوتے ہین لحد مین چین سے — مل گیا آرام جب رہنے کو گھر اچھا ملا

عاقبت سونا ہی سکو قبر تنگ و تار مین — کیا ہوا رہنے کو گھر دو دن اگر اچھا ملا

ابرو و چشم و لب و بینی کہان سے لائیگا — اوسکے چہرہ سے تو چہرہ اے قمر اچھا ملا

حیف درد دل کسی سے بہی نہ اچھا ہو سکا — کی دوا اوسکی ہمین جو چارہ گر اچھا ملا

جستجو مین مثل عنقا ہوگئے ہم آپ گم — بعد مدت ہمکو مضمون کمر اچھا ملا

دم لبون پر آگیا اور وہ نہ آیا آجتک — خوبی قسمت سے ہمکو نامہ بر اچھا ملا

حسرت و ارمان لئے جاتی ہین ہم سوے عدم — اس سفر کے واسطے زاد سفر اچھا ملا

کوچۂ الفت مین جاتا ہی رہا تھا دل مرا
بعد مدت کے ملا رونق مگر اچھا ملا

۴۲

جسپہ دار و مدار ہے دل کا — اوسکو سب اختیار ہے دل کا

جی سے بدخواہ یار ہی دل کا — تو ہی پروردگار ہے دل کا

گاہ دلبر مین گاہ اوسکے پاس — کہئیے کیا اعتبار ہے دل کا

خلق کہتی ہے آسمان جسکو ‎ وہ بہی ہان ایک بخار ہی دل کا

شب فرقت مین کوئی پاس نہین ‎ غم فقط غمگسار ہے دل کا

ہے غضب وو ہی دشمن دل ہے ‎ جسپہ ٹھیرا مدار ہے دل کا

وصل دشمن مین ہین جو وہ مجبور ‎ ہمکو بہی اختیار ہے دل کا

میری انکہون مین آپ ایٹہین ‎ کہیلنا گر شکار ہے دل کا

کوئی بستی نظر نہین آتی ‎ کیا ہی ویران دیار ہے دل کا

حیف کہتے ہین جسکو غم رونق
وہ بڑا یار غار ہے دل کا

آج قاتل کا گلے پر میرے خنجر چمکا ‎ للہ الحمد کہ میرا بہی مقدر چمکا

ٹوٹ کر چرخ سے گر جائینگے اختر انجم ‎ شب مہتاب مین اے شوخ جو زیور چمکا

آسمین آئے جو نظر عیب صواب ہی آسے ‎ دیکہکر آئینہ کو صاف سکندر چمکا

آتشین آہ کبہی دل مین کبہی ہی لب پر ‎ شعلہ اندر کبہی چمکا کبہی باہر چمکا

آہ سوزان سے تو چمکے نہ وہ پہلے رونق
میرے نالے نے دیا ان کو بکر چمکا

تجہ سا جہان مین کون میری جان ہی دوسرا ‎ چہرہ ترا نہین ہی یہ قرآن ہی دوسرا

لبہا ہی لعل یار کی تعریف کیا کرون ‎ یاقوت ایک لعل بدخشان ہی دوسرا

رخصت جنون کو جامہ دری کی نہ دینگے ہم ‎ دامان ہی دوسرا نہ گریبان ہی دوسرا

دیکہا اسی کہین تو زلیخا نے یون کہا ‎ واللہ یہ بشر مہ کنعان ہی دوسرا

کچہہ حال ما کلان رخ و زلف کا نہ پوچہ ‎ حیران جو ایک ہی تو پریشان ہی دوسرا

کہتے ہین آسمان پہ تجھے دیکھکر تلک
دیکھو زمین پہ مہر درخشان ہی دوسرا

یہ دھاک ہی کہ بزم مین اس خستہ کی سوا
بیٹھے قریب یار کے امکان ہی دوسرا

خالی جراحتون نے کیا ایک کو تو کیا
رکھا ہماری پاس نمکدان ہی دوسرا

دو دشمنون کے ہاتھہ سی کیونکر بچیگی جان
نفس زبون ہی ایک تو شیطان ہی دوسرا

رخسارہ آپکے معدن حسن جمال ہین
ہی ایک بوستان تو گلستان ہی دوسرا

تیری قبا کے واسطے ہین نیر و ہلال
تکمہ ہے ایک اور گریبان ہی دوسرا

رونق کیطرح کیا تجھے دون ایک نگاہ پر
کب دل مری گرہ مین مرجان ہی دوسرا

پندار نے کیا ہے اُسکو خراب اتنا
اتنی سی زندگی پر اپھرا حباب اتنا

اعدا سے ہم پیالہ یان اجتناب اتنا
وان بے حجابیان وہ ہمسی حجاب اتنا

کہدون انٹ کے منہ سی اُسکے نقاب اتنا
ہمسے حجاب رکھنا ای بے حجاب اتنا

تجھہ سی نہ یہ گمان تہا ای بانی تغافل
غیرون کے واسطے ہو ہم پر عتاب اتنا

ملتا نہ تو بتون سی پھنستی نہ ہم بلا مین
تو نے کیا ہے ایدل ہمکو خراب اتنا

آوارۂ محبت جیسا ہے دل ہمارا
دیکھا نہین کسیکو ہمنے خراب اتنا

جیسا مری گلو پر چلتا ہے خنجر اُس کا
دیکھا نہین کسیکو چلتے شتاب اتنا

وہ قادر و توانا جب مغفرت پہ آیا
ہمسے نہ اُٹھہ سکیگا دیگا ثواب اتنا

کیفیت نگاہ مست بتان نہ پوچھو
دیکھا نہین کسیکو مست شراب اتنا

شرمندگی سے ہاری رہتا عرق عرق ہے
رخ سے خجل ہوا ہی اُسکے گلاب اتنا

پرتاب جسطرح کا ہیرا اشک چشم مین ہے
ہوتا ہی کب صدف مین گوہر خوش آب اتنا

کیا تنگئی دہن ہے بیٹھو کہ جاؤ صاحب — مونہہ سے نہین نکلتا اُسکے جواب اتنا
اپنی نہ کچھہ خبر ہے کچھہ ہوش ہے نہ اپنا — بدمست ہو نہ ظالم پیکر شراب اتنا
دل ہجر مین کسیکے ایسا عذاب مین ہے — ہوگا نہ حشر مین بہی ہم پر عذاب اتنا

اُس رخ کے ہو مقابل فرمائے تو رونق
ہے آفتاب اتنا یا ماہتاب اتنا

دل زمانے سے ہٹ گیا اپنا — ہم نہ بھلے اور گہر بہلا اپنا
طپش دل ہے مدعا اپنا — عشق بخشے ہمین خدا اپنا
تم سے اب واسطہ ہے کیا اپنا — وہ تمہارا یہ راستا اپنا
وہ بھلے غیر سے ہین کیا ملئے — ہوگیا اُن سے دل بُرا اپنا
غم ہے یا درد ہے زمانے مین — اور اسکے سوا ہے کیا اپنا
جو نہ سمجھے اُسے جدا دل سے — کیون نہ سمجھے اُسے خدا اپنا
اُسکی صورت بنا کے ہستی مین — آپ عاشق ہوا خدا اپنا
ہم تو محو جمال یار رہے — کام کرتی رہی ادا اپنا
وہ ستم پرستم دکہاتے ہین — جان کر مجھکو مبتلا اپنا
لیگئے عقل و ہوش و تاب و توان — مونہہ دکہا کر وہ چاندسا اپنا
دست رس اُن کے پانو تک نہوئی — خون نہ کیونکر کرے حنا اپنا
دل مین پیدا کیا جو سوز درد — شمع کیطرح سر کٹا اپنا
ہم تو اس آبرو پہ مرتے ہین — خنجر یار اور گلا اپنا
بہاگتا ہون دوئی سے کیا سمجھون — کیا پرایا ہے اور کیا اپنا

مجھکو کس کس طرح ستاتے ہین
جانتے ہین جو نقش پا اپنا

تیر مژگان نے اُس ستمگر کے
رکھہ لیا نام ہے قضا اپنا

شرم آتی ہے کس طرح مانگین
مونہہ نہین قابل دعا اپنا

ایک مین اور چار چار خیال
جان کا دل کا یار کا اپنا

بہر تسلیم خنجر قاتل
پیشتر سب سے سر جھکا اپنا

گلشن دہر مین ہون مثل صبا
نہ نشان ہے نہ کچھہ پتا اپنا

وقت پیری ہے دیکھہ ای رونق
دل خدا کی طرف لگا اپنا

نامہ کو میرے دیکھکے اسنے جلا دیا
شاید مری طرف سے کسی نے پڑھا دیا

ہمنے جو حال دل انہین اپنا سنا دیا
مونہہ سے تو کچھہ نہ بولے مگر مسکرا دیا

گریہ نے آج دشت کو دریا بنا دیا
طوفان ہماری آنکھہ سے ہمکو دکھا دیا

اسلام و کفر کا یونہین جھگڑا مٹا دیا
شوخی سے اُسنے پردۂ حائل اُٹھا دیا

رخ سے ذرا نقاب جو اُسنے اُٹھا دیا
قدرت کا اپنی حق نے تماشا دکھا دیا

کتنا شب فراق مین جینے سے تنگ تھا
مارا نہین ہے آپ نے مجھکو جلا دیا

پھیلائے پانون قبر مین سوتے تھے چین سے
ای شور حشر تو نے ہمین کیون جگا دیا

بلبل نے گلستان مین جو کچھہ حال دل کہا
غنچون نے چٹکیون ہی مین اُسکو اڑا دیا

عاشق کی مرگ و زیست ہی اک کھیل ہے انہین
مارا نگہہ سے اور لبون سے جلا دیا

واقع مین پیش اہل نظر ہون گناہگار
مستی مین مینے شیشۂ صہبا گرا دیا

دامن آستین چڑھائی کہ پہنا دہر کفن
شمشیر وان اٹھائی کہ یان سر جھکا دیا

سوز دروں سے جل ہی چکا تہا تمام جسم
جوش سرشک چشم نے لیکن بجہا دیا

بے یار بزم عیش بہی ماتم کدہ ہے
ہم اسطرح سے روئے کہ سبکو رلا دیا

اپنے بہی دل میں ہے وہی آتش بہری ہوئی
اکدم میں کوہ طور کو جس نے جلا دیا

رسوا جہاں میں ہم ہوئے عیب دب گئے
اچہا ہوا جو خاک میں ہمکو دبا دیا

جز اُسکے اور کوئی نہیں رہنماے کل
پروردگار نے وہ ہمیں پیشوا دیا

وعدہ جو اُسکے وصل کا فردا پہ جا پڑا
اک روز اور موت کا ہمنے بڑہا دیا

وحشت پہ میری گل نے گریباں کیا قبا
شبنم کو حال زار نے میرے رلا دیا

کیا لطف ہے کہ رنج سے پیدا ہوئی خوشی
ہم روئے اسطرح سے کہ اُسکو ہنسا دیا

ہے یہ دعا کہ تجہکو بہی یہ ہی عروج ہو
اے عشق تونے خاک میں ہمکو ملا دیا

دلچسپی فسانۂ غم کیا بیاں کروں
القصہ اپنے بخت کو میںنے سلا دیا

آیا وہ گل تو نقش کف پاے ناز سے
صحن مکاں کو تختۂ گلشن بنا دیا

خود نورِ سرمہ میں فرط لطافت سے مل گیا
لیکن شمیم زلف نے اُسکا پتا دیا

دل ہے کہاں جو مانگتے ہیں آپ بار بار
سو بار سینہ چیر کے تمکو دکہا دیا

رونق بیان درد سنا اب تو ہو خموش
کم بخت بکتے بکتے مرا سر پہرا دیا

۴۸

پیش ازیں تیرا مزاج اے رشک حور ایسا نتہا
تجہکو اپنے حسن و خوبی پر غرور ایسا نتہا

ہم میں پیش از تجلی کوہ طور ایسا نتہا
سرمۂ چشم جہاں جو بہر نور ایسا نتہا

کیوں غضب ہے کچہہ ہوا اے رشک حور ایسا نتہا
جسکی یہ تعذیر ہے میرا قصور ایسا نتہا

تجسے جب تک رابطہ اے رشک حور ایسا نتہا
حسرت و اندوہ کا دل میں وفور ایسا نتہا

مر گیا جب مین تو اُسنی ہم نشینون سی کہا
اس زمانہ مین تو عاشق درد ور ایسا نتہا

درد دل سے عرصۂ محشر مین جب نالہ کیا
اہل محشر بول اُٹہی شور صور ایسا نہ تہا

آمد و رفت نفس پر جب نظر کی بعد مرگ
کہل گیا ملک عدم ہستی سی دور ایسا نتہا

آہ سے غربال کر دیتا گر پاس آگیا
روز فرقت آسمان کچہہ مجہسے دور ایسا نتہا

جان کہو دی عقل پر فرہاد کی پتہر پڑین
ورنہ جوئی شیر کا لانا ضرور ایسا نتہا

بنگیا طرز تغافل سے تری یہ رنگ ابہی
شیشۂ دل ورنہ پہلے چور چور ایسا نتہا

سب تری باتین نظر مین ہین کہ مجہکو بزم مین
نشۂ صہبا نہ اتنا تہا سرور ایسا نتہا

کہل گیا محشر مین حال سختی روز فراق
دل پہ اپنے صدمۂ روز نشور ایسا نتہا

قیس و وامق دونو غرق لجہ حیران ہوئے
سہل بحر عشق کا کرنا عبور ایسا نہ تہا

۱۰۹

مہر و ماہ و شمع و گل رونق نہ ٹہیرے پیش یار
غور سے دیکہا تو چارون ہی مین نور ایسا نتہا

اسمین ہی خاصہ ای عہد شکن پتہر کا
ہمکو بے شبہ تری دلپہ ہی ظن پتہر کا

دل جو اُس بت کو دیا خالق من پتہر کا
تو ہمین کیون نہ بنایا ہمہ تن پتہر کا

جو کہا ہی نہ پہرونگا نہ پہرونگا اُس سے
نقش ہی ہر سخن ای غنچہ دہن پتہر کا

عشق پتہر کے کہلونے سی ہی اُسکو اے دل
ہاتہہ تک اسکے پہنچتا ہے تو بن پتہر کا

چور چور اُسنے کیا شیشۂ دل کو میری
کام کرتی ہے درشتی سخن پتہر کا

سنگدل جو تری الفت مین کوئی مر جاے
بن سکے تو اسے دینا ہے کفن پتہر کا

کون کہتا ہی تری لب کو عقیق یمنی
اور اگر کہئے تو بنتا ہے دہن پتہر کا

سنگریزہ ہی جو اس زلف کا سایہ پڑجاے
تو بنے نافۂ آہوے ختن پتہر کا

یہ بند ہی نغمۂ بلبل کی گلستا نہین ہوا　　کہ بنا کثرت حیرت سے چمن پتہر کا
متحمل ہو تری سخت کلامی کا وہ　　جس نے پایا ہو دل ای رشک چمن پتہر کا
سنگ اطفال کے کہا کہا کے بذیر شب و روز　　ہوگیا ہی تری دیوانہ کا تن پتہر کا
ہی تو لیکن نہین کچھہ اُس سی نکل سکتی بات　　رو برو یار کے بنتا ہے وہین پتہر کا
آہ و زاری سی مری ٹوٹ کے ابتک نہ گرا　　اس سی کہتا ہی کہ ہی چرخ کہن پتہر کا
رست کہتے ہین کہ سختی پہ ہی نرمی غالب　　کاٹ دیتی ہی جگر دیکھہ رسن پتہر کا
شعر اس طرحکو اس سخت زمین مین لکہی　　طبع نے اپنی تراشا ہے چمن پتہر کا
آج کل کوئی نہین سنگدلی سے خالی　　چل گیا حیف زمانے مین چلن پتہر کا
سخت دل عیب نچھوڑ ہی کبھی جبتک نہو قتل　　بے تراشے نہ مٹا نقش شکن پتہر کا
ہی یہ نازک کہ اگر کہیل سے اسپر پہیکون　　جسم پر کام کری برگ سمن پتہر کا
مقبرہ ہی کو مرے سنگین نہ بنائی کوئی　　بوجھہ کب مجھہ سی اُٹہا سینکڑون من پتہر کا

۵۱

یہ روان نظم اور اس سخت زمین مین رونق
تمنے کہینچا ہے عرق مشفق من پتہر کا

کوئی جاتا ہے تو ہے سر بگریبان آتا　　وان سے دیکھا نہ کسیکو کبھی شادان آتا
دل مین ہی بسکہ خیال رخ جانان آتا　　اپنے پہلو مین ہی خورشید درخشان آتا
چھوڑ کر خاک در یار نہ اٹھتا زنہار　　واسطے میرے اگر تخت سلیمان آتا
لب لعلین کو تری دیکھہ لیا ہے جنے　　اب نگاہون مین نہین لعل بدخشان آتا
ہون وہ دیوانہ جو ہوتا کبھی قصد صحرا　　پیشوائی کے لئے میری بیابان آتا
شکل گل سینہ صیاد نہو جاتا چاک　　بولنا تجھکو گر ای بلبل بستان آتا

آنکھہ اُنکی نہ عدو سے نہ پھری دن اپنی
تجھکو کچھہ بھی نہین اے گردش دوران آتا

خود پریشان ہے وہ کاکل کی پریشانی سے
پوچھنے کون میرا حال پریشان آتا

خود گئے وان اثر اے جذبۂ دل دیکھہ لیا
ہم تو جب جانتے تجھکو کہ وہ جب یان آتا

چھوڑتا روز جزا تک کبھی مین اُسکو
ہاتھہ میرے جو شب وصل کا دامان آتا

پس مردن ہے کسی بزم نگارین کا خیال
میری خاطر مین ہے کب روضۂ رضوان آتا

نالہ و آہ و غم و درد و محبت کے سوا
اور بھی کچھہ ہی تجھے اے دل نادان آتا

جب سے ہے سر مین کسی زلف کا سودا رونق
کبھی آتا ہے تو سے خواب پریشان آتا

شعلہ رویون کے جو دلمین ہوئی الفت پیدا
ہوگئی اپنی طبیعت مین حرارت پیدا

ہوتی آفاق مین ہر طرحکی آفت پیدا
ایک ہوتا نہ یہ کافر غم فرقت پیدا

پئے عاشق ہوئی کیا کیا نہ عقوبت پیدا
کہ ہوا ایک عذاب غم فرقت پیدا

کہین تجھسے بھی ہین ایسے قد و قامت پیدا
ہے سراپا تری قامت سے قیامت پیدا

اُنکے جانے سے یہ دل مین ہوئی صورت پیدا
کہ ہوا درد اور اسمین ہوئی شدت پیدا

تیرہ بختون کے دنونکی سیاہی پہیلی
کہ ہوئی دور جہان مین شب فرقت پیدا

شام فرقت کی سحر بھی ہے کسے دیکھی
اس ہدایت کی بھی ہوتی ہے نہایت پیدا

اس وفا پر یہ جفائین تری سمجھے سمجھے
کہ محبت ہی سے ہوتی ہے عداوت پیدا

اُنکے جانے مین وہ آفت وہ مرا جوش قلق
حشر کیا کیا نہ ہوئی یان دم رخصت پیدا

حسن اور عشق مین اک ربط نہانی ہے غضب
وہ ہنسے وان ہوئی یان دلمین مسرت پیدا

چارون چالاک تری طرز ستمگاری پر
کی ہے کیا چرخ جفا کار نے رفعت پیدا

تیز تر ہے مئی صافی سے شراب پندار | اسمین ہوتی ہی وہ عالم ہی سی غفلت پیدا
نہ تو آئے ہو کہین جا کے نہ ہو کچہ مضطر | کیون زبان مین دم پرسش ہوئی لکنت پیدا
سرِ عاشق سی نکلتا ہی وہ ہوان بن بنکر | دل مین ہوتا ہے جو اک سوز محبت پیدا
عرق رخ کو نہ رومال عدو سے پونچہو | اس سے ہوتی ہی مریجان عداوت پیدا
اک اشارہ پہ دئی جان و دل و صبر و قرار | ہم سے ہوتے ہین کہین صاحب ہمت پیدا
بیقراری نے جو دل کی مجہی کچہ فرصت دی | اُن سے ملنے کی بہی ہوگی کوئی صورت پیدا
وصل اغیار کا وہ راز چہپا رکہا ہے | کہ نگاہون سے ہے یہ رنگ خجالت پیدا
مصقلہ ہے جگر سوختہ کی خاکستر | کیونکہ ہو آئینہ دل مین کدورت پیدا
ہون وہ افسردہ کہ دنیا کے تماشے دیکہے | نہوئی پر نہوئی دل مین مسرت پیدا
جان اس تیغ دو دستی سے بچیگی کیونکر | شرم آنکہون مین ہی پنہان تو شرارت پیدا
نرگس شوخ مین ترکیب حیا ہے پنہان | نگہہ شرم سے ہے رنگ شرارت پیدا
تجہکو مجہہ سا ہی بنایا تری یکتائی نے | آئینہ دیکہہ کے کیا ہوگئی حیرت پیدا
حق تو یون ہے کہ دل سوختہ نے جل جلکر | کی ہی اُس شوخ کی آنکہون مین شرارت پیدا
روٹہکر وہ جو ملے اور بہی لذت وصل | راست کہتے ہین کہ ہو رنج سی راحت پیدا
ہم جو دلسوز نہوتے تو یہ حسرت آتی | کہ تری دل مین بہی ہو سوز محبت پیدا
اور دلسوزی ہمدرد یہ دل جلتا ہے | اور ہوتی ہے محبت سے محبت پیدا
ہین طبیعت مین نہان رنگ دل آشوبی کے | کہ نگاہون مین ہی شوخی و شرارت پیدا

۵۲

کوچۂ یار مین جانا ہی غضب تہا رونق
کہ ہوئی زمرۂ اعدا مین قیامت پیدا

جو یکرنگی ہے تو مین اور تو کیا / دوئی جب اوٹھہ گئی پھر گفتگو کیا

نشاط وصل مین یہ گفتگو کیا / ستم کا شکوہ اُنکے روبرو کیا

تری شمشیر اور میرا گلو ہو / زیادہ اوراس سے آرزو کیا

نہ بولین وہ تو اُسپہ بحث ہی کیون / دہن موہوم ہے پھر گفتگو کیا

سحر سے لڑ رہی ہین در سے آنکھین / یہان آج آئیگا وہ جنگجو کیا

تری خنجر کی ہے یہ مہربانی / وگرنہ کیا مین اور میرا گلو کیا

ہمین طول اسیری نے بھلایا / کہ گل کی شکل کیا ہے رنگ و بو کیا

سنبھل سکتی نہین تلوار جس سے / کٹے اس ہاتھہ سے میرا گلو کیا

دل اُنکا جان اُنکی سر ہے اُنکا / ہمین اس مین مجال گفتگو کیا

۵۳

لپٹ کر مجھہ سے وہ کہتے ہین رونق
کہو تو دل مین ہے اب آرزو کیا

نشہ مین شیشۂ دل چور چور ہم سے ہوا / جہانئی دل شکنی کا قصور ہم سے ہوا

جو سوچیے تو ظہور فتور ہمسے ہوا / جہان مین رنج و الم کا ظہور ہم سے ہوا

اُٹھائی جنے ستم حوصلہ ہوا انکو / ادا جفا کی سکھانی قصور ہمسے ہوا

اُٹھا جو پردۂ غفلت تو یہ ہوا ظاہر / کہ برق ہمسے ہوئی کوہ طور ہمسے ہوا

وہ دیکھکر طپش دل مری یہ کہتے ہین / کہ نار تجھہ سے ہوئی اور نور ہمسے ہوا

بلا ہی بد ہوئے کچھہ یہ جنون کے جوشمین ہم / کہ جسکو پاس بلایا وہ دور ہمسے ہوا

ہمین خیال مین سمجھا وہ بازئی آتش / لگا کے آگ جو وہ شوخ دور ہمسے ہوا

نثار بندہ نوازی کے رحم کے قربان / کہ منفعل وہ ہوا اور قصور ہمسے ہوا

قلق مین اُٹھے اور اُس در پہ جا کر ہو آئے خراب حال دل ناصبور ہم سے ہوا

جو تجھہ سے دل نہ لگاتے تو کیون ستم سہتے ترا قصور نہین یہ قصور ہم سے ہوا

بس ایک جرعہ کے پیتے ہی ہو گئی بیہوش نہ ٹھیرے پاؤن نہ ضبط سرور ہم سے ہوا

وسیع رحمت حق بہی ہے کسقدر رونق
کیا ہے عفو اُسے جو قصور ہم سے ہوا

گہر مین تو غیر کے مہمان نہوا تہا سو ہوا ظلم جو مجھہ پہ مری جان نہوا تہا سو ہوا

چشم تر مین نہ رُکے فرط قلق سے آنسو سطحۂ بحر بیابان نہوا تہا سو ہوا

درد فرقت سے یہ تنگ آہی گیا آخر کار مین کبہی طالب درمان نہوا تہا سو ہوا

جوش وحشت کے بڑہے ہاتہہ کہلے عاشق کے پاؤن تک چاک گریبان نہوا تہا سو ہوا

دم خفا ہونے لگا فصل بہار آ پہنچی گہر مجھے خانۂ زندان نہوا تہا سو ہوا

منفعل ہون کہ چہپا تا تہہ سری کیون دامن یار مین کبہی سر بگریبان نہوا تہا سو ہوا

ہو گیا ربط کسی پردہ نشین سے دل کا آشنائی غم پنہان نہوا تہا سو ہوا

رخ سے گہبرا کے شب وصل الٹ دی ہی نقاب شب کو خورشید درخشان نہوا تہا سو ہوا

اشک گلگون نے دکہائی ہی قیامت کی بہار رشک گلزار جو دامان نہوا تہا سو ہوا

مر کے آرام ملا ورنہ تری ہاتہون سے ہم پہ ایسی گردش دوران نہ ہوا تہا سو ہوا

زخم پر زخم تو کہائے تہے نگہ کے دل نے ہدف ناوک مژگان نہوا تہا سو ہوا

وہ جو آتے ہین تو کہتا ہون خوشی سے رونق
گہر مرا روضۂ رضوان نہ ہوا تہا سو ہوا

۵۵

نہوا مثل تری اور نہ پیدا ہوگا کوئی دنیا مین حسین تجھہ سوا کیا ہوگا

عشوہ و ناز و ادا ساتھ لئے آئینگے
حشر اک اور نیا حشر مین برپا ہوگا

دیکھو دیکھتے آنکھون سے ہوا گیا کچھ
اور دیکھینگے ابہی دیکھئے کیا کیا ہوگا

آپ کس واسطے دیتے ہین رنگ حنا کو تکلیف
بس یونہین دل مین مری خون تمنا ہوگا

وصل مین بہی غم فرقت سے ذرا چین نہین
صدمۂ ہجر ہمین کیونکہ گوارا ہوگا

تم جسے دیکھتے ہو کم نہین سوچو سمجھو
اصل مین قطرہ بہی دیکھوگے تو دریا ہوگا

موت کہتے ہین جسے جسکو قضا کہتے ہین
سو حقیقت مین اشارہ وہ کسیکا ہوگا

آپ وہ آئینگے جب دل مین صفا آئیگی
عکس دیکھوگے جو آئینہ مصفا ہوگا

جان بلب ہے کوئی بیمار بری حالت ہے
تم بہی دیکھوگے ذرا چل کے تو اچھا ہوگا

ہم تو کہتے ہین کہ عاشق ہین مگر اپنا سا
آپ نے بہی کوئی معشوق نہ دیکھا ہوگا

مدد ای درد کہ فرقت مین رہیگا رونق
ہمت ای چشم کہ اس درد مین رونا ہوگا

۵۶ غزل قطعہ بند

کیا یہ کہتے ہو کہ ہم جائینگے تو کیا ہوگا
کچھ وہ ہوگا کہ کسینے بہی نہ دیکھا ہوگا

ہجر مین آپ کے جو جیسے ہوا تہا پہلے
ہے یقین اب بہی وہی حال ہمارا ہوگا

پہر وہی آہ و فغان پہر وہی نالے ہونگے
پہر وہی خاک وہی دامن صحرا ہوگا

پہر وہی رنج و الم پہر وہی بیتابی دل
پہر روان آنسوؤن کا چشم سے دریا ہوگا

پہر وہی لشکر اطفال رہیگا ہمراہ
پہر وہی سنگ زنی وہ ہی تماشا ہوگا

پہر وہی جامہ دری پہر وہی عریان بدنی
پہر وہی سر وہی سامان وہی سودا ہوگا

پہر وہی جوش جنون پہر وہی فریاد و فغان
پہر وہی ہم وہی حسرت وہی رونا ہوگا

سنکے سب حال دیا طیش مین اگرہ جواب ہمنے مانا کہ یہ سب رشک ہے پہر کیا ہوگا

گفتگو غیر سے تا دیر رہی وان رونق
ذکر اپنا بہی یقین ہے کہ کچہ آیا ہوگا

کبہی خیال جو اس کا ادہر نہین ہوتا مگر کچہ اپنی فغان کا اثر نہین ہوتا

یقین ہے کہ ہم آغوش غیر آج وہ ہین کہ بیسبب کبہی درد جگر نہین ہوتا

مری فغان سے وہ سرمست نشہ پندار یہ بے خبر ہے کہ سنکر خبر نہین ہوتا

خیال وصل کجا اور کجا وہ خلوت ناز کہ جسمین وہم و گمان کا گذر نہین ہوتا

کہین نہان ہو عیان دیکہتا ہون جلوہ یار مری نگاہ سے پنہان مگر نہین ہوتا

لی ہوئی ہی مگر روز حشر سے شب ہجر کسیطرح سے ظہور سحر نہین ہوتا

تری نگاہ مین ہین مستیان قیامت کی کہ مجہکو ہوش بہی دو دو پہر نہین ہوتا

یہ ناز دیدۂ گریان اسی بضاعت پر کہ ایک گوشہ دامن بہی تر نہین ہوتا

وہ شب نہین ہے کہ سر پر بلا نہین آتی وہ دن نہین ہے کہ ٹکڑے جگر نہین ہوتا

خدنگ آہ تو جاتا ہے آسمان سے پرے مگر عدو کے جگر تک گذر نہین ہوتا

بس اک نگاہ مین جہگڑے تمام ہوتے ہین مگر یہ آپ کو مد نظر نہین ہوتا

خدا بچائے محبت کی گرمجوشی سے کہ اس سے بڑہ کے عذاب سقر نہین ہوتا

جو حال دل کبہی کہتا ہون تو یہ کہتے ہین ترا بیان ہے غضب مختصر نہین ہوتا

وصال و ہجر پہ موقوف کیا ہے کوئی کام بغیر حکم قضا و قدر نہین ہوتا

بلا سے مجہکو پٹک آئین تری کوچہ مین کسی سے یہ بہی تو اے فتنہ گر نہین ہوتا

خدنگ آہ لگاتے ہین پے بہ پے رونق

عدو کے دل پہ کوئی کارگر نہین ہوتا

تڑپ مین دل کی اثر ہی مگر نہین ہوتا
یہ کیا غضب ہے عدو پر اثر نہین ہوتا

نہین وہ شوخ کہ جسمین ادای کرم ہی نہین
نہین وہ سنگ کہ جسمین شرر نہین ہوتا

وہ ہوشیار ہی جسکو نہین خبر اپنی
خبر اسے ہے کہ جو باخبر نہین ہوتا

یہ زخم زخم سے پاتے ہین جان کیون بسمل
جفا مین رنگ ادا کا اگر نہین ہوتا

رہ وفا مین گذرتا ہے راہرو سر سے
ذرا بھی واقفِ خوف و خطر نہین ہوتا

ہر اک کی دل سے سنے جاؤ کچھ نہ اپنی کہو
سلوک اس سے کوئی خوبتر نہین ہوتا

ملاؤ خاک مین عاشق ہی کو کہ بات بنے
یہان کے آنے مین حیلہ اگر نہین ہوتا

نہان شہر مین ہین کیفیتین دو عالم کی
ولے عیان ہی کمال بشر نہین ہوتا

یہ دیکھتا ہون کہ یکجا ہین کیون وجود و عدم
وگرنہ فکر دہان و کمر نہین ہوتا

عوض علاج کے درد جگر بڑھا دی کچھ
جو تجھسے چارۂ غم چارہ گر نہین ہوتا

یہ کیون کہون تری باتون پہ اعتماد نہین
مگر نہین تو تری عہد پر نہین ہوتا

کسیکی آہ و فغان سے وہ کیا ڈرین رونق
بتون کے دل مین خدا کا بھی ڈر نہین ہوتا

ہوتا ہے اگر پاس تک اُسکے گذر اپنا
ہنستے ہین بہت ہم پہ وہ مونھہ پھیر کر اپنا

جتنا ہے خبردار دل بے خبر اپنا
معلوم نہین تمکو بھی حال اسقدر اپنا

اب طالع بیدار ہے کس اوج پہ اپنا
گذرین نہ ملایک بھی جہان ہے گذر اپنا

دیکھا کہ دکھایا ہے وفا نے اثر اپنا
ہے ذکر تری بزم مین آٹھون پہر اپنا

کی آہ و فغان مینے بہت خوش ہین مگر غیر
واژونی قسمت نے دکھایا اثر اپنا

تنہا ہوں یونہیں جادہ نوردِ رہِ الفت
جز حسرتِ دل کوئی نہیں ہمسفر اپنا

سایہ بھی ہمارا نہیں جس راہ میں ہمراہ
اُس راہ میں مقسوم ہوا راہبر اپنا

وحشت میں گذرتی ہی کچھہ اس رنگ سے اوقات
صحرا میں ہوا دار ہے ایک اک شجر اپنا

سرتن پہ رہا سر میں رہی شورشِ الفت
اچھا نہوا پر نہوا دردِ سر اپنا

اک وار میں شمشیر کے ہوتے ہیں سبکدوش
سن لیجئے ہے قصہ بہت مختصر اپنا

بے صرفہ نشین خاک ہوں ہم راہِ وفا میں
ہوتا ہے کوئی کافرِ بیداد گر اپنا

اپنا وہ محبت میں نہوگا نہ ہوا ہے
کیا دل کو بنایا ہے سمجھہ سوچکر اپنا

بیٹھا درِ جانان پہ تو دربان نے کہا یہ
اوٹھہ جاؤ بہا چاہتے ہو تم اگر اپنا

ہم ترکِ محبت نکرینگے نہ کرینگے
نقصان ہوا اس بات میں گو سر بسر اپنا

سر جائے محبت میں کہ ایمان پہ جائے
ہو جائے کسیطرح وہ کافر مگر اپنا

آتا ہے یہی جی میں کہ مر جائے اک دن
اُس شوخ کی دیوار سے سر پھوڑ کر اپنا

۱۰

رونق مگر اللہ کرے خیر کسیکی
کہتے ہیں وہ آئینے میں مونہہ دیکھکر اپنا

میرا سوال کیا ہے تمہارا جواب کیا
آئے ہو پیکے گھر سے عدو کے شراب کیا

اُن سے بیان کیجئے حالِ خراب کیا
سو بار بھی کہو تو وہاں ہے جواب کیا

یہ اتقا یہ سادگی و اجتناب کیا
واعظ بہار میں بھی نہیں پی شراب کیا

ہی ہے نقاب اُٹھاکے یہ کہنا شبِ وصال
نکلا نہیں افق سے ابھی آفتاب کیا

کچھہ یا ور ربطِ غیر میں تم ہو کھنچے کھنچے
ورنہ شبِ وصال ہے یوں اجتناب کیا

یہ ظلم یہ ستم یہ تغافل یہہ کاوشین
تم روزِ حشر دو گے خدا کو جواب کیا

سرگشتہ دو جہان مین ہون پھر تلاش یار
اس سے زیادہ اور رہونگا خراب کیا

ہین آپ دل مین اور نظر آتے نہین یہ کیون
جسکی بغل مین رہئے پھر اُس سے حجاب کیا

ہی نامہ یون تو دفتر امید وارزو
لیکن وہان سے دیکھئے آئے جواب کیا

گریہ محیط خیز ہے غیرون سے کیون ملو
دیکھو کہ ہے ارادۂ چشم پر آب کیا

یہان ڈر نہین عقوبت روز نشور سے
بڑھکر شب فراق سے ہوگا عذاب کیا

مین نے کہا کہ یاد ہے کچھ وعدۂ وصال
کہنے لگے کہ آپ نے دیکھا ہے خواب کیا

آتے نہ آتے آپ مگر یہ غضب ہوا
لکھا تو کیا یہان سے اور آیا جواب کیا

اٹھتا ہے دل مین جوش اور آتے ہین ولولے
ابتک ہے سر مین شورش عہد شباب کیا

جذب وفا صحیح ہے بیتاب کیون ہو دل
بس مین وہ آہی جائینگے ہی ضطراب کیا

دیوار و در سے برق درخشان ہی جلوہ گر
الٹا ہے تمنے رخ سے حجاب نقاب کیا

روتے ہین اُنکے سامنے ہرچند ہم مگر
رحم آئے اُنکے دل مین ذرا بھی حساب کیا

ہمکو تو وصل و ہجر عذاب و ثواب ہے
کسکو عذاب کہتے ہین اور ہے ثواب کیا

آنکھین ادھر کھلی ہین ادھر بند ہوگئین
بحر جہان مین آئے تھے شکل حباب کیا

ہرچند مہر و ماہ مین تنویر ہے مگر
روکش ہون اُنکے عارض روشن سے تاب کیا

حاصل ہی مدعا یونہین تکلیف سعی کیون
جو آپ پر نثار ہو اُسپر عتاب کیا

نازک بہت سوال ہین ای منکر و نکیر
دونگا جواب سوچ لے ہے اضطراب کیا

مانا کہ فرط غم سے رہے ہم عذاب مین
فرمائیے کہ آپ کو ہوگا ثواب کیا

جز خامشی کہینگے وہ کیا عرض وصل پر
جنکے نہو دہن ہی وہ دینگے جواب کیا

رونق اور انقلاب فلک سے ڈرینگے ہم

سوا انقلاب کہاں سے یہ اک انقلاب کیا

سمجھتے تھے اُسے نادان مگر وہ تو بلا نکلا
کہ دشمن بنگیا نام محبت مونہہ سی کیا نکلا

مری گہر سے سحر جو آج وہ کافر ادا نکلا
نہ ٹھیرا ایک دم ہمراہ اسکے دم مرا نکلا

برای سیر بن ٹہنکے وہ اپنی گہر سی کیا نکلا
کہ شرق نور سے اک جلوۂ نور خدا نکلا

ذرا تو غور کر جی مین کہ کی کیا کچہ جفا تو نے
مگر مونہہ سے نہ عاشق کے گلا شکوہ ذرا نکلا

نقاب الٹی ہوئی رخ سے جو وہ بالای بام آئے
تو سب کہنے لگے خورشید تابان و سرا نکلا

مسافر ہون اگر ہو حلم تو در پر ٹھہر جاؤن
مقدر راہبر تہا آپکے کوچے مین آ نکلا

رقیب نیش زن کو کیا نکالا اُسنی محفل سے
ہماری جان مین جان آئی دل سی خار سا نکلا

مرا پیغام اُس گل تک نہ پہنچا یا نہ پہنچایا
کسیکا تجہہ سی بہی کچہ کام ای باد صبا نکلا

بڑی عظمت ہی کعبے کی بڑی عزت ہی کعبی کی
وہان دیکھا جو ہمنے تو تمہارا نقش پا نکلا

ہوی خلوت بہی اکثر اُنسے لیکن واہ ری قسمت
مری مونہہ سی کبہی ہرگز نہ حرف مدعا نکلا

سنایا حال سب اپنا تمہین اول سی آخر تک
مگر کچہ بہی نہ مقصود دل غم مبتلا نکلا

کرم ہوتا تو دیکھا چاہیے کیا جانی کیا ہوتا
خفا ہو نہین بہی اُس شوخ ادا کی اک ندا نکلا

دلاسا ہی نہ دلداری تسلی ہے نہ غمخواری
پہر اُسپر یہ جفاکاری بڑا تو بیوفا نکلا

برا ہو بیخودی کا حال دل اُسنی جو کچہ پوچھا
خدا جانے کہ غفلت مین ہماری منہ سی کیا نکلا

ہوا ظاہر کہ بیشک پہٹ گیا ایک ایک زخم دل
بجای اشک یہان انکھون سی دریا خون کا نکلا

ہماری گفتگو سی اسقدر ناخوش ہی وہ رونق
کہا کچہ ہمنے اور آپے سے وہ ناآشنا نکلا

۶۳

مقدر سے پس از مدت جو وہ نازک ادا بولا
یہ بولا تجہہ سی بولینگے نہ ہم بولا تو کیا بولا

ستم ہے محفل اعدا مین تو اکثر ہنسا بولا
مگر ہمسے نہ ہنسکر اکیدن وہ بیوفا بولا

مجھے جب جذبۂ باہی عشق نے اپنی طرف کھینچا
نبولے اقربا کچھہ اور نہ کوئی آشنا بولا

شب وصل اور حظ وصل کوئی دم اٹھاتے ہم
مگر مرغ سحر کافر برا بولا برا بولا

تحیر سے رہا بیخود مین اور وہ شرم سے ششدر
دم خلوت نہ مین بولا نہ یار دلربا بولا

چمن سنسان تہا خاموش تہا ہر شاہد گلشن
ترے آتے ہی مونہہ سے غنچۂ مرحبا بولا

نہ شب کو تم کہین جاگے نہ دنکو تم کہین سوے
خطا مینے ہی کی مین ہی دروغ ای مہ لقا بولا

کیا جو عرض حال اپنا تو برہم ہوکے یون بولے
کیا تہا منع تجھکو ہمنے پھر تو بے حیا بولا

اگر پتھر بہی ہوتا بول اوٹہتا میری منت سے
کسیصورت مگر ہرگز نہ تو ای بیوفا بولا

نہ کچھہ اقیس تو اتنا کہ آیا ناقۂ لیلی
وہ اٹھی گرد سوئے نجد دیکھہ اور وہ درا بولا

مریض غم پڑا تہا صورت بیجان کئی دن سے
گئے وہان آپ تو وہ لوگ کہتے ہین ذرا بولا

چمن مین عیش فصل گل مین ہی ہر مرغ گلشن کو
کبہی اس سمت جا بولا کبہی اُس سمت آ بولا

نہ نکلا بل سخن مین سی بہی اُسکے صورت گیسو
کبہی سیدہا نہ مجھہ سے اکیدن وہ کج ادا بولا

مبارک ہو تمہین جو بولتا ہرگز نہ تہا رونق
بہت مدت مین تم سے آج وہ ہمنی سنا بولا

اُنکے شانہ سے جو شانہ ملگیا
قتل کا میرے بہانہ ملگیا

ہمکو اُنکا آستانہ مل گیا
آستانہ کیا خزانہ ملگیا

عید اور دیکھا تجھے ہے اور عید
ہمکو ملنے کا بہانہ مل گیا

دفعۃً وہ ملگئے یون راہ مین
جیسے مفلس کو خزانہ ملگیا

مجھہ پہ بہی آتا ہے ہر تیر بلا
چرخ کو سیدہا نشانہ مل گیا

سب جدا تھے آپ تھے جبتک جدا
مل گئے جب سب زمانہ ملگیا

جس زمانہ پر تھے ہم نازان کبھی
خاک مین اب وہ زمانہ ملگیا

خاکساری سے ہوا سرسبز وہ
خاک مین جسوقت دانہ ملگیا

بچگئے ہم صدمہ ہاے ہجر سے
موت کا اچھا بہانہ ملگیا

سنکے حالِ دل مِرا کہنے لگے
قیس کا اور یہ فسانہ ملگیا

حسرتین ہین قبر پر چھائی ہوئین
مفت کا یہ شامیانہ ملگیا

مصرعۂ قد سے ہماری آہ کا
خوب مصرع عاشقانہ ملگیا

ہم نہین ملنے کے اعداسی کبھی
کیا ہوا اگر سب زمانہ مل گیا

ہے اسیران قفس کا حال یہ
ملگیا جب آب و دانہ مل گیا

۴۴

اب نہین کچھ حاجت دیر و حرم
رونق اُنکا آستانہ ملگیا

ہمسے دیکھا نہین جاتا ہی ستم حقے کا
بھاگ جاتا ہے ہمین دیکھ وہ دم حقے کا

بستہ ذوق ہی اس سے وہ صنم حقے کا
وصف تسخیر ہے شایان رقم حقے کا

لذت بوسہ یہ پیغام ہے کیا کیا ہمکو
درمیان ہے سرِ محفل جو قدم حقے کا

آتش رشک سے مین آپ جلا جاتا ہون
ظلم اُسکا ہے نہ کچھ مجھپہ ستم حقے کا

چاشنی کیا اثر ہے لب جان پرور سے
کیا عجب گر دم جان بخش ہو دم حقے کا

نزع مین مُنہ سے نکلتا ہے مری دودِ جگر
خوب ہے شغل پے راہ عدم حقے کا

دم ترا بھرتے ہین الفت سی سب اہل محفل
کوئی سرمست لگاتا نہین دم حقے کا

رشک کیا کیا ہے کہ ہی بوسہ ستان لب یار
جی مین آتا ہے کہ سر کیجے قلم حقے کا

اس ستمگر سے نہ بولا تو خفا ہو ہو کر
سر کریگا وہ قلم مثل قلم حقے کا

ہاتھ سے اُسکے تو ہی زہر ہی ہمکو قلیان
وہ نہین پاس تو پینا ہی ہی سم حقے کا

نیم جان ہے جو کوئی گھونٹ تو جی جای ہی
اب حیوان سے سوا تر ہی کرم حقے کا

دود دل دود جگر سے نہین فرصت اکدم
ذوق اسواسطے ہم رکھتے ہین کم حقے کا

جلکے یہہ شمع صفت گل نہین ہوتا جب تک
نہین اوٹھتا تری محفل سے قدم حقے کا

اسکی حق حق کی صداین ہین مری دنیا کے
دم بھرین کیون نہ مسیحان ارم حقے کا

اسطرح سو نہہ سے نکلتا ہی مرے دود جگر
چھوڑ دین جیسے وہان کھینچکے دم حقے کا

غم و اندوہ مین اسدرجہ ہی شغل قلیان
کہ مری پینے سے ہے ناک مین دم حقے کا

دیکھتے ہی اُسے ہوتی ہی یہ صورت دلکی
جیسے بیخود ہو لگاکر کوئی دم حقے کا

دود دل اسکے بہانے سے نکل جاتا ہے
رکھتے ہین شغل اسیواسطے ہم حقے کا

دود دل دود جگر آتش غم نالہ و آہ
کام دیتے ہین یہ سب ہوکے بہم حقے کا

۶۵

سینکڑون اسمین ہی دل الجھے ہوئی ہین رونق
گیسوے یار سے کچھ کم نہین خم حقے کا

سنکے مین طرز کلام یار مفتون ہوگیا
جو سخن نکلا زبان سے مجھکو افسون ہوگیا

شان ہی ای غیرت لیلی یہ تیری حسن کی
جسنے تجھکو اک نظر دیکھا وہ مجنون ہوگیا

کام آخر ہوگیا اس نشہ مین اُسکا تمام
جو کوئی بیمار عشق چشم میگون ہوگیا

ماہ مین ہی داغ تھوڑا اسا مگر پھر عیب ہے
اور تیرا حسن خط آنے سے افزون ہوگیا

کھل گیا حال محبت راز کو ہم پا گئے
غیر کے آتے ہی کیون چہرہ دگرگون ہوگیا

گریہ و زاری نے اپنی داغ عصیان دھو دیا
خوف کچھ اُسکا ہماری حق مین صابون ہوگیا

چاٹنے سے اُسکے دم کچھہ بڑہگیا آب آگئی
خون مراحق مین تری خنجر کی معجون ہوگیا

اُسکی چشم مست و میگون نے کیا کار شراب
خال عارض دل کو میری حب افیون ہوگیا

حرف عین موج اور کاغذ بنا بحر محیط
جسپہ میری چشم کا تحریر مضمون ہوگیا

اُسکے قد کو دیکھکر کہتے ہین سب اہل سخن
کیا ہی مصرع شاعر قدرت سی موزون ہوگیا

شمع سان جلجائی رونق پر نہ حال دل کہے
قیس تہا کمظرف جو کچھہ کہکے مطعون ہوگیا

ردیف بای موحدہ

رات مہتابی پہ جو بیٹھا ہمارا ماہتاب
عکس رخ سے بنگیا ہر اک ستارا ماہتاب

کیا کریگا بحث تجھسی ای خود آرا ماہتاب
آفتاب حسن تو ہے اور ستارا ماہتاب

دو شرر ہین آسمان پر آہ سوزان سے مری
اک شرارہ آفتاب اور اک شرارا ماہتاب

ہو ندامت سے نہ کیونکر زرد چہرہ ماہ کا
ہاتھہ مین جب لیکے چھوڑی وہ خود آرا ماہتاب

آسمان پر عکس روی پرضیا کہتا ہے وہ
جسنے دیکھا دیکھکر چہرہ تمہارا ماہتاب

آفتاب اکثر ورون شیشہ ہوتا ہے مگر
عکس رخ سے آپ نے اُسمین اُتارا ماہتاب

یہ صباحت یہ ملاحت یہ دلاویزی کہان
پیش روی یار ہو رونق چکارا ماہتاب

گاہے ہوا نہ وصل ترا سرو قد نصیب
ہم سا نہین جہان مین کوئی بہی بد نصیب

ہو ہمکو صحبت صنم سرو قد نصیب
اور حاسدون کو ہو غم و رشک و حسد نصیب

جز یک نظر ملا ہی ہمین تسے اور کیا
سو وہ بہی تو ہوا ہی بصد رد و کد نصیب

اللہ رے اپنی شومی قسمت کہ بعد مرگ
یونہی پڑی رہی نہوئی پر لحد نصیب

محروم بزم مے میں رہے تو ہمیں رہے
کمبخت بد نصیب کے کمبخت بد نصیب

اس شاہ حسن نے ہمیں بخشی ہیں یہ خطاب
بدبخت و بدشعار و بد اطوار و بد نصیب

در تک تو اُسکے آئے بصد محنت و ہنر
اب جائیں بزم میں جو کرے کچھہ مدد نصیب

دل میں خیال آتا ہے وہ ماہ آگیا
سچ پوچھیے تو لڑ گئے بیحصر و حد نصیب

یہہ دی پیام وصل وہ دشنام اُسکو دی
رونق کو کاش ہو یہی داد و ستد نصیب

ہماری پاس ہے وہ سبز رنگ اور شراب
ملا کے دی ہمیں ساقی تو بھنگ اور شراب

ستم ہی کچھہ خبر پا و سر نہیں تو بھی
طلب کری وہ بت سبز رنگ اور شراب

حسد سے خون رُلا مدعی کو ای ساقی
زیادہ اس سے بھی دی سرخ رنگ اور شراب

تم ایک جرعہ ہی میں ہو گئے کچھہ اور کے اور
ابھی تو دیکھو دکھائیگی رنگ اور شراب

گیا وہ بزم سے کیا لطف مطرب و ساقی
اُٹھا کے طاق میں رکھدیے چنگ اور شراب

ہماری آج کل اس لطف سی گذرتی ہے
بغل میں یار شب و روز چنگ اور شراب

خدا ہی آج مری توبہ کو رکھے سالم
کہ میں ہوں اور ہی وہ شوخ و شنگ اور شراب

خیال جور بتان یاد نرگس میگون
ہماری شیشۂ دل میں ہی سنگ اور شراب

شراب نزع میں بھی مانگتے ہو ای رونق
خدا کے واسطے یہ وقت تنگ اور شراب

زہر میٹھا ہے نکر اس سے طلب بوسۂ لب
حق میں عشاق کے لینا ہی غضب بوسۂ لب

بن لئے آج تو ہم رہتے ہیں کب بوسۂ لب
لینگے اب بوسۂ لب بوسۂ لب بوسۂ لب

شکل اللہ ہے دندان مین مسی کی تحریر
ہمکو لازم ہے کہ لین پہر ادب بوسۂ لب

لب جان بخش تو مشہور ہین تیری لیکن
مرگیا جسنے لیا ہای غضب بوسۂ لب

ہونٹ چاٹا کئے جنکو یہہ بلا جیتے جی
واہ رکہتا ہے حلاوت ہی غضب بوسۂ لب

ہای وہ تشنہ دہن خون مین یون غلطان ہون
جنکے لیتے تہے شہنشاہ عرب بوسۂ لب

نہ دیا آپ نے ہمکو نہ دیا غیر جواب
غیر کو کیونکہ دیا وقت طلب بوسۂ لب

وای ناکامی قسمت کہ ہمین ہین محروم
اور عشاق تری لیتے ہین سب بوسۂ لب

مرگئے ہم کہ ادہر اُسکی نزاکت مانع
اور نہ لینے دی ادہر پاس ادب بوسۂ لب

اب تو لیتے ہین بہت حضرتِ رونق آسان
پھر وہ کہائینگے تمہین رنج و تعب بوسۂ لب

پائین جو دست ساقی مخمور سے شراب
مانگین نہ ہم بہشت مین پہر حور سے شراب

پنکارتا ہے دیکھکے یہہ دور سی شراب
مشکل ہے چہوٹنی دل رنجور سی شراب

دن رات اپنو نغمۂ مطرب سے مست ہون
مین پی رہا ہون کاسۂ طنبور سے شراب

وہ مست ہون کہ جاؤن اگر کوہ طور پر
ٹپکے مری لئے شجر طور سے شراب

یہ عشق چشم مست بتان چہوڑتا نہین
چہٹتی نہین مری دل رنجور سے شراب

مجروح چشم مست بتان ہون بجائی خون
جاری ہی میرے زخم کے انگور سے شراب

میخانۂ جہان مین ہون وہ رند بادہ کش
پیتا ہون کاسۂ سر فغفور سی شراب

سایہ پڑا ہی تاک پہ اُس چشم مست کا
اسواسطے نکلتی ہی انگور سے شراب

روتا ہون چشم مست کی دہن مین عجب نہین
ٹپکے جو اپنے دیدۂ مخمور سے شراب

مین اپنی گہر مین اُسکے تصور سی مست ہون
ساقی پلا رہا ہے مجھے دور سی شراب

کیا ذوق سے حوض ہی چھپر لیتا نفس پہ می
بہتر ہے میری واسطے کافور سے شراب

یون دل کے آبلون سے ٹپکتے ہین اشک خون
جسطرح سے نکلتی ہی انگور سے شراب

ساقی لگا دی منہ سی ہمارے سبوئی می
اٹھوا کے لے نہ جائینگے مزدور سی شراب

دیتے ہین بادہ ظرف قدح خوار دیکھکر
آخر ٹپک پڑی لب منصور سے شراب

گرمی حسن سے وہ جبین ہے عرق عرق
کھنچتی ہے نار سے یہ کھنچی نور سے شراب

می کش وہ ہون کہ ذبح جو قاتل کری مجھے
ٹپکے بجای خون دم ساطور سے شراب

پھیلاؤ پاؤن اتنے کہ چادر ہو جس قدر
رونق پیو زیادہ نہ مقدور سے شراب

اس سی مسکن ملگئی پایا نشان ہوکر خراب
ہمنے کیا لوٹا ہی گنج شایگان ہوکر خراب

جسم سے نکلیگی جان ناتوان ہوکر خراب
اس مکان سی جائیگا یہہ میہمان ہوکر خراب

دل کو سوز عشق سے پہنچی ہی گا آخر زیان
ہی یقین مجھکو رہیگا یہہ مکان ہوکر خراب

حشر کو جانے نہ دوگے تم مجھے پیش خدا
ہوگئی ہے جو تمہاری بدگمان ہوکر خراب

ایک ہی سی کہہ رہے ہین عشوہ و ناز و ادا
دل کو ان سبنے کیا ہمداستان ہوکر خراب

گرد تک بہی یکہ تاز عشق کی پائی نہین
کسلئے باد صبا ہو ہمعنان ہوکر خراب

آخر اپنا رنگ لے آئین خزان کی کاوشین
کیا ہی خارستان بنا ہی گلستان ہوکر خراب

جل رہا ہی سوز غم سے دل جگر کے ساتھہ تہا
ہو رہا ہی سینہ آہون کا دہوان ہوکر خراب

خاک اڑاتے جائینگے دنیا سی کیا سوئی عدم
ایک مدت مین تو آئے ہین یہان ہوکر خراب

سیر سے ناکام بے جنبش ہے مانند کوہ
ہم ہوئی تمکین سے دنیا مین گران ہوکر خراب

خوف ہی رہتا ہی اپنی آہ سے ہر دم ہمین
رنگ کچھہ تازہ نہ لی آئی جہان ہوکر خراب

گر نشان پاتے تو اُسکو ڈھونڈھ ہی لیتی کہین
دل کو اُسنی کر دکہا ہی بے نشان ہوکر خراب

چشم تر نے رنگ ہم بزمی دشمن دیکہکر
میری دامن کو کیا ہی خونفشان ہوکر خراب

شوخیان ناز و ادا کی کیا کہون المختصر
ایک وہ کافر بنا ہی سو جہان ہوکر خراب

چین سے تہی نفع و نقصان کی خبر جبتک نہ تہی
کیا ہوئی ہین واقف سود و زیان ہوکر خراب

ہم نہ مرتے ہین نہ جیتی ہین غضب ہین جان سے
عشق مین اُسکے ہوئی ہین نیم جان ہوکر خراب

لطف کا خوگر کیا اور پہر نہ پوچہی بات بہی
تمنے کی عاشق کی مٹی مہربان ہوکر خراب

شمع اور ہم اُسکی بزم ناز مین ناکام ہین
وہ زبان پاکر ہوئی ہم بیزبان ہوکر خراب

اب تو ہر ہر بات مین رونق وہان دشنام ہی
ہوگئی کچہہ اُنکی عادت بدزبان ہوکر خراب

ردیف باے فارسی

رخ سی تری شرماکے ہوئی پردہ نشین دہوپ
تاحشر بس اب مونہہ کو دکہائیگی نہین دہوپ

آیا خلل ایمان مین دیکہی جو کہین دہوپ
اُس رخ کے تصور مین ہوئی دشمن دین دہوپ

ہی زیر زمین سایہ تو بالائی زمین دہوپ
دنیا بہی دو رنگی ہی کہین چہاؤن کہین دہوپ

ہی نور رخ یار زمانہ مین فروزان
کہتے ہین غلط سب یہ نہین دہوپ نہین دہوپ

اس طرحکی ضد ہی اُسے ہر بات مین مجہہ سے
کہتا ہون مین سایہ تو وہ کہتا ہی نہین دہوپ

خجلت زدہ گیسو سی تری ہے شب یلدا
شرمندہ ہی رخ سی تری ای زہرہ جبین دہوپ

ہی جب سے تری عارض تابان کا تصور
جاتا ہون اندہیری مین تو ہوتی ہی وہین دہوپ

تو جانہ مری پاس ہی دو چار گہڑی اور
اسوقت بہت تیز ہی ای زہرہ جبین دہوپ

تو جا نہ مری پاس سے دو چار گھڑی اور / اسوقت بہت تیز ہے اے زہرہ جبین دہوپ

کیا دیکھہ کے دیتی ہین تری رنگ سے نسبت / ظاہر مین تو جچتی نہین کچھہ اتنی حسین دہوپ

وہ دو جگر عاشق دلخستہ بنے ابر / اُسکے رخ نازک پہ جو آجاے کہین دہوپ

شرمندہ یہہ کچھہ اس رخ روشن سے ہے خورشید / وہ گہر سے نکل آئی تو نکلے نہ کہین دہوپ

اللہ رے تری گرمی عارض کی شرارت / خورشید چھپا شرم سے نکلی نہ کہین دہوپ

ہے دل مین خیال رخ پرتاب کسیکا / کسطرح سے چاہون نہ دم بازپسین دہوپ

ہم پلہ ہوئی یار کی افشان سے نہ رونق
چمکی تو بہت کچھہ صفت مہر مبین دہوپ

بندہے ہین سینکڑون ہی اسکی تار تار مین سانپ / کہینگے کاکل پرتاب کو ہزار مین سانپ

تمہاری زلف دوتا کو کہی جو چار مین سانپ / الہی اُسکی زبان کو ڈسین مزار مین سانپ

کہان ہین خط مین تیرے زلف قطرہ ہاے عرق / یہ اوس چاٹنے آیا ہے سبزہ زار مین سانپ

خیال زلف بتان یون ہے چشم گریان مین / شناوری کرے جسطرح جویبار مین سانپ

تمہارے وحشی گیسو کے آج صحرا مین / یہ گرد ہین کہ کچھہ آتے نہین شمار مین سانپ

خیال کاکل پیچان سے یہ ہی بہتر ہے / کہ کاٹ کہائے ہمین فرقت نگار مین سانپ

غضب ہین ابرو گیسو تری کہ سب کہتے ہین / وہ بال بال ہین بچھو یہ تار تار مین سانپ

ہوئی ہے زلف رسا تک جو دسترس اپنی / تمام روئی زمین کے ہین اختیار مین سانپ

ڈسے نہ کیونکہ یہ ہر لحظہ ہر گھڑی ہر آن / خیال زلف ہے میرے دل فگار مین سانپ

کٹیگی کیونکہ شب وعدہ کاٹتا ہے مجھے / دہوان یہ شمع کا بن بنکے انتظار مین سانپ

بلا سے غیر مرے عشق زلف مین رونق

پہری تو سینہ پہ کمبخت کے مزار مین سانپ

یہہ ہوا آہ مین کچہ میری اثر آپ سے آپ　آگیا گہر مری وہ رشک قمر آپ سے آپ

نہ ہنسو ہم پہ کہ جب ہو گئی تقدیر درست　عیب ہو جائینگے سب اپنے ہنر آپ سے آپ

وان تو اُس قاتل سفاک نے کہینچی شمشیر　یان ہوا دور مرے جسم سے سر آپ سے آپ

لاکہہ تدبیر کرو پر کوئی دل بچتا ہے　جو کہ ہونا ہے سو ہوگا وہ ضرر آپ سے آپ

کیون جتائین کہ اگر عشق ہے اپنا کامل　اُسکو ہو جائیگی الفت کی خبر آپ سے آپ

پہلوئی غیر مین شاید وہ گئی خیر نہین　دفعۃً یان جو اُٹہا درد جگر آپ سے آپ

تیری تاثیر کو جب ای کشش دل جانون　کہ وہ دوڑی ہوئی آئین مری گہر آپ سے آپ

کبہی خلوت مین جو وہ شوخ بلا لیتا ہے　تو دل زار مین لگ جاتے ہین پر آپ سے آپ

گم ہوئی اُسکے عبث فکر مین ہم ای رونق
کہ بندہے ہم سے مضامین کمر آپ سے آپ

ہمین خاک مین یون ملاتے ہین آپ　کہ آنکہون مین کاجل لگاتے ہین آپ

رقیبون کے گہر روز جاتے ہین آپ　عبث جہوٹی باتین بناتے ہین آپ

نصیحت کرے کیا کوئی آپ کو　کہے ایک اگر سو سناتے ہین آپ

دبا تو دیا ہمکو زیر زمین　اور اُسپر ہمین پہر دباتے ہین آپ

یہہ حاضر ہے سینہ یہ حاضر ہے دل　لگائین جو ناوک لگاتے ہین آپ

بہانہ ہے ظاہر مین یہ شرم کا　ہمین دیکہکر منہ چہپاتے ہین آپ

ترو تازہ اپنا رہے داغ دل　اسے دیکہنے روز آتے ہین آپ

ہمین کون روکے کہ مانند شمع　ہم اپنی خوشی سر کٹاتے ہین آپ

لگاوٹ کہون یا بناوٹ کہون　　اگر مین نہ جاؤن تو آتے ہین آپ

جو رونق گوارا نہین رنج و غم
حسینون سے کیون دل لگاتے ہین آپ

ردیف تای مثناة فوقانیہ

رکھنے لگے سب یار مری ہوش پہ انگشت　　کل اُسنے رکھی غیر کے جو دوش پہ انگشت

یاد آئی کسیکے لب مے نوش پہ انگشت　　ہمنے جو رکھی غنچۂ خاموش پہ انگشت

مژگان جو بنی چشم حیا کوش پہ انگشت　　اُٹھنے لگی اُس وعدہ فراموش پہ انگشت

نالان مجھے پاکر پئے تعلیم خموشی　　اُس شوخ نے رکھی لب مینوش پہ انگشت

خط پڑھ کے مرا یار نے اعدا کو دکھایا　　رکھہ لی تھی مگر لفظ ہم آغوش پہ انگشت

سوزن کی یہہ صورت ہی مری زخم جگر پر　　جسطرح رکھی ہو لب خاموش پہ انگشت

مژگان سے رکے اشک بشکل کف دریا　　کیا کام کرے چشمۂ پرجوش پہ انگشت

گر بزم مین جاتا ہی تو اُس شوخ کی رونق
چپ بیٹھیو رکھکر لب خاموش پہ انگشت

مجھسے ملے وہ پری کی صورت　　نکلے کوئی ایسی صورت

جب سے دیکھی اُسکی صورت　　اور ہی دیکھی دل کی صورت

اُس گل خندان سے کیا نسبت　　شمع کی ہے اک روتی صورت

آنکھون مین پھرتی ہے ہردم　　ہائے وہ بھولی بھولی صورت

صورت دل کی بگڑی کیا کیا　　جب کوئی دیکھے اچھی صورت

دھیان بندھا پھر زلف سیہ کا
پھر شب غم نے دکھائی صورت
ایسی خوبی ہوتی تیری
جیسی تو نے پائی صورت
چاہیے آن و ادا و غمزہ
گوری ہو یا کالی صورت
آنکھون مین دم اٹک رہا ہے
کوئی دکھا دو اُسکی صورت

تمکو ہوا کیا حضرت رونق
بیٹھے ہو بنکے غم کی صورت

جو دیکھین ہم اُس یار جانی کیصورت
تو آئے نظر زندگانی کی صورت
نمایان ہی رنجش معانی کیصورت
بناتے ہو کیا مہربانی کی صورت
کھنچی ہے عجب ناتوانی کی صورت
جوانی مین ہے شیخ فانی کیصورت
کہین کیا کہ ہے اب کہانی کیصورت
جوانی کی باتین جوانی کی صورت
یہہ صورت فقط اک نشانی ہے ورنہ
نہین کچھ بہی دنیاے فانی کیصورت
مری داستان غم انگیز ہجران
سنی اُسنے لیکن کہانی کی صورت
تری ہجر مین ہو گئے برق و باران
مجھے آفت آسمانی کیصورت
نہ آئی کسیطرح سے پھر نہ آئی
گئی پاس سے وہ جوانی کیصورت
تجھے دیکھکر ہم تو جیتے ہین کافر
تری شکل ہے زندگانی کیصورت
تری ہجر مین رنج کیا کیا اُٹھائے
پیا خون دل ہمنے پانی کی صورت
ترے داغ الفت کو ہمنے چھپا کر
رکھا دل مین راز نہانی کیصورت
ہنرور پریشان غنی بے ہنر ہین
یہہ ہے آج کل قدردانی کیصورت
وہ انداز کافر وہ رفتار دلکش
وہ جوبن کے دن وہ جوانی کیصورت

اُٹھائین یہہ اُس سنگدل کی جفائین
کہ پیدا ہوئی سخت جانی کیصورت

جو اشکونکی انکھون مین طغیانیان ہین
کہان نہر مین یہ روانی کی صورت

بلایا مجھے قتل کو سب سے پہلے
ہوئی آج کچھہ قدردانی کیصورت

کسی اور ہی در پہ ہم سٹ رہینگے
یہی ہے جو نا قدردانی کی صورت

بہار شب وصل کیا اور خوشی کیا
یہہ سامان ہین دنیای فانی کیصورت

سخن مثل آئینہ ہو صاف رونق
نظر آئے جسمین معانی کیصورت

یہان ہی وہی خستہ جانی کیصورت
وہان وہی ایذا رسانی کیصورت

جو پوچھے کوئی بے نشانی کیصورت
دکھا اُسکو دنیای فانی کیصورت

جو کھینچے مری ناتوانی کی صورت
بدلجاے حیرت سے مانی کیصورت

شبیہ پس آئینہ کی طرح ہے
دل صاف مین یار جانی کیصورت

نمود اپنی واقع مین کچھہ بھی نہین ہے
یہان خواب ہی زندگانی کیصورت

مجھے موت یون ہجر مین کام آئی
کہ اُس آفت ناگہانی کی صورت

ہمین یاد ہے مرنے جینے کا نقشہ
دکھائین تو وہ جانستانی کیصورت

رُلایا مجھے روی خندان نے کیا کیا
ستم کر گئی مہربانی کیصورت

رقیب اور خوش خوش ہین دشنام سنکر
مگر اور ہے مہربانی کی صورت

وہ آئینہ کو دیکھتے ہین انہین ہم
کہ اک قہر ہے نوجوانی کی صورت

جو تحریک ہو تفتہ جانکی فلک کو
تو آتش برس جائے پانی کی صورت

لب جانفزا یاسے گم ہو گئے ہم
چھپی چشمۂ زندگانی کی صورت

اثر ہے یہہ عاشق کی بیتابیون کا
عیان ہے سخن مین روانی کیصورت

حبابون کو دریا مین دیکھو سمجھہ لو
یہی کچھہ ہے انسان فانی کیصورت

ہوئین سدرہ حسرتین بسملونکی
نہین تیغ مین کچھہ روانی کیصورت

چمکتا ہے اک داغ الفت جو دل مین
یہہ ہے دولتِ دوجہانی کیصورت

نہ آئی نظر اپنے روز سیہ مین
کسی آشنائی زبانی کیصورت

کوئی پائے اُنکو تو مٹ کے پائے
یہہ عاشق کی ہین بے نشانی کیصورت

تم اور ذکر دشمن پہ خاموش رہتے
نہ ملتی اگر بے دہانی کی صورت

مرے اشک ڈالو سیاہی مین رونق
کہ پیدا ہو اُسمین روانی کی صورت

۸۰ غزل بسنت

چمن مین آگئی کیا صورت بہار بسنت
کہ شاخ شاخ پہ ہی نغمۂ ہزار بسنت

جو رخ سے زار محبت کے ہے دوچار بسنت
تو اپنی رنگ سے ہو آپ شرمسار بسنت

وہ شوخ اور وہ بسنتی لباس ہای ستم
برنگ عاشق مضطر ہو بیقرار بسنت

ڈلا رہی ہے حریفان شوق کو خوناب
دکہا رہی ہے گل افشانی بہار بسنت

شکستہ رنگی عاشق سے کوئی ملتی ہے
ہزار رنگ اڑائے بنے ہزار بسنت

کبھی بسنت مین اُنسے گلے ملا ہون مین
روان ہو اب لب حسرت پہ بار بار بسنت

گلے ملے ہین بسنتی لباس پہنے ہوئے
وہ ہمکنار ہین مجہہ سے کہ ہمکنار بسنت

فراق یار مین ہے چہرہ زرد زرد مرا
کہلا رہا ہے مری رخ پہ ہجر یار بسنت

غضب لباس بسنتی ستم وہ رخ گلرنگ
ایدہر بہار تصدق ایدہر نثار بسنت

بسنت آپکو مد نظر کہین ٹہیرے ہے
ابہی تو لاؤن زمانہ سے مستعار بسنت

جو آپکے گل عارض سے ہی بہار خجل
تو اپنی زردی رخ سے ہی شرمسار بسنت

کہہا ہی کوئی بسنتی لباس آنکہون مین
فدا بسنت مین مجہپہ ہے نثار بسنت

بسنت اور نہین پہلو مین وہ بہار افروز
خزان سے بڑہ کے ہی کچہہ مجہکو ناگوار بسنت

پڑی رہی تری کوچہ مین چشم دل کی طرح
جو اپنی ذات پہ رکہتی ہو اختیار بسنت

دل اک جہان کے عنانکش ہین اور نہین تہمتے
سمند ناز پہ ہے آج گل سوار بسنت

وہ ہی تو اور رہی کچہہ ہی بسنت مین رونق
وگرنہ دیکہیے کیا ہے نظر مین خوار بسنت

نپوچہہ مجہسی کچہہ اس شوخ بیوفا کی بات
غضب کی قہر کی آفت کی اور بلا کی بات

کسی سنائے اس شوخ پر جفا کی بات
کہ آشنا نہین سنتا ہی آشنا کی بات

زبان یار ستمگار بیوفا کی بات
کہان نصیب کہ ہی اپنے مدعا کی بات

ہزار بار گئی ہے در اجابت تک
مگر کسینے نپوچہی مری دعا کی بات

ہین وہ دیکہہ کے منہ پہیر لین ستم دیکہو
جفا ہی تازہ ہی کیا سوخئی ادا کی بات

کسی سے کام نہین اپنی حال مین ہون مست
سنون نہ رندکی مین اور نہ پارسا کی بات

بیان ربط عدو مجہ سے ہی بہروسے پر
کہ آشنا نہین کہتا ہی آشنا کی بات

مریض عشق مین باقی ہی کیا کہ درمان ہو
اٹہائین ہاتہہ دعا پر نہین دوا کی بات

کہا جو مینے کہ سن لیجئے مرا کچہہ حال
کہا کہ کون سنے زار مبتلا کی بات

یہہ بیوفا ہے کہ نام وفا سے نفرت ہے
کہین تو کیا کہین اس شوخ بیوفا کی بات

وہ گھر تو آئے مری گرچہ پھر گئے اُلٹے / بہت ہے یہہ بھی مجھے رنگئی دعا کی بات

بسان رنگ حنا پاؤن سی نہین چھٹتا / مری لہو نے اڑائی مگر حنا کی بات

نہ پوچھ غیر سے روداد کچھ مرے غم کی / کہ مدعی تو کہیگا ہی مدعا کی بات

اگرچہ خاک اڑانے کو قبر پر آئے / مگر یہہ آپ نے عاشق سی کی وفا کی بات

سوال بوسہ جو مین نے کیا تو ہوکے خفا / کہا کہ چپ رہو کہتے ہو کیا حیا کی بات

۸۱

تم اُسکے لطف وکرم پر بھی جان دیتے ہو
علاج اب نہین رونق تو ہی قضا کی بات

ہجر اور ہجر کی وہ بھاری رات / کیا کہون کسطرح گذاری رات

کیا کہون دل کی بے قراری رات / ہاتھ دل پر رہا ہے ساری رات

آنکھ جھپکی نہین ہماری رات / یونہین بیٹھے رہے ہین ساری رات

تھا یہہ کچھ شور آہ و زاری رات / کہ نہ ہمسائے سو سکے ساری رات

عالم نور اک نظر آیا / اُسنے پوشاک جب اُتاری رات

تم نہ آئے تڑپ تڑپ کے یہان / شام سے صبح تک گذاری رات

غیر سے گھر گواہ ہین آنکھین / آپ نے کی ہے بادہ خواری رات

بن ترے مجھکو قتل کرنے کو / تیغ دن ہے تو ہے کٹاری رات

عکس گیسو کو دیکھکر بولے / ہمنے آئینہ مین اتاری رات

یون گران ہے نفس نفس شب ہجر / جیسے بیمار پر ہے بھاری رات

تیغ و خنجر نہین ہمارے پاس / ہائے کیونکر کٹے یہہ بھاری رات

سچ کہو تمکو غیر کی سوگند / کہ کٹی تھی کہان سواری رات

دیکھیے کیا بنے شب غم میں
ایک میں خستہ اور ساری رات

مرگئے سکتے اُن سے آنے کی
ہمنے کی اتنی ہوشیاری رات

کچھ سمجھ میں مری نہیں آتا
کس سے سیکھی ہے پردہ داری رات

اُڑکے جا لپٹے اُن کے دامن سے
آگئی کام خاکساری رات

گیسوئے مشکفام رکھتے ہو
کیوں بلائیں نہ لے تمہاری رات

ان دنوں کس کے دھیان میں رونق
جاگتے تم ہو ساری ساری رات

ردیف تای مثناۃ فوقانیہ ہندی

بغیر شکر خدا پیجئے جو آب کا گھونٹ
بنے گا وہاں یہی تلخابۂ عذاب کا گھونٹ

بغیر یار کے ایک اک ہمیں شراب کا گھونٹ
گلو سے اُترے لہو ہو کے خونِ ناب کا گھونٹ

سوال اور کرینگے نہ پھر ہم اے ساقی
پلادے ایک مئی تیز بے حساب کا گھونٹ

دیا ہے ہاتھ سے اُس بت نے آبِ زمزم کا
تمام عمر میں پیتا ہوں یہ ثواب کا گھونٹ

کہاں ہے اپنی یہ قسمت کہ ہو نصیب ہمیں
شراب دستِ بتِ شوخ لاجواب کا گھونٹ

جو سوچئے تو یہ دنیا خیال باطل ہے
پیا ہے کس نے مئی ساغر حباب کا گھونٹ

جو یاد میں گل عارض کے پی گیا آنسو
ہوا وہ خوشگواری سے اک گلاب کا گھونٹ

ہزاروں مرگئے اس تشنگی میں اہل ہوس
مگر ملا نہ کسی کو مئی شباب کا گھونٹ

پیا جو ہاتھ سے دشمن کے ایک جرعۂ مے
پیو گے تم مری خونِ دلِ خراب کا گھونٹ

نہیں وصال کا کچھ حظ بغیر بوس و کنار
کہ جیسے بیمزہ صہبا ہے بیکباب کا گھونٹ

ملے نہ جام جو ساقی کے ہاتھہ سے رونق
تو مجھکو زہر سے بدتر ہے اک شراب کا گھونٹ

اُٹھہ سکے اُس زار سے کیا دستہ خنجر کی چوٹ
جسکو پتھر سے زیادہ ہو ستمگر کی چوٹ

آئی کب خاطر مین اُس دیوانہ کے پتھر کی چوٹ
جسکے دل پر ہو لگی عشق پری پیکر کی چوٹ

تھا نہ قسمت مین سکندر کی مگر آب حیات
ورنہ خالی جای ایسے خضر سے رہبر کی چوٹ

وار اُسکا بچ سکے کیونکر کہ ہی قاتل ہکیت
ہٹکٹی اُسنے لگائی روک لی گر سر کی چوٹ

خوف رہتا ہی نگاہ یار کا ہر دم مجھے
شیشہ دل پر نہ لگجائی کہین پتھر کی چوٹ

میری گردن پر لگا کر ہاتھہ قاتل نے کہا
یون لگانی چاہیئے شمشیر اُس گھر کی چوٹ

جام مے آہستہ آہستہ لبون تک اپنی لا
ہین بہت نازک نہ لگجائی کہین ساغر کی چوٹ

ہجر مین جب ابر و باران و ہوا ہی سرد ہو
کسطرح کسکے نہ پھر میری دل مضطر کی چوٹ

ذائقے آتے ہین کیا کیا جب سے ہی دل پر لگی
یار کی شیرینی گفتار جان پرور کی چوٹ

اُسکی قسمت مین لکھی تھی موت اُسکے ہاتھہ سے
کسطرح دارا سے رُکتی رونق اسکندر کی چوٹ

ہر ایک تری مونہہ سے نکلتا ہی سخن جھوٹ
بولا نکر اتنا بھی تو ای رشک قمر جھوٹ

گر اُسکی نزاکت کو کہون گل سے زیادہ
سمجھین نہ مری قول کو مرغان چمن جھوٹ

محشر مین شہادت کو دم پرسش عصیان
کب بول سکینگے مری اعضای بدن جھوٹ

کشتہ نے کہا تیری کہ ہون بندۂ الفت
بولا نہ نکیرین سے وہ زیر کفن جھوٹ

گل رخ سے خجل اور صنوبر تری قد سے
یہہ سچ ہی نہین اسمین ذرا رشک چمن جھوٹ

کیا حال کہون یار سے اغیار کے آگے
گر سچ بھی کہونگا تو وہان جائیگا بن جھوٹ

اس بیہدہ گوئی سے ہے کیا فائدہ رونق
بولیگا کہاں تک تو پئے شعر و سخن جھوٹ

رکھتا ہے کچھ غضب ہی دم ذوالفقار کاٹ
دشمن کو تا بہ اسپ دیا ایکبار کاٹ

حداد وہی جوش ہے گو فصل گل گئی
زنجیر پا کو تو نہ مرے زینہار کاٹ

تجھسے نہ کٹ سکیگی شب ہجر کوہکن
ہان جوے شیر کے لئے تو کوہسار کاٹ

ہی باغبان چمن مین نہ صیاد کا گذر
ای عندلیب چین سے فصل بہار کاٹ

فصل بہار باغ مین کاٹی جو عندلیب
لازم ہے دن خزان کے بھی تین چار کاٹ

کیا نسبت اسکو برش ابروی یار سے
شمشیر آہنی مین ہی گو یون ہزار کاٹ

مین نیش خوردہ خم گیسوی یار ہون
ای سانپ مجھکو ہو کے بہت ہوشیار کاٹ

دیکھا جدہر کو قتل ادہر صف کی صف ہوئی
تیغ نگاہ یار مین ہی بے شمار کاٹ

تار نگاہ یار نے یون دل کیا دو نیم
صابون کو ایک لمحہ مین وہی جیسے تار کاٹ

گر تجھکو آب تیغ ہے منظور دیکھنا
تنکے کے بدلے رکھہ کے مرا جسم زار کاٹ

کہتی ہی موت عیش مین کاٹی تمام عمر
تا حشر اب تو قبر مین شبہای تار کاٹ

ہی خوف بعد مرگ مجھے اپنی چشم سے
رونق بہہ سیل اشک نہ ڈالے مزار کاٹ

ردیف تای مثلثہ

سینے کہا کہ ستے ہو تم مجھہ سے بے شک عبث
کہنے لگے خموش زیادہ نہ بک عبث

اتنی چمک عبث ہی اور اتنی جھجک عبث
میری طرف سے آپکے دل مین ہی شک عبث

کہتے ہین مجھکو وہ دم نظارہ دیکھنا | ممکن نہین ہی وصل نہ تو ہمکو تک عبث
حسن ملیح یار کا کہہ کہکے وصف یار | ہین میری زخم دل پہ چھڑکتے نمک عبث
کیا جاکے میکدہ مین کرین جبکہ وہ نہو | بے یار ہی یہ شغل شراب و گزک عبث
شیرین مین وہ کہان نمکین مین ہی جو مزا | سچ پوچھیے تو حسن بھی ہی بے نمک عبث
اس عشق کا برا ہو کہ سب کہکے حال دل | اُس شوخ بدشعار سے کہا بیٹھے ذک عبث

۸۸
ملتے ہو غیر سے تو ملو اس سے ذکر کیا
رونق کے زخم دل پہ چھڑکنا نمک عبث

نہ تو پوچھا نہ کچھہ کہا باعث | اُٹھہ گیا پاس سے وہ کیا باعث
کچھہ سبب وجہہ واسطہ باعث | ہین خفا ہمسے آپ کیا باعث
ترک ہم سے دفعتًہ کیون آپ | ہمکو اس کا نہ کچھہ کہلا باعث
مجھہ سے وہ آکے خود لپٹ جائی | کوئی ایسا ہو یا خدا باعث
ایک عالم کی پائمالی کا | ہوگئی آپ کی حنا باعث
نام الفت سے کیون گریزان ہے | ہمکو اس کا تو کچھہ بتا باعث
تیرے کوچہ مین ہمکو دل لایا | اب کہین اسکا اور کیا باعث
سچ اگر پوچھیے تو ہے زاہد | رحمت اُسکی گناہ کا باعث
آئے تھے کسلئے چلے اب کیون | حیف اسکا نہ کچھہ کہلا باعث

۸۹
اُٹھہ گیا ہوکے وہ خفا رونق
اور پوچھہ اُس سے شرم کا باعث

الغیاث ای شاہ جیلان الغیاث | اکرم و محبوب سبحان الغیاث

توشۂ زاد سفر مطلق نہین
ہون بہت بے برگ و سامان الغیاث

درد بے درمان سے لب پر جان ہے
چاہتا ہون تجھہ سے درمان الغیاث

جلد پہنچو تم مری فریاد کو
رات دن ہون غم سے نالان الغیاث

اے مرے مالک یہ ہے وقتِ مدد
ہین مقابل نفس و شیطان الغیاث

دشنۂ غم ہے پیاپے زخم بار
دل ہوا شکل گریبان الغیاث

گر پڑی مشکل تو رونق پڑھ یہی
الغیاث اے شاہ جیلان الغیاث

غیر پر لطف و کرم مہر و وفا کیا باعث
ہم پہ ظلم اور ستم جور و جفا کیا باعث

زلف بل کرتی ہے چہرہ ہے مکدر مجھہ سے
ہو نہین حیران و پریشان کہ ہوا کیا باعث

پہلوے غیر مین وہ شوخ گیا ہو نہ کہین
دفعتہً درد میرے دلمین اٹھا کیا باعث

بوے گل کیون نہین لاتی قفس بلبل تک
کچھہ بتا تو مجھے اے باد صبا کیا باعث

مجھہ سے بل رکھتے ہین کسواسطہ ابروے تیرے
اور برہم ہے تری زلف دوتا کیا باعث

منتظر صبح سے تا شام رہا دونو کا
نہ تو آیا وہ ستمگر نہ قضا کیا باعث

اور تو حال سب انسان پہ کیا ہے ظاہر
موت کے حال سے واقف نہ کیا کیا باعث

چلے کھینچے بہت اور گوشہ نشین بہی ہے ہم
نگیا تا بحدف تیر دعا کیا باعث

ہمنے اکثر یہی دیکھا ہے کیا ہے جو خیال
خوبرو ہوتے ہین بے مہر و وفا کیا باعث

مین تو اس فکر مین دن رات گھلا جاتا ہون
پہنچی وہان تک نہ مری آہ رسا کیا باعث

اُسنے کیا کیا نہ ستم تجھہ پہ کئے اے رونق
اور نکلا نہ تری منہہ سے گلا کیا باعث

ردیف جیم

یار ہے می ہے اور گھٹا ہے آج
عیش ہے لطف ہے مزا ہے آج

اس صنم سے مقابلا ہے آج
دل بیتاب کا خدا ہے آج

تیغ ہردم وہ دیکھتا ہے آج
آئی دس بیس کی قضا ہی آج

غم و رنج و الم مین ہون تنہا
آہ تیرا ہی آسرا ہے آج

شکل آئینہ محو حیرت ہون
اس طرف کیون وہ دیکھتا ہی آج

اس نے وعدہ کیا ہے آنے کا
بیقراری کی انتہا ہے آج

ہو کے عاشق بہت پشیمان ہون
جو کہو مجھکو وہ بجا ہے آج

پائون پر سر رکھا تو کہنے لگے
ہمنے جانا کہ سر پھرا ہے آج

ایک مدت سے دے چکا ہون دل
ناصحا مجھہ سے پوچھتا ہے آج

آئینہ دیکھکر وہ کہتا ہے
کوئی مجھہ سا بھی دوسرا ہی آج

اُسکے گھر بن بلائے جاتا ہے
مگر اے دل تری قضا ہے آج

اتنی بکواس کیون ہے ای رونق
سچ کہو تم نے کچھہ پیا ہی آج

۹۲

وہ جو دریا مین نہایا تو بڑہی توقیر موج
ہی زبان زد ہر کس و ناکس کی اب تقریر موج

ان دنون ای بحر خوبی کیون نہو توقیر موج
حسن دریا ہی ترا چین جبین تحریر موج

پاک طینت کو نہین الجھاؤ دنیا مین ذرا
ہوسکین خار لب دریا نہ دامنگیر موج

لجہ بحر فنا مین غرق کرتی ہے اجل
ہی نہ کچھہ تقصیر گرداب اور نہ کچھہ تقصیر موج

جب کہ ہین تشبیہ ہم چین جبین یار سے
کہل نہ جا ہی کس طرح سے پہر بہلا تقدیر موج

غور سے دیکہو تو ہے ایسی نشبر کی زندگی
صفحۂ دریا پہ ہو جس طرح سے تصویر موج

کاکل شکین کا مفتون کیونکہ اُچہلے ڈوبکر
گرتے ہی پڑجائی دست و پا مین جب زنجیر موج

کس پہ دیوانہ ہوا دریا ہی رونق اندنون
جسم عریان کف بلب اور پانونمین زنجیر موج

عیسیٰ سے ہو سکا نہ تری زار کا علاج
مشکل بہت ہے عشق کے بیمار کا علاج

گر سر جدا ہوا نہ مرا ایک ہاتہہ مین
پہر کیا کرین بتا تری تلوار کا علاج

آہ ہمین ہی روکش رخسار یار ہے
پہلے کرو سیاہی رخسار کا علاج

ناحق ہی زار فکر دعا مین ہی چارہ گر
ہے وصل یار عشق کے آزار کا علاج

مانا کہ خود حجاب سے برقع مین چہپ گئے
پر کیا کروگے خوبی رفتار کا علاج

پاتا ہے صحت آگ ہی سے آگ کا جلا
ہوتا ہے سچ ہے می ہی سی میخوار کا علاج

لیتا ہے جنس دل کو وہ لاکہون ادا سے مفت
کیا کیجیے اب ایسے خریدار کا علاج

جز قتل کچہہ علاج نہین زار کا ترے
پانی ہے اُسکے واسطے تلوار کا علاج

کوئی بہی آپ کو نہ کہیگا مسیح دم
ہوگا نہ تا نگاہ سے دوچار کا علاج

اکسیر خاک تہی مگر اب شرم سے ہی آب
رونق ہوا نہ عشق کے بیمار کا علاج

پوچہا جو تونے ہاتہہ سے اُس زار کا مزاج
فوراً بدل گیا دل بیمار کا مزاج

کتنی ہی سخت بات کہون بولتے نہین
پتہر کا ہے مزاج کہ دیوار کا مزاج

چبہہ چبہہ کے پاؤن مین تری چتنی کیے اندنون
ہی آسمان پہ ناز سے ہر خار کا مزاج

۶۴

زخمون پہ مشک پاش ہین افکار آپ کے
کچھ اور ہی ہوا مین ہے عطار کا مزاج

آنکھین ہی اور ہوگئین وہ بزم دیکھکر
اپنا نہین رہا ہے کسی یار کا مزاج

کچھ بحث ہے نہ شیخ و برہمن سے گفتگو
اپنا نہ چھیڑ کا ہے نہ تکرار کا مزاج

عنصر ہین چار آتش و آب و ہوا و خاک
انسان بنا ہے ملکے انہین چار کا مزاج

وہ پوچھنے کو میرے نہ آئے تو کیا ہوا
ہم آپ پوچھہ آئین ابہی یار کا مزاج

ہٹ جائین دور پاس سے رونق کے چارہ گر
بگڑا ہوا ہے عشق کے بیمار کا مزاج

۹۵

ہنسکر یہ کہدیا مجھے دیکھا جو بن مین آج
کچھ فائدہ نہ کل ہی نہ دیوانہ پن مین آج

گلگشت کو جو آہی گئے وہ چمن مین آج
پھولے نہین سمائینگے گل پیرہن مین آج

سرگرم گفتگو ہے وہ کس انجمن مین آج
ہر استخوان ہی شمع مری پیرہن مین آج

ہی پیرہن فروز کوئی پیرہن مین آج
حاجت نہین ہی شمع کی کچھ انجمن مین آج

اس شعلہ رو کو غیر کے ہمراہ دیکھکر
آتش سے لگ رہی ہی مری تن بدن مین آج

اس آستان کو چھوڑ کے جاتا نہین کہین
سر پر بٹھای قیس اگر جاؤن بن مین آج

مدت کے بعد بہی تری کشتہ کی تھی یہ شکل
گویا اسے لپیٹ دیا ہے کفن مین آج

تھا رنگ سوز عشق سے فانوس و شمع کا
عاشق کو اپنی تو نے نہ دیکھا کفن مین آج

روتی ہی بے ثباتی دنیا پہ شمع بزم
بیٹھی ہوئی تھی کل وہ نہین انجمن مین آج

تیری مریض غم کو کیا دفن صبح کو
مدت سے چلتے چلتے وہ پہنچا وطن مین آج

ملتا ہے نقش پا سے جو آنکھین ہر ایک گل
اٹھکھیلیون سے کون پھرا ہی چمن مین آج

رونق وہ اپنی ہاتھہ سی جب تن پہ گل لگای

پہولا سمای کیونکہ کو ہی پیرہن مین آج

محو ادا و ناز وہ بیداد گر ہے آج
کسکا وصال دیکھئے مد نظر ہے آج

سرگرم یار جانے کو دشمن کے گھر ہی آج
تیرا ہی امتحان بس ای چشم تر ہے آج

وعدہ کی شب ہے اور وہ دشمن کے گھر ہی آج
آتی نہین ہی موت ہماری کدہر ہے آج

کچھہ آج بام چرخ پہ آتا نہین قمر
شاید یہہ سن لیا ہی کہ وہ بام پر ہی آج

کھائی ہین دل پہ سینکڑون تیر اس نگاہ کے
رستم کا جو تہا وہ ہمارا جگر ہی آج

کھل کھیلے آپ صحبت دشمن مین بیٹھکر
کل عیب جانتے تہی جسے وہ ہنر ہی آج

آئی نظر جو صبح شب وصل یار کی
سمجھا یہہ مین کہ روز جزا کی سحر ہی آج

مانند برق جسپہ پڑی جل کے خاک ہو
ای رشک مہرتاب وہ تیری نظر ہی آج

رونق نہ رہئے آپ بہروسی پہ آہ کے
تاثیر اسمین کل تہی نہ اسمین اثر ہی آج

ایک شوخ برق وش سی ہوا مین دوچار آج
رخصت طلب ہین مجھہ سی شکیب و قرار آج

کل سے سوا ہین دیدۂ تر اشکبار آج
رو رو کے خوب دل کے نکالین بخار آج

تزئین سے اُنکے حسن کی ہی کیا بہار آج
سو دل سے لاکہہ جان سی ہم ہین نثار آج

ہی مجھکو ہوش ضبط نہ پاس قرار آج
کچھہ ہے ظہور قدرت پروردگار آج

کب آپ سے ملین جو کہا اُسنے طنز سے
نکلا مری زبان سے بے اختیار آج

ہی وصل یار ذوق مسرت کیواسطے
کچھہ دل ہی کاش مجھکو ملین مستعار آج

کچھہ ذکر غیر چھیڑ کے چھیڑا نہین تہین
مجھہ سے عبث الجھتے ہو کیون باربار آج

کل کا ہوا ہی یار سے وعدہ پئے وصال
کیا بے قرار ہے دل امیدوار آج

طغیان اشک یان بہی ہی چشم پر آب مین
کہدو نہ آئے سامنے ابر بہار آج

کہائی ہین سینے زخم پہ زخم اُس نگاہ کے
مجہہ سا نہین جہان مین کوئی دل فگار آج

ہر چند پند ناصح مشفق درست ہے
ہی کسکو اپنے دل پہ مگر اختیار آج

کسکی نظر لگی دل پر داغ کو مرے
تہی کل جو اس چمن مین نہین وہ بہار آج

کل کیا وہ امتحان مین ثابت قدم رہا
کیونکر ہوا عدو پہ تمہین اعتبار آج

پہر آج کا ہوا ہے وہان وعدۂ وصال
پہر کہینچنا پڑا ہے مجہے انتظار آج

منظور اُسکو بزم مین ہی امتحان ضبط
لیجای کاش صبر ہمین مستعار آج

کل جس گلی سے ہو کے پشیمان ہم آئی تہی
پہر رہنما ادہر ہے دل بیقرار آج

ایک اور آسمان بنا زیر آسمان
اتنا ہوا بلند ہمارا غبار آج

رونق سے کیا خطا ہوئی کیا تمنے کہدیا
رویا ہے سامنے مری وہ زار زار آج

ردیف جیم فارسی

۹۸

ساقی نے بہر کے مے سے دئی جام چار پانچ
کہاؤن نہ کیونکہ ٹہوکرین ہر گام چار پانچ

ہی بزم اپنی شاخ ثمر دار کی مثال
پختہ ہین چار پانچ تو ہین خام چار پانچ

حیران ہون ایک کا بہی تو آتا نہین جواب
لکہتا ہون اُسکو خط سحر و شام چار پانچ

کیونکر شکایت اُس بت طرار سے کرین
دیتا ہے ہر گلے پہ وہ الزام چار پانچ

فرہاد و قیس و امق و محمود اور ہم
ہین شہر عشق مین یہی بدنام چار پانچ

ہوتے ہین روز قتل وہان عاشق اسطرح
ہر صبح چار پانچ تو ہر شام چار پانچ

خوار و ذلیل وحشی و کمبخت و رو سیاہ
یہہ اُسنے رکہدئے ہین مری نام چار پانچ

کوچہ مین اُسکے خوب ہو جب تو گذر مرا
اغیار کے ہون یاد اگر نام چار پانچ

کوچہ مین اُسکے آہی ہی شاید وبای عشق
مرتے ہین روز عاشق بدنام چار پانچ

ہوتا ہی ایک جرعہ مین کیا ہمکو ساقیا
جب تک کہ پے بہ پے نہ پئین جام چار پانچ

عشق و ستم کشی و تماشا و رشک و صبر
تنہا مین ایک اور مجھے کام چار پانچ

اللہ رہی خوی بد کہ نہ اک بات وہ کری
جب تک کہ دی نہ لے مجھے دشنام چار پانچ

دو کاکل و دو زلف اور اک خط عنبرین
اک مرغ دل کیواسطے ہین دام چار پانچ

حیران ہون نامہ بر کو پتا کسطرح ملے
اس شہر مین ہین یار کے ہمنام چار پانچ

ہی چار یار و پنج تن پاک پر فدا
رونق کے ورد لب ہین یہی نام چار پانچ

باندہکر پاؤن مین رستی سے تشہیر نہ کہینچ
ہمکو اسطرح نہ کہینچ ای فلک پیر نہ کہینچ

ہی مرے قتل کو اک جنبش ابرو کافی
رنج بازو کو ندی تا بہ سہی شمشیر نہ کہینچ

جو کہ تقدیر مین لکہا ہی وہ پیش آئیگا
ناصحا میری لئے زحمت تدبیر نہ کہینچ

فصل گل دور ہی تو مجہکو نہ زندان سی نکال
ای جنون جانب صحرا سر زنجیر نہ کہینچ

آتش دل سے فتیلہ کیطرح جل جاتا
وہ مری سینہ سوزان سی جو تیر نہ کہینچ

ہی مجھے یاد صبیحون کی دوائی خفقان
چارہ گر واسطے میری عرق شیر نہ کہینچ

سادہ لوحی مین یہی سو رنگ ہین قربان ای بہزاد
کاغذ سادہ پہ اُس شوخ کی تصویر نہ کہینچ

یون ہی سر کاٹ لے تکبیر اگر یاد نہین
ذبح سے ہاتہہ ستمگر پے تکبیر نہ کہینچ

وہ کسطرح سی آئی یہ اثر تجہہ مین یہی ہو
کون کہتا ہی کہ ای آہ کی تاثیر نہ کہینچ

مردی اٹھین نہ کہین جان کے صور محشر
خامہ قرطاس پہ رونق دم تحریر نہ کھینچ

تا چین ہی اسطرف تو اودہر تا خطا پہنچ
بن شانہ اور تا سر زلف دوتا پہنچ
بالیدگی یہی ہی تو اس پای ناز تک
اسوقت سخت ہین کوئی مونس نہین مرا
یہہ نالہ اور یہہ آہ فقط ہین اسی لئے
ہی نشۂ شراب اُسے اور وقت شب
جلتے ہین پر فرشتے کے جاتی ہوئی جہان
لینے کے وقت ہوتی ہین سو سو خوشامدین
ہم دل جلون کو روضۂ رضوان سی کیا غرض

زلف رسای یار کی یہی ہی بلا پہنچ
ہو جسطرح سے ای دل غم مبتلا پہنچ
جائیگی چند روز مین زلف رسا پہنچ
مرتا ہون ہجر یار مین جلد ای قضا پہنچ
کانون تک اُسکے جای مرا ماجرا پہنچ
ایسے مین تو بہی ای دل کمبخت جا پہنچ
کیونکر دل خراب ہمارا گیا پہنچ
کب پوچہتے ہین بات وہ جب دل گیا پہنچ
جلدی سے تو بہشت مین ای پارسا پہنچ

رونق یہی ہی عزم مرا اب تو روز و شب
ہندوستان کو چہوڑ کے تو کربلا پہنچ

پڑا ہے ہر دل عاشق پہ ہر پیچ
ہزارون پہلوان کاکل نے مارے
نشان جبہہ سائی ہے جبین پر
نشہ مین کچہہ عجب حالت ہے اُنکی
یہہ سو سو بار شانہ سے الجہنا
لگاتے ہی ہمین ہاتہہ اُسنے مارا

تمہاری زلف مین ہین کسقدر پیچ
اسے ہین یاد کشتی کے مگر پیچ
محبت نے یہ بخشا ہمکو سر پیچ
کدہر شملہ لٹکتا ہے کدہر پیچ
تمہاری زلف کے ہین سر بسر پیچ
غضب کچہہ کرگئی اُنکی کمر پیچ

سنے گا تا بہ کے افسانۂ زلف　　بڑا قصہ ہے اے دل سر بسر پیچ

سرافراز ازل ہو پست کیونکر　　بندھا دیکھا نہ ہمنے پاین سر پیچ

ہوا ہے ایک نسیم شوق کی موج　　تری دستار کا ای شوخ ہر پیچ

قطعہ

تری شمشیر مین جوہر نہین ہے　　کھلا سب ہم پہ اسکا فتنہ گر پیچ

ہمارے قتل کا محضر لکھا ہے　　عبارت ہے یہہ اسکی پیچ در پیچ

ابہی تو بہولجاے یاد گیسو
نہو مقسوم کا رونق اگر پیچ

ردیف حاے مہملہ

جب سی ہوئی ہی بند بشر کے بدنمین روح　　کس کس طرح سی تنگ ہی رنج و محن مین روح

کہتی ہی جسم دیکھہ کی وہ پیرہن مین روح　　وہ دیکھہ لے نہ دیکھی ہو جسنی بدن مین روح

جب سی سفر کیا ہی نہین ہے بدنمین روح　　غربت مین جسم زار ہی میرا وطن مین روح

تار کفن ہین جتنے وہ تار نفس بنے　　گروہ لگا دی ہاتہہ تو آئی کفن مین روح

شہرت ہے جب سے کاکل مشکین یار کی　　گہبرا رہی ہی جسم غزال ختن مین روح

صحبت مین گلرخونکی گذاری ہی اپنی عمر　　بعد فنا رہیگی مقرر چمن مین روح

بن تیری ہی ایک قالب بے روح باغ تہا　　تو آئی عندلیب تو آئی چمن مین روح

مانند گرد باد پہری کوہ و دشت مین　　نکلی مری بدن سی جو دیوانہ پن مین روح

دیکھا نہ جبکہ اُس گل خندان کو بزم مین　　کس کس طرح تڑپنے لگی انجمن مین روح

ہی روح مین بہی پر توہ یار اس طرح
انسان کی جسطرح سی ہی ساری بدنمین روح

کیا اشتیاق بوسۂ روئی نگار ہے
آہی تمام جسم سی کہنچکر دہن مین روح

مرنے کے بعد ہوگئی رونق زبان خشک
رکہتی زبان کو ہی تر و تازہ دہن مین روح

دل سے یون عشق فتنہ گر مین صلاح
چاہیئے پہلے اپنے گہر مین صلاح

کیا کرین وصل فتنہ گر مین صلاح
تاڑ جاتا ہے وہ نظر مین صلاح

دیکہکر اُسکے روی تابان کو
ہوتی ہے شمس اور قمر مین صلاح

لخت ہاے دل اور اشکو نکی
آکے ہوتی ہی چشم تر مین صلاح

کب سے درپیش ہے طبیبون کو
میرے سوز دل وجگر مین صلاح

چہوڑ اب دل سے تابہ کے رونق
ہوگی تحصیل سیم وزر مین صلاح

ردیف خای معجمہ

۱۰۴

کیا ہے توڑ کے ظرف شراب مین سوراخ
پڑینگے شیخ کی جلد کتاب مین سوراخ

نکہہ سی یون ہین دل غم مآب مین سوراخ
پڑی ہون سیخ سی جیسے کباب مین سوراخ

خدنگ اُسنے لگائی یہہ میری سینہ پر
کہ جب گنے تو نہ آئے حساب مین سوراخ

ہوئی ہین غم سی مشبک یہہ کچہ ورق دل کے
کئے ہین کرم نے کب یون کتاب مین سوراخ

شہید ہونے سے سبطین کے یقین ہی مجہے
ہوئی ہین دو جگر بوتراب مین سوراخ

کسیطرح تو کوئی دل کی آرزو نکلے
بلا سے ہون دل خانہ خراب مین سوراخ

کیا ہے عشق نے زار و نحیف یہہ مجھکو
کہ ہو نہ ہاتھ سے میری حباب مین سوراخ

غم فراق مین رویا مین اسقدر رونق
پڑ گئے مری چشم پر آب مین سوراخ

گردش تمہاری چشم کی گر دیکھہ پائی چرخ
مانند برق جسکو کوئی دم ہنسائی چرخ

مستانہ وار چال وہ مین بہولجائی چرخ
مانند ابر اسکو بہت کچہہ رلائی چرخ

جو کچہہ ہوا ہے ہم پہ ہوا اُسکے ہاتہہ سے
دشمن نہین ہی کوئی ہمارا سوای چرخ

جو ماہ رو ہے عرش پہ اُسکا داغ ہے
ہی اندنون کچہہ اور ہی بدلی ہوای چرخ

شب بزم غیر مین تو وہ سرگرم ناز تہے
گر واُس مکان کے خوب ہی ہمنی لگائی چرخ

روتا ہی عشق مین کسی مہرو کے روز و شب
باران کو گریہ رعد کو جا نو بجائے چرخ

یہانتک تو بار غم نے زمین مین دبا دیا
بالائی سرزمین ہی ہماری بجائے چرخ

ممکن نہین کہ کوچۂ جانان سی دور ہون
کتنا ہی گرچہ خاک مین مجھکو ملائی چرخ

رونق کبھی نہ جانیو تو کہکشان اسے
ہی چاک اُسکے غم مین سراسر قبائی چرخ

ردیف دال مہملہ

نہین بجز سخن عشق یہان کلام پسند
ہمین پسند ہی وہ جو نہین عوام پسند

ہمین نہین ہی کچہہ اُنکی فقط خرام پسند
وہ سر سے ناخن پا تک ہین یہان تمام پسند

ہم اُسکے نام پہ مر مر کے زندہ ہوتے ہین
کہ سبکو جان ہی جسکا ہو ہی نام پسند

یہہ کیا غضب ہے کہ تسلیم پر بہی کہتی ہین
یہہ بار بار کہ ہمکو نہین سلام پسند

وہ عندلیب ہون صیاد سے محبت ہے
قفس ہے عشق ہے دل سے ہے مجھکو دام پسند

لحد مین چین سے سوتے ہین پانون پھیلا کر
ہمین تو دہر مین آیا ہے یہہ مقام پسند

پسے ہوئے تری رفتار ناز کے جو ہین
نہین ہے کبک دری کی انہین خرام پسند

مگر خراب نہایت سرائے ہستی ہے
کہ اہل دلکو یہانکا نہین قیام پسند

رقیب رشک سے روتے ہین یار ہنستے ہین
کلام دلکش رونق ہے خاص و عام پسند

ہر چند دیکھنے مین ہے یہ آسمان بلند
پر قصر یار کی ہے برابر کہان بلند

مقتل مین دیکھتے ہی اڑے بوالہوس کے ہوش
قاتل نے تیغ کی جو پئے امتحان بلند

اک اور آسمان بنا زیر آسمان
دل سے ہوا جو آتش غم کا دھوان بلند

سمجھین ہین اسکو اہل زمین صور روز حشر
میری صدائے نالہ ہوئی ہے جہان بلند

ہو لب پہ آہ یہہ ہی علامت ہے عشق کی
بے آگ کے کبھی نہین ہوتا دھوان بلند

کنج قفس مین نکہت گل اڑکے آئیگی
دیوار باغ لاکھ ہوا ہے باغبان بلند

بے بال و پر ہی آئیگی کیا اڑکے عندلیب
دیوار باغ ہے بہت اے باغبان بلند

پہنچین تو کس ذریعہ سے ہمت بلند ہے تو کیا
ایوان ناز کا ہے بہت آستان بلند

کیا خوش ہے آج قیس بیابان نجد مین
دیکھا ہے جو غبار رہ کاروان بلند

۱۰۸
رونق نہین ہے اتنی بھی طاقت کہ لب تک آئے
ہو کس طرح سے آہ دل ناتوان بلند

محبت آپکی ہے یون دل خراب مین بند
کہ بوئے خوش ہو کبھی شیشۂ گلاب مین بند

یہہ چشم تر کو مری دیکھکر کہا سب نے
عجب مزا ہے کہ دریا ہو دو حباب مین بند

زیادہ دیکھنے سے منہ چھپا لیا اُسنے
بندھی ہین تار نظر سے مری نقاب مین بند

ہوئی ہے اُسکو بھی الفت یہ کھل گیا مجھکو
کہ نامہ یار نے بھیجا مجھے جواب مین بند

شمار داغ دل خستہ گر کرے کوئی
یقین ہے صرف ہون اُسکے کئی حساب مین بند

سوال بوسہ پہ تقریر کیا کرے کوئی
ہزار بھی ہون تو ہون اُس سے ایک جواب مین بند

نہ کیونکہ غم سے کرون اپنے بند بند جدا
کہ آتے ہین نظر اُن جوڑیون کے خواب مین بند

مجھے وہ دیکھ کے اسطرح چھپ گیا رونق
چمک کے برق ہو جس طور سے سحاب مین بند

فصل گل ہے خدا سے ڈر صیاد
کیون کترتا ہے میری پر صیاد

تو ہے بے رحم جسقدر صیاد
نہین ایسا جہان مین ہر صیاد

ذبح کر یا تو کھول پر صیاد
آج کرنا ہو جو وہ کر صیاد

اِسی چمن مین ہے مرغ دل کیلئے
ہر ورق دام ہر شجر صیاد

مردمک دانہ دام تار نگاہ
اُس ستمگر کی ہے نظر صیاد

صبح سے جستجوئے بلبل مین
پھر رہا ہے اِدھر اُدھر صیاد

مین کبھی دام مین قفس مین کبھی
عمر یون ہی ہوئی بسر صیاد

ہو نہ کیونکر اسیر دام بلا
بے خبر صید و با خبر صیاد

پھر رہا ہے کمین بلبل مین
چپکے چپکے اِدھر اُدھر صیاد

نہین بلبل مین مشت پر کے سوا
ذبح کرتا ہے تو تو کر صیاد

چھوڑتا ہے قفس سے کیون مجھکو
نہ مرے بال ہین نہ پر صیاد

جان آئی تن عنادل مین
جب چمن سے گیا گذر صیاد

پھانس لیتے ہین طائر دل کو — پھر انسان ہین سیم و زر صیاد
چھوڑ دیگا یقین کامل ہے — ناتوان مجھکو جانکر صیاد
آج کچھہ عندلیب خیر نہین — گھر آیا ہے باندہ کر صیاد
سنکے بلبل کی داستان دراز — رو پڑا قصہ مختصر صیاد
بلبلون کو چمن مین وقتِ خزان — نظر آتا ہے ہر شجر صیاد
کوہی لیتا نہین وہ بلبل ہون — لئے پھرتا ہے در بدر صیاد

بلبلین پوچھتی ہین اسے رونق — سچ بتا تو گیا کدہر صیاد

ردیف دال ہندی

۱۱۰

ہے مجھکو اپنی آہ شرربار کا گھمنڈ — جسطرح اہل سیف کو تلوار کا گھمنڈ
ہے رشک کبک یار تو مین رشک عندلیب — رفتار کا اُسے مجھے گفتار کا گھمنڈ
صحن چمن مین دیکھہ کے چشم نگار کو — جاتا رہا ہے نرگس بیمار کا گھمنڈ
جب ہو دعا قبول تو دونو کو پھیکدی — شملہ کا ہو نہ فخر نہ دستار کا گھمنڈ
ابر بہار کو بھی سمجھتا نہین ذرا — دیکھو تو میرے دیدۂ خونبار کا گھمنڈ
اچھا کسیدن آئے چلے اُسکی ساتھہ ساتھہ — پھر تو بہت ہی کبک کو رفتار کا گھمنڈ
تاریکیٔ لحد سے جو ڈرتا نہین ذرا — پھر دل کو عکس عارضِ دلدار کا گھمنڈ

رونق عدو کو ناز ہے اپنے ذیب پر — ہے مجھکو اپنی آہ شرربار کا گھمنڈ

۱۱۱

پھر سوزاں بنگیا اُس کا کھرنڈ
جب ہمارے داغ پر آیا کھرنڈ

دیکھکر خورشید محشر کو قریب
داغ دل کا اپنے ہین سمجھا کھرنڈ

ہی خراش دل بہت روکو نہ ہاتھہ
زخم کسکا داغ کیا کیسا کھرنڈ

پھر بڑہے ہین ناخن دستِ جنون
پھر ہمارے داغ پر آیا کھرنڈ

آفتاب حشر کہتے ہین جسے
وہ ہمارے داغ کا نکلا کھرنڈ

چار دن ٹھہیرے رہو دست جنون
زخم دل کا ہے ابہی کچّا کھرنڈ

ہے جو ہر جانب صدای الحریق
داغ دل سے کچھہ گر سر کا کھرنڈ

داغ دل کا حال ہی وحشت مین یہ
ایک نوچا دوسرا آیا کھرنڈ

دوزخ اُسکا نام رکھا خلق نے
رکھکے داغون کے مری یکجا کھرنڈ

ہو مبارک حضرت رونق تمہین
زخم دل اچھا ہوا آیا کھرنڈ

خط جو لکھنے لگے ہم یار کو لیکر کاغذ
اسقدر روئی کہ اشکون سی ہوا تر کاغذ

حال گریہ کا جو لکھنے لگے لیکر کاغذ
سطرین امواج بنی اور سمندر کاغذ

صرصرِ عشق سے برباد ہوا دفترِ عقل
جسطرح باد سے ہو برہم و ابتر کاغذ

ہی مجھے نشۂ افیون غم عشق بہت
نامۂ یار کا دو آب مین ملکر کاغذ

جسکی تقدیر بڑی ہو یہہ مدتم ہو اسیر
لایق نامۂ دلدار نہین ہر کاغذ

خوبیٔ بخت سے ہے پیکر تصویر ترا
بنگیا ہے افق مہر منور کاغذ

ضعف کی وجہ سے کوئی نہین پرسان میرا
یونہین گلیون مین پڑی رہتے ہین اکثر کاغذ

آتش عشق سے یہہ حالِ دلِ سوزان ہے
خاک جسطرح سے ہو آگ مین جلکر کاغذ

نامۂ شوق لکھا سینہ پہ خون دل سے
خامہ انگشت بنا ہے تن لاغر کاغذ

ابر رحمت نے کیا پاک معاصی ہی مجھے
صاف پانی سے ہوا خوب یہ دہلکر کاغذ

ناتوانی کے تصدق کہ مجھی اُس گل نے
ہاتھ سے اپنے اُٹھایا ہی سمجھکر کاغذ

اسلئے خط نہ لکھا تمکو کہ پڑھتی اغیار
ورنہ کیا مجھکو نہ تھا کوئی میسر کاغذ

۱۱۳
اسمین موجود ہی حال دو جہان ای رونق
سچ اگر پوچھئے تو سب سی ہے بڑھکر کاغذ

باندہ بازو پہ مرے دیدۂ تر کا تعویذ
دیکھہ سے لاکھہ مین یہ ایک نظر کا تعویذ

اس سے بہتر نہین ای شمع نظر کا تعویذ
ہو گلے مین تری پروانہ کے پر کا تعویذ

چاند کے پاس جو تارا نظر آیا شب کو
آگیا یاد مجھے یار کے سر کا تعویذ

زیر چشم بت عیار نہین خال سیاہ
مردم دیدہ کی باندہا ہے نظر کا تعویذ

زخم تیغ نگہ یار لگا ہے دل مین
مین بنا لون اسے اب جان جگر کا تعویذ

آسمان پر ہی اگر تو تو زمین پر مین ہون
یہی کہتا ہی قمر سے تری سر کا تعویذ

عاشق رخ ہون لحد پر نہ رکھو سنگ کوئی
چاہئے قبر پہ میری گل تر کا تعویذ

مجھکو اُس تن کی لطافت سی گذرتا ہی گمان
ناف ہے یار کی یا ہی یہ کمر کا تعویذ

اُسکے جھومر مین لگانے کے لئے ای رونق
ایک ہو شمس کا اور ایک قمر کا تعویذ

۱۱۴
ردیف رای مہملہ

کوئی فسون نہ پہ درد سر ہو دم سر پر
رکھین وہ میری شفا کے لئے قدم سر پر

جہان مین چہوڑ گیا یادگار نیک آئین
لحد مین لے نہ گیا رکہکے جام جم سر پر

جو اپنے ہاتہہ سی قاتل جدا کری تن سے
بڑا ہی لطف کرے اور بڑا اکرم سر پر

نظر پڑا جو نہ وقت طواف کعبہ کوئی
یہ روئی ہم کہ اُٹہا یا درِ حرم سر پر

تپش سے مہر کی گرما مین ڈر ہی کیا رونق
ہمیشہ سایہ کنان ہی سحاب غم سر پر

لے گیا صبر و خرد وہ شوخ پرفن جہاڑکر
اُٹہہ کہڑی ہون کیون نہ ہم محفل سی دامن جہاڑکر

تا نہ لیلی کے پا مین چہہ نجائی کوئی خار
خوب مجنون صاف رکہیو نجد کا بن جہاڑکر

آج آئیگا پے گلگشت وہ گل دیکہنا
صاف کر رکہنا صبا تو صحن گلشن جہاڑکر

آج اپنی روسیاہی کا ثمر ہمکو ملا
ہاتہہ سے اپنے مجہے دی اُسنی جا مِن جہاڑکر

جب کہا مینے کسینے دل چرایا ہے مرا
کیا اُٹہا ہی جلد وہ محفل سے دامن جہاڑکر

جلد آ دل مین کہ یہان کوئی نہین تیری سوا
صاف کر رکہا ہی رونق نی یہ مسکن جہاڑکر

۱۱۶

شادان نہ سمجہو کوئی مجہے می کو دیکہکر
مین خوش ہوا ہون اسمین کسی شی کو دیکہکر

یہہ زار ہون کہ شرم سے گوشہ مین جا چہپے
سب تار عنکبوت رگ و پے کو دیکہکر

جیسے دکہا دی آگ مئی تیز و تند کو
بے یار حال ہے یہہ مرا می کو دیکہکر

کانون پہ ہاتہہ رکہتی ہین عیدان سی چارہ گر
میری تن ضعیف و رگ و پے کو دیکہکر

سوراخ سینہ وہ ہی دہی نالہ وہ ہی سوز
دل کو بنا دیا ہی مری نے کو دیکہکر

سوراخ اسکے سینہ مین یون لطف اُٹہا گئے
آیا رقیب یاد مجہے نے کو دیکہکر

دنیا ہی دون کی دولت عیش و نشاط سی
دل بجہہ گیا ہے حال جم و کے کو دیکہکر

افسردگی ازل سے ہی رونق نصیب مین
مین خوش ہوا کبھی نہ کسی شے کو دیکھکر

نالے جو کئے مین نے دو چار تلے اوپر
تھے صورت گہوارہ کہسار تلے اوپر

ہمراہ نگہہ اسنے ابرو کو بھی جنبش دی
یکبار ہوئے دلبر دو وار تلے اوپر

دو چار ہون تو انکو سوزن سی نکالو مین
پا مین تو چبھی میرے ہین خار تلے اوپر

ہی مد نظر انکو اظہار مسیحائی
گرتے ہین ہزارون ہی بیمار تلے اوپر

آئی جو خبر رونق پیدایش سرور کی
کسریٰ کا ہوا اسنکر دربار تلے اوپر

ہمنے دنیا مین کیا کچھ بھی نہ پیدا ہوکر
اور یہہ طرفہ کہ الٹے چلے رسوا ہوکر

مفت رسوا ہوئی اس طفل پہ شیدا ہوکر
دام مین آگئیے نادان کے دانا ہوکر

کیونکہ مضمون دہن یار کا باندھا ہمنے
آگیا دام مین کسطرح سی عنقا ہوکر

کس گل اندام کے ہنسنے کے خیال آئی ہین
زخم دل روز بگڑتا ہی جو اچھا ہوکر

نقش حیرت ہوئی کیا دیکھکر تصویر اسکی
بنگئیے آئینہ ہم محو تماشا ہوکر

آرزو دل مین رہی بہر کفن لینے کی
وہان وہ پٹہ کبھی اترا ہی نہ میلا ہوکر

دل رنجور سے کسواسطے کرتے ہین گریز
آپ بیمار سے چھپتے ہین مسیحا ہوکر

جوش سا جوش شب ہجر مین ہی گریہ کا
قطرہ بہتا ہے مری چشم سے دریا ہوکر

اسطرح الفت دنیا مین تلاش حق ہے
جیسے بیساختہ دوڑی کوئی اندھا ہوکر

بعد مردن بہی رہی وحشت و سرگردانی
دشت مین خاک پھری اپنی بگولا ہوکر

ہاتہہ تک ساقی گلرو سے نہ پہنچا صد حیف
کیا لیا دل نے مری شیشۂ صہبا ہوکر

گر یہی ہی سر کا کل تو کیدن رونق
دیکہہ لینا کہ رہیگا تجہے سودا ہو کر

کندہ ہے گور کہنۂ بہرام گور پر
پیدا شکستگی ہے رستم کی گور پر
ہا تہون ہی ہا تہہ دل کو چرا لیگیا کوئی
کیا ہے عجب جو پیرہن تن بہی چاک ہو
الفت جتا کے سہ کو فلک پر چڑہا دیا
انگشتہا ی دستِ نگارین ہی ہین غضب

دستِ ستم دراز نکر پا ئے مور پر
نخوت کرے نہ کوئی جوانی کے زور پر
مجہکو گمان ہے یار کی مہندی کے چور پر
جوشِ جنون ہے ابکی بہت زور شور پر
آتا ہے غصہ دیکہہ کے مجہکو چکور پر
مین لاکہہ لاکہہ جی سی فدا پور پور پہ

مشکل کہ مجہہ سے زار پر اُسکی نظر پڑی
رونق یہہ تیر اُسکو لگانا ہی مور پر

اُس مکا نمین ہی کہ جو ہی ملک وحور سی دور
زندگی کیونکہ نہ بہاگے تری رنجور سے دور
تیغ قاتل مین بہی تہا کیا ہی بلا کا زہرآب
بیقراری کا یہہ عالم ہی شب ہجرامین
سرسبزشں ہی شیرین سخنی یارون کی
سر مرا دور کری جسم سی جلاد فلک
دل سے الفت ہی مجہے بہانگی گل اندامون سے

کارانسان بہی حقیقت مین ہی مقدور سی دور
تو کبہی جبکہ اُسے دیکہتی ہی دور سے دور
کہ مگس بیٹہتی ہی زخم کے انگور سے دور
سینہ کوبی کی صدا جاتی ہی طنبور سی دور
ہی مناسب کہ رہی خانۂ زنبور سے دور
نہ کری مجہکو مگر اُس بت مغرور سے دور
نہین جاتا ہون مین اسواسطی جیسور سی دور

ضبط کا پاس نہو گا تو ابہی وہ رونق
بہاگ جائینگے تری نالۂ پرشور سے دور

۱۳۱

باغمین تم جو نہ ہنگام بہار آئی نظر
فرطِ غم سے گلِ خندان مجھے خار آئی نظر

خواب مین مجھکو جو وہ گیسوئی یار آئی نظر
روز سب عمر کے میری شب تار آئی نظر

ہمت ای دستِ جنون فصل بہار آ پہنچی
چاہیے کوئی گریبانمین نہ تار آئی نظر

قلزم عشق مین ہین حضرتِ دل بھی کوئی چیز
کبھی وار آئی نظر اور کبھی پار آئی نظر

ہم وہ میکش ہین کہ سو خم سے بھی کچھہ ہمکو نہو
ایک دو جام مین کیا شکل خمار آئی نظر

ہم تو کچھہ حضرت رونق کو سمجھتے تھے وے
شہرہ کے رندون سے بھی عاشق خوار آئی نظر

ملا بھی گر خاک مین مرا دل نصیب سے پائمال ہوکر
اُس آئینہ رو کے پاس پہنچا مگر غبار ملال ہوکر

یہی ہی چتون تو دیکھہ لینا کبھی رہیگا قتال ہوکر
لباس خنجر مین یہ اجل ہے مرینگے لاکھون حلال ہوکر

جو تیغ ابرو کا اُسکی پرتو فلک پہ پہنچے ہلال ہوکر
بسان بسمل طپیدہ گردون گرین زمین پر حلال ہوکر

نشان ہی گر نعل کفش پا کا تو نقش ہے خوبی ادا کا
یہہ رتبہ پایا ہی انتہا کا فلک پہ پہنچا ہلال ہوکر

رہی جو دل مین یہی تمنّا تو جان لیگی مری تمنّا
عجب ہے کچھہ لطف کی تمنّا کہ دم ہر لب پہ سوال ہوکر

جو ہون خیال کمر مین روتا تو منع کرتے ہین کیون احبا
یہہ بات باریک ہی عجب کیا جو کھٹکے آنکھون مین بال ہوکر

یہہ سوزشِ دل ہی ناوک افگن کہ تیر کھینچا تو یون ہی روشن
کہ نکلی آتش سی جیسے آہن مثال اخگر کے لال ہو کر

کہا جو اُس سے وفا ہی شایان تو یہہ کہا اُسنی ہو کی خندان
وفا ہی کرتا ہی کوئی انسان جہان مین صاحب جمال ہو کر

سیاہ اختر ہون اسطرح کا کری جو وہ قتل کا ارادہ
تو بخت بد سے مرے ستارا بس آگے آجای ڈھال ہو کر

مچا ہی ہولی کا غل چمن مین ہوئی ہین گل جام مُل چمن مین
اُڑا ہی کیا رنگ گل چمن مین تری قدم سے گلال ہو کر

خیال شہد دہن تو یکسو اثر ہی غم کا ہے اسکے جادو
ٹپک رہے ہین ہماری آنسو مژہ سے آب زلال ہو کر

جمال تیرا یہہ خوش شمایل اور اُسپہ اک جذب حسن کامل
کسی ہوس خو کی آنکھہ کا تِل رہا تری رخپہ خال ہو کر

	یہہ رنگ ڈہنگ اُسکے کون سمجہا کہین جو رونق کوئی زمانے متاع صبر و خرد چرانے وہ دل مین گذرا خیال ہو کر	

جان نکلے تنِ ہر فرد بشر سے باہر
بے حجابانہ وہ آجائین جو گھر سے باہر

آبرو صاحبو جوہر سے جدا ہو نہ کبھی
آب نکلے نہ کہین ہو کے گہر سے باہر

غم نے پہینکا ہین سینہ سی کچہ ایسا شب ہجر
لخت دل آ کے گری دیدۂ تر سے باہر

بیقراری اگر ایسی ہی رہی فرقت مین
دل سے ڈر ہے کہ نکل جائے نہ بر سی باہر

بسمل ناز ہین یان زیست کسی ہے درکار
چارہ سازون کو نکالو مری گھر سے باہر

کن کے کہنے سے ہوئے اُسنے دو عالم پیدا
قدرت اللہ کی ہے عقل بشر سے باہر

ہاے اُس کافر نادان کے ستمہاے نہان
گھر سے نکلا نہ مری نالہ کے ڈر سے باہر

مردم چشم کو اسواسطہ دی چشم مین جا
کہ قدم بہی نہین رکہتی کبہی گھر سے باہر

آبرو چاہی تو ہو خانہ نشین ای رونق
اور کچہہ ایسا نہین مقدور بشر سے باہر

اور ہو لین ابہی ستم دو چار
ابہی باقی ہین مجہہ مین دم دو چار

گر مرا اب بہی کوئی دل چیرے
نکلین پیکان تو کم سے کم دو چار

دو لبون کے دو اور دو عارض کے
بوسہ گر دو تو اے صنم دو چار

نیچہ اتہہ مین ہے قاتل کے
ابہی ہوتے ہین سر قلم دو چار

ہی یہہ شور ہی سینہ کوبی کا
جیسے بجتے ہون زیر و بم دو چار

وہان سے آیا نہ ایک کا بہی جواب
خط کئے یار کو رقم دو چار

کیا وہ کاکل ہے اور کیا وہ زلف
رکہے جبتک نہ پیچ و خم دو چار

بحر و جو کہہ لو اب اُسے ورنہ
جمع ہین اشک چشم نم دو چار

کچہہ نہین پاس اب فقط دل مین
داغ ہین صورت درم دو چار

وای قسمت کہ پہر گیا اُلٹا
اسطرف رکہہ کے وہ قدم دو چار

دل مین ہے بیش رنج راحت سے
ہے خوشی ایک دو تو غم دو چار

رونق اُس سبزہ رنگ کے غم مین
روز مرتے ہین کہا کے سم دو چار

ہر گفتگو مین کہتے ہو تقدیر کیا ضرور
یون ہی تو ہے سپہر کو وصل مین تاخیر کیا ضرور

مانی بتا کہ عالم تصویر مین تجھے
رکھنی تھی پاے قیس مین زنجیر کیا ضرور

جب جانتی ہین آپ کہ مین ہون اسیر زلف
میرے لئے یہہ طوق یہہ زنجیر کیا ضرور

کھینچی ہو جسنے صفحۂ دل پر شبیہ یار
کھنچے پھر اُسکو یار کی تصویر کیا ضرور

ہوگا وصال خواب مین گر ملگئے ہین وہ
پوچھین کسی سے خواب کی تعبیر کیا ضرور

مینے کہا کہ وصل کی شب ہی پئین شراب
کہنے لگا وہ غیرت تصویر کیا ضرور

رونق کو قتل کرکے کس انداز سے کہا
کرنی کسیکے دفن مین تاخیر کیا ضرور

قتل منظور ہی اور زہر بھی کہانا منظور
پر حسینون سے نہین دل کا لگانا منظور

حضرت دل ہے اگر لطف اٹھانا منظور
کیجئے زہر غم عشق کو کہانا منظور

دل بیتاب تو سو بار ہدف ہوجائے
ناوک یار کو ہو بھی گر آنا منظور

آپ نے وعدہ کیا کیون مری گھر آنیکا
رات کو تھا جو حنا کا ہی لگانا منظور

چشم گریان جو خدائی مجھے دی ہین تو کہین
تھا اسی پردہ مین دنیا کا بہانا منظور

دہن یار کے مضمون کرین کیون وقت
جانب ملک عدم ہے کسے جانا منظور

اسطرح روئی کہ سونہہ دیکھکے وہ ہنس ہی پڑا
تھا کسیطرح ہمین اسکو ہنسانا منظور

ای قضا تجھکو قسم ہی کہ مجھے دنیا سے
روبرو اُسکے اُٹھا ہے جو اُٹھانا منظور

اسکی محفل مین بناتا مجھے پروانۂ شمع
ای فلک تھا جو تجھے مجھکو جلانا منظور

باندھکر شعر کے مضمون مین لیجا رونق
حال دل ہے اگر اس بت کو سنانا منظور

۱۲۷

صحن گلشن سے نکلجائی جو قاتل ہوکر
پڑ گئین یہہ کہ اُڑین پھول عنادل ہوکر

کھو دئی ہوش وحواس آپ پہ مائل ہوکر
کیا ہی بدنام ہوئی خلق مین عاقل ہوکر

کیا بیان ہو کہ اُٹھائی ہین مزی کیا دل نے
ہاتھہ سے اُس ستم ایجاد کے بسمل ہوکر

دعوی حسن کری ماہ جو کامل ہوکر
دیکھہ لے اُس ستم آرا سے مقابل ہوکر

بعد مردن بھی نہ چھوڑا غم الفت نے مجھے
قبر مین بھی مری چھاتی پہ رہا سل ہوکر

دل مجنون بھی عجب رنگ بدل لیتا ہی
جا کے ناقہ پہ رہا صورتِ محمل ہوکر

ہو کے بیدل بھی جیا مین تو نہین کچہ حیرت
غم جانان مری پہلو مین رہا دل ہوکر

اس نزاکت پہ ترا ہاتھہ یہہ بہاری قاتل
کہ نہ تڑپا کوئی بسمل کبھی بسمل ہوکر

ہمسے رندون کے بھی مطلب کی سنا کچہ واعظ
ذکر مے بھی ہو ذرا بحث مسائل ہوکر

منع کرتے ہو تڑپنے سے ادہر دیکھکے تم
کسطرح طائر دل تڑپے نہ بسمل ہوکر

نہ تلطف نہ دلاسا نہ عنایت نہ کرم
ہم تو پچتاے بہت آپ پہ مائل ہوکر

تجھکو جانا ہی کہان دل نہ لگا یہان رونق
کیون ٹھہرتا ہے کہین رہرو منزل ہوکر

ہان ہی تجھے منظور کچھہ اے شعبدہ گر اور
الفت کی نظر اور ہی رنجش کی نظر اور

ہم تھی کبھی اب آنکے ہوئے مد نظر اور
کیا رنگ زمانہ ہے کہ شام اور سحر اور

دشمن کیطرف جو نہین ہے وہ مری جانب
کچھہ دیکھکے سمجھا ہون کہ ہی انکی نظر اور

توڑا ہی جو یون تمنے مری خانۂ دل کو
تاکا ہے کسے جلوہ کری کیا کوئی گھر اور

ہنستے ہیں بہت غیر کوئی رنگ دکھا دے
ہمت ہی تو ہو دجلہ فشان دیدۂ تر اور

اک دل ہی تو کیا مال کہ اس طرز طلب پر
سو دل ہین نثار آپ پہ ہاتھہ آئین اگر اور

منہہ پہیر لیا اُسنے وہین سینہ جو کی بات
امید تھی کچھہ ادہر دکھایا تو اُدہر اور

دل دردسے خون ہے تو جگر آب ہی غم سے
مطلوب ہے گریہ ہے اک دیدۂ تر اور

صیاد ذرا دیکھہ لون صورت گلشن
دو چار گھڑی مجھکو ابھی ذبح نکر اور

ہے رنگ جہان انکی طبیعت سے نمایان
دن اور ہی رات اور ہی شام اور سحر اور

ہین وعدہ فراموش وہ کیا آئینگے لیکن
دو چار گھڑی دیکھتے ہین جانب در اور

یہان غم سے ہے دن رات وہان عیش شب و روز
دنیا ہی دورنگی ہے ادہر اور ادہر اور

دل جائیگا ایمان پہ بنجائیگی کہ مٹ جائین
کچھہ ہو مگر ایکبار تو جائینگے ادہر اور

دلمین بہت ارمان ہین اور آخر ہی شب وصل
دو چار گھڑی بول نہ اے مرغ سحر اور

وہ آئیگی تو یہان روز ہی شب ہی جو نہ آئین
اقلیم محبت کی ہے کچھہ شام و سحر اور

کیا حال ہی ہمسے تو کہو حضرت رونق
کیا سوچ ہی کچھہ دیکھتے ہین مدنظر اور

ہر چند حسین اور بھی ہین تم ہو مگر اور
ترکیب دہن اور ہے انداز کمر اور

تیر نگہہ یار کو ہے مد نظر اور
لائینگے ہدف کے لئے دل اور جگر اور

ہے رشک غضب کیونکہ تری بزم مین بیٹھون
آ بیٹھتے ہین پاس ادہر اور ادہر اور

بیصرفہ ارادے ہین مرے قتل کے دلمین
کیا باندہنے کو ظلم پہ لاؤگے کمر اور

ہان وہ جو دلِ زار کے تو لطف اٹھائے
ہے ہمکو اب اک آرزوئے درد جگر اور

ہمراز بھی غماز ہین میری ہون کہ ان کے
کمبخت لگاتے ہین ادہر اور ادہر اور

آتی ہی کسی رشک گلستان کے مکان سے
بو تجھمین ہے کچھہ آج تو اے باد سحر اور

کچھہ اور ترقی پہ رہے حسن دل افروز
کچھہ یہان بھی تعلی کئے جاتی ہی نظر اور

ناز انکو تغافل پہ محبت پہ ہمین زعم
کچھہ رنگ ادہر اور ہی کچھہ ڈہنگ ادہر اور

کیون جائین کہ ہم خوگر بیداد کشی ہین | ہرچند بہت ظلم ہوئے ہم پہ نگاہ اور

رونق یونہین سب عمر کٹی بے ہنری مین
صد حیف نہ سیکھا کوئی جز عشق ہنر اور

دوڑی وہ میری قتل کو تلوار کھینچکر | مین رہ گیا اک آہ شرر بار کھینچکر
یوسف کجا و مصر کجا پیرزن کجا | لائی تہی اُنکو گرمی بازار کھینچکر
کچھہ زور کلک مانی و بہزاد مانئے | جب کچھہ دکہائین یار کی رفتار کھینچکر
گستاخ جذب شوق ہی کتنا غضب کیا | لایا ہے کسکو یون سر بازار کھینچکر
مقتل مین مجھکو دیکھہ کے اتنا نحیف و زار | پچھتائی وہ نیام سے تلوار کھینچکر
جاتا ہون سوئی دشت تو کہتا ہے مرحبا | دامن کو میری شوق سی ہر خار کھینچکر
اک عمر بار آج مجھے کوئی یار سے | لائے ہین مشکلون سی مری یار کھینچکر
ہی بے خبر بہار کی سنتے ہی مر گیا | اک آہ سرد مرغ گرفتار کھینچکر
وابستہ اسمین سینکرون دل عاشقونکی ہین | بند قبا نہ باندہیئے زنہار کھینچکر
یکبار سر جو تن سے جدا ہو تو خوب ہے | مرنا بُرا اذیت آزار کھینچکر
ہی ہی کہ نا تمام ہے بسمل کی آرزو | اک اور وار کیجئے تلوار کھینچکر

۱۳۱
گرا پنے آہ و نالہ مین تاثیر کچھہ ہوئی
رونق ہم اُن کو لائینگے سو بار کھینچکر

اک جہان بیتاب ہے آن و ادا کو دیکھکر | کشتہ حیرت ہون مین اُس بیوفا کو دیکھکر
سبز بخت ایک ایک غنچہ ہی حیا کو دیکھکر | دیکھتا ہی رنگ گل اُسکی ادا کو دیکھکر
دل کو دیجے بے تامل دلربا کو دیکھکر | آشنائی کیجئے ذوق آشنا کو دیکھکر

دیکھہ لیتے ہین بتون کو یہان تو مرجاتے ہین ہم — حشر مین کیا حال ہونا ہی خدا کو دیکھکر

دوست دشمن اور بیگانے یگانے ہوگئی — جی الجھتا ہے زمانے کی ہوا کو دیکھکر

وصل کا اقرار کرنا ہی پڑا ناچار انہین — کچہ یہہ گھبرائی ہماری التجا کو دیکھکر

بیخبر ہے ایک سے ایک اسکے دور حسن مین — ہی جہان وارفتہ انداز وادا کو دیکھکر

حوصلہ ذوق تپش کا خون اب ہوجائیگا — تنگ ہی دل وسعت ارض وسما کو دیکھکر

بند کر آنکھہ اور پیجا شوق مین تلخاب عشق — ورنہ خوش خوش کون پیتا ہی دوا کو دیکھکر

بارش آب بقا ہے بارش ابر بہار — میکشون مین جان آتی ہی گھٹا کو دیکھکر

پھر گئی آنکھو نمین یہان سامان عیش وصل کے — جی بھر آیا ہجر مین کالی گھٹا کو دیکھکر

اسطرح وعظ بیان کرتا ہی وہانکا حال کچھہ — آسمان سی جیسے آیا ہی خدا کو دیکھکر

مین زمین مین گڑگیا اور ہوش بھی اڑ گئی — غیر کے در پہ تمہاری نقش پا کو دیکھکر

ہاتھہ سی قاصد کے لیکر نامہ جب اسنی پڑا — چاک کرڈالا حروف مدعا کو دیکھکر

مین یہہ سمجھا ہجر کا دن پھر یہہ شاید آگیا — اڑ گئے ہوش وخرد روز جزا کو دیکھکر

دولت دیدار جسکو ملگئی سب کچھہ ملا — دیکھنا کیا اور کو اس مہ لقا کو دیکھکر

دیکھکر اغیار مجھکو دلمین کٹجاتے ہین یون — رند شرماتے ہین جیسے پارسا کو دیکھکر

آگیا انصاف دل مین وصل کا وعدہ کیا — اسنے اپنے جور اور میری وفا کو دیکھکر

آسمان سی چاند اترا ہی زمین پر بھی عجب — لوگ حیران ہین تمہاری نقش پا کو دیکھکر

ہی طلبگار اجل صحت سے بیزار ونفور — دم نکل جاتا ہی عاشق کا دوا کو دیکھکر

وقت تزئین اور بھی ہوتا ہی جوبن یار کا — دست وپا بھی رنگ لاتے ہین حنا کو دیکھکر

اپنے حق مین آپ رونق کیا ستم تونے کیا

ڈر گئے وہ نالہائے شعلہ زا کو دیکھکر

جب چلے سیر کو وہ سوئے گلستان بنکر
خود چمن آئے قدم لینے بہاران بنکر

آئے وعدہ پہ نہ تسکین دل و جان بنکر
کیا ہی بگڑی ہین یہان وصل کے سامان بنکر

ای سیہ طالعی سوختہ بختان ازل
کیا لیا تو نے ہماری شب ہجران بنکر

گرچہ ارمان نکلنے کے لئے ہین لیکن
تم وہ کچھہ ہو کہ رہو دل ہی مین ارمان بنکر

دل مین آجاؤ ہماری کہ یہان سب کچھہ ہو
کیا چلے محفل اغیار مین مہمان بنکر

کاوشین چرخ کی تھین کسکو گوارا ہی مزاج
دلمین اُتری ہین کسی تیر کے پیکان بنکر

تہا جو اک رنگ نمایش سر الفت مین نہان
کچھہ کھلا ہے الف چاک گریبان بنکر

کوئی دن مجھکو مری وضع پہ رہنے دیجے
در پہ سر پھوڑنے دیجے مجھی دربان بنکر

یعنی جو سن نہ سکین ہم کبھی وہ اب دیکھین
خاک بیٹھین تری کوچہ مین نگہبان بنکر

آگئی کام سے پئے خرمن جان عاشق
شوخی برق تری جنبش دامان بنکر

لب جان بخش کے ملنے کی یہہ خوبی دیکھو
چشم طالب سے بہی چشمہ حیوان بنکر

پیچ مین لائیگی شاید دل صد چاک کوئی
کیون بگڑتی ہے تری زلف پریشان بنکر

ہمہ تن داغ ہون رونق تو دکھائین کچھہ رنگ
بزم جانان مین جلین سرو چراغان بنکر

۱۳۳

حال دل رو برو اُسکے کہون اپنا کیونکر
ہو مری حال سے واقف وہ غمخوار کیونکر

دھیان آیا ہی کسی زلف کا شاید دل مین
آگیا سامنے آنکھون کے اندھیرا کیونکر

لذت ناوک قاتل نے یہہ بیہوش کیا
کہ خبر مجھکو نہین سینہ سے نکلا کیونکر

خار ہی اُسمین نہین دام ہی وہ زلف نہین
دل کسی عاشق بیتاب کا الجھا کیونکر

بعد مردن بھی مجھے تھا تری عارض کا خیال
قبر تاریک مین ہوتا نہ اجالا کیونکر

ہم سے دو اشک کے قطرے بھی نہین تھم سکتے
ہے تعجب کہ رکے جوش مین دریا کیونکر

یہہ تو فرمائے جب صور پہونکا حشر ہوا
ناتوان آپ کا مدفن سے اُٹھیگا کیونکر

کھل گیا اب لبِ جان بخش سے یہ بھی عقدہ
کہ جلا دیتے ہین مردی کو مسیحا کیونکر

ہے محیط دو جہان ایک ہی پرتو جسکا
وہ دل آرام مری دلمین سمایا کیونکر

حسن اور عشق مین گر ربط نہوتا رونق
خواب مین دیکھتی یوسف کو زلیخا کیونکر

کنج عزلت سے اُٹھین کیا یاد جانان چھوڑکر
کون جاتا ہے سوئے صحرا گلستان چھوڑکر

اُٹھہ گئے پہلو سے میری مجھکو حیران چھوڑکر
جان تھی کیا وہ گئی عاشق کو بیجان چھوڑکر

کیا کہون کیسا ہون ایسا مامنِ جان چھوڑکر
ہون جہنم مین بہشت کوئی جانان چھوڑکر

کیا بسر ہوگی شب حسرت کشِ ذوقِ وصال
آپ جاتے ہین کسی ہمدوش حرمان چھوڑکر

ٹکڑے ٹکڑے ہے گریبان اور یہان وحشت وہی
ہاتھہ اب دامن سے الجھا ہے گریبان چھوڑکر

وعدہ بے اصل اور امید وعدہ کتنی بیفروغ
وہ بھلا کب آئے یہان اپنی شبستان چھوڑکر

دست وحشت کسقدر مضطر ہے کتنا بدحواس
پیشتر دامن سے جا لپٹا گریبان چھوڑکر

خوگر آفت ہوئی ہمدم ملے جی لگ گیا
کون جائے خانۂ آباد زندان چھوڑکر

بات یارونکی بھی رکھنی اور جنونکا زور ہے
دامن ناصح کو لون اپنا گریبان چھوڑکر

جوش وحشت مین رم وحشی بیابان سے ہے کیا
بھاگتا ہے خود ہی وحشی کو بیابان چھوڑکر

ہو مکانِ یار مین اپنا گذر کس طرح سے
ایکدم جاتا نہین اُس در کو دربان چھوڑکر

صبح کسکی بیت ہوگی کسکے ہونگے دن سیاہ
آئے ہو کیون رخ پہ تم زلفِ پریشان چھوڑکر

جان دینی سہل ہے الفت بہت دشوار ہے
کوئی مشکل کیطرف کیون جائے آسان چھوڑ کر

مہر پیکر ہو کوئی ہو کوئی مہ پارہ تو ہو
کسکے نظارے کرین ہم روئے جانان چھوڑ کر

دم تو نکلیگا اگر حسرت نکلنے کی نہین
ہم چلے جائینگے لاکہون دلمین ارمان چھوڑ کر

آئینگے محشر مین عاشق لیکے لاکہون حسرتین
جائینگے دنیا سے کیا کچھہ ساز و سامان چھوڑ کر

مے پرستی ہے مناسب ہو کے آزادِ قیود
جائے میخانہ کو سالک گہر مین ایمان چھوڑ کر

لخت دل مژگان پہ آئے جب نظر مین ہو نمود
لعل رنگین قدر پاتا ہی بدخشان چھوڑ کر

چارۂ وحشت پئے وحشی ہے دیوانہ ترا
گہر کو بہاگے دیکہکر مجنون بیابان چھوڑ کر

واقعی افزون ہی کیفیت چمن سے دشت کی
بیدہڑک پہرتا ہون صحرا مین گلستان چھوڑ کر

کس فریبندہ نگہہ سے ہے تماشا ماہ کا
تمکو دیکہے کوئی سیرِ ماہِ تابان چھوڑ کر

دل ہے وابستہ تو خاطر جمع ہی ہر فکر سے
کیون پریشان ہون پہر زلفِ پریشان چھوڑ کر

مونس ایسے ہون تعلق ہو تو ہو اس رنگ کا
دل کو جاتے ہی نہین غمہای پنہان چھوڑ کر

یار ملجائے تو آئین در پہ تیری جبہہ سا
بتکدہ کفار اور مسجد مسلمان چھوڑ کر

دل سے حسرت کا نکلنا ہی بدن سے جان کا
ہی محال اس در سے جائے کوئی انسان چھوڑ کر

در پہ تیری کیون نہ مٹ کر بے نشان ہو بانشان
جائے کیون عاشق بصد اندوہ حرمان چھوڑ کر

۱۳۵

کعبہ و دیر و کلیسا کو یہین سے ہے سلام
ہم کہان جاتے ہین رونق کوئی جانان چھوڑ کر

کیا لٹک کر آئی ہین گیسوئے پیچان پاؤن پر
سلسلہ پہر حسن کا بہاری ہی مری جان پاؤن پر

پاؤن لٹکا کر نہ بیٹھو بام پر بہرِ خدا
خلق دیوانی نہو جائے مری جان پاؤن پر

لیگئے وہ مجھکو وہان میری سبب سے وہ گئے
پاؤن کے احسان ہین مجھپر مرے احسان پاؤن پر

عشق کی دولت سے پایا ہے یہہ میںنے مرتبہ
آکے گرتے ہین مرے گبر و مسلمان پاونپر

جب وہ ناخوش تھے تو لیتا تھا قدم [illegible] مین
اب وہ کچھہ خوش ہین تو یہان گرتا ہے دربان پاونپر

تجھکو خالق نے عطا کی ہین وہ ہاتھہ پاؤن
حور عاشق ہے ترے ہاتھو نپہ غلمان پاؤن پر

آگئی فصل بہار اب کیونکہ یہہ ثابت رہین
جیب ہے عاشق جو ہاتھونپر تو دامان پاونپر

ہمنے دیکھے ہی نہین ایسے کسیکے دست و پا
دل تصدق ہاتھہ پر ہے جان قربان پاونپر

رقص اپنا بھول جاتا ہے خجالت سے وہین
ڈالتا ہے جب نظر طاؤس بستان پاونپر

وہ کفِ پا ہے نگارین اور وہ نازک انگلیان
دیکھکر کیونکر تصدق ہو نہ انسان پاونپر

مٹ گیا رنگ خزان اور آگئی فصل بہار
ٹوٹ کر گرنے لگے تار گریبان پاؤن پر

آج کیا اُسنے مری بیتابیٔ دل دیکھلی
گرتی ہے آکے جو برقِ درخشان پاونپر

چشم بد دور آج کیا رنگ حنا سے ہے بہار
دل مرا تم پر فدا اور لعل و مرجان پاونپر

توڑکر زنجیر زندان سے جو مین جانے لگا
گر پڑے یکبار سب یاران زندان پاؤن پر

ایک دنیا ہے کہ ہاتھونپر تمھارے ہے نثار
ایک عالم ہے کہ قربان ہے مری جان پاؤن پر

۱۰۶

جب وہان جاتا ہون مین رونق لپٹ جاتے ہین یہہ
ہین مگر عاشق یہان خار بیابان پاؤن پر

ہمارے سامنے آتے ہین وہ تصویر بن بنکر
ستم کیا کیا دکھاتے ہین ہمین تقدیر بن بنکر

بگڑ جاتی ہے اکثر وصل کی تدبیر بن بنکر
مری قسمت سے ہوتی خاک ہے اکسیر بن بنکر

ادھر بسمل تڑپتے ہین اُدھر کشتے سسکتے ہین
دمِ رفتار تم چلتے ہو خود شمشیر بن بنکر

خدنگ نیمکش انکی کہین رکھے سے رُکتے ہین
نگاہین پار ہوتی ہین جگر مین تیر بن بنکر

گلا کیا دوست دشمن کا شکایت کیا مقدر کی
مرے اعمال آتے ہین مری تقدیر بن بنکر

اجل کے سے کرشمے ہین اسی عیار پیشہ کے
یہی ہر رنگ مین کرتا ہی چرخ پیر بن بنکر

تری ہر دم بگڑنے سے کچھ ایسا رنگ بگڑا ہے
کہ نانی سے بگڑتی ہی تری تصویر بن بنکر

اگر مطلب نہین تمکو کسیکے دین و ایمان سے
تو اپنے سامنے آتے ہو کیون تصویر بن بنکر

اُسے بدنام کیون کیجے مقدر جب مخالف ہو
عدو کی شکل آتی ہی مری تقدیر بن بنکر

عدو کی کیا پڑی تمکو ذرا تم تو سنبھل بیٹھو
مری نالے اُترتے ہین جگر مین تیر بن بنکر

لیا پروانہ جانباز نے آخر قصاص اپنا
زبان شمع کاٹی رات پھر گلگیر بن بنکر

سنواری سے کہین تقدیر کے بگڑی سنورتے ہین
بگڑ جاتی ہی اُسکے روبرو تقدیر بن بنکر

متاع جان و دل تک دیکے اُسکو مول لیتے ہم
اگر بکتی زمانے مین کبھی تقدیر بن بنکر

نہ صید اسکو کیا اُس ترک نے اور یہ دل وحشی
گیا سو بار اُسکے روبرو نخچیر بن بن کر

ادائین دشمن جانی نگاہین خون کی پیاسی
ہماری قتل کو پھرتے ہین وہ شمشیر بن بنکر

وصال یار مین آمادہ پیکار رہتے ہین
ادائین تیغ بن بنکر نگاہین تیر بن بنکر

ہماری قتل پر بیڑا کسینے کیا اُٹھایا ہے
کہان جاتے ہین بیڑی روز ایدی پیر بن بنکر

وہان قسمت سے اپنی بات بن بنکر بگڑتی ہے
یہان مجھسے بگڑتی ہی مری تدبیر بن بنکر

نگاہین آپکی ہر آن مجھکو قتل کرتی ہین
درم شمشیر بن بنکر سنان و تیر بن بنکر

مین اُنکی کاوش پنہان پہ سو سو جی سے قربان ہون
نگاہین دلمین چبھتی ہین سنان و تیر بن بنکر

دلِ رونق اگر بگڑا تو بگڑا کیا ہوا ناصح
بگڑ جاتے ہین اکثر صاحبِ جاگیر بن بنکر

ردیف رای مہملہ ہندی — ۱۳۷

ہر گھڑی اسکو تو ای نالۂ شبگیر نہ چھیڑ
خوف ہے کوئی نکالے نہ فلکِ پیر نہ چھیڑ

خواب راحت مین ہوا کہین آجای خلل
نصف شب ہے اسے ای آہ کی تاثیر نہ چھیڑ

لذت قتل اٹھالون کہ بہت ہون مشتاق
مجھکو ای موت کوی دم تہ شمشیر نہ چھیڑ

زلف کی یاد مین اڑتی ہی مری نیند الٹی
قصہ خوان طول شب ہجر کی تقریر نہ چھیڑ

تو نے کی چھیڑ یہانتک کہ چھپا زیر لحد
اب ہمین بہر خدا ای فلک پیر نہ چھیڑ

بعد مدت تو ہوئی ہی یہہ شب وصل نصیب
آج تو قصۂ گیسوے گرہ گیر نہ چھیڑ

تنگ ہے عرصۂ قرطاس بہت ای رونق
توسن خامہ کو اسپ پئے تحریر نہ چھیڑ

ترے باعث سے دون کیونکر زمین چھوڑ
بس اب ای چشم تر تو آستین چھوڑ

اگر یہہ ہی رہی کیفیت آہ
ملایک جائینگے عرش برین چھوڑ

زمین سے آسمان تک پھونکدی سب
کسیکو بہی نہ آہ آتشین چھوڑ

خسوف ماہ سمجھین گے منجم
نہ رخسارون پہ زلف عنبرین چھوڑ

لب شیرین سے ٹلتا ہی کہین دل
مکس کس طرح جائی انگبین چھوڑ

جہانتک زندگی ہے مبتلا ہو
نہ دنیا مین کوئی رونق حسین چھوڑ

ستم سے یون نہ مرے دلکو ای ستمگر توڑ
کہ میری آہ کو کہتے ہین لوگ پتھر توڑ

صفا جو دی ہی مری دل کو تو نہ دلبر توڑ
اس آئینہ کو بنا کر نہ ای سکندر توڑ

اڑے ہوئے ہین دل و جان بہی اپنے ساتھ اسکے
ہمارے سامنے ای محتسب نہ ساغر توڑ

فلک کو توڑ کے ای تیر آہ کیا لیگا
جو توڑنا ہے تو جا کر رقیب کا سر توڑ

گذر رہا ہون دم قتل سخت جانی سے
کہ دے تو کہین مری جلاد کا نہ خنجر توڑ

نہ توڑ سنگ سے یون سر کو میری بیصرفہ
جو توڑنا ہے تو زانو پہ اپنے رکھکر توڑ

شکستہ دل ہون مجھے جان گسل ہے نام شکست
نہ میری سامنے تنکا بھی تو اُٹھا کر توڑ

وہ سخت جان ہون کہ ہرگز نہ جان نکلیگی
گلے پہ میرے جو یون توڑتا ہے خنجر توڑ

بغیر یار نہین لطف میکشی ساقی
شراب پھینک سبو توڑ ڈال ساغر توڑ

کہان ہے خون تن رونق مین دیکھ ای فصاد
رگ جنون پہ مری تو نہ اپنے نشتر توڑ

ردیف زای معجمہ

کوئی بھی اس سے زیادہ نہین زر کی آواز
صور محشر ہے شب وصل گجر کی آواز

جس سے الفت ہو خوش آتی ہے ہر اک شی اسکی
کیا بھلی لگتی ہے انسان کو زر کی آواز

دف و نے سے نہین کچھ ذوق کہ جانبازہین ہم
اک ترانہ ہے ہمین تیغ و سپر کی آواز

سر پہ اسنے جو لگائی کئی تلوار کے ہاتھ
کچھ پسند آئی مری کاسۂ سر کی آواز

موم کی طرح پگھلتا ہے دل نرم مرا
لحن داؤد ہے یا تختہ در کی آواز

آفت چشم ہے اُس غیرت خورشید کا حسن
آفت گوش ہے اُس رشک قمر کی آواز

کیا غضب دل سے مری صاف نکلجاتا ہے
کچھ بھی آتی نہین اُس تیر نظر کی آواز

ہے شب وصل کچھ ای آہ رسا حکمت کر
آج سے گلے نہ ذرا مرغ سحر کی آواز

وحشت دل یہی کہتی ہے وہان چل رونق
کان مین بھی نہ جہان آئے بشر کی آواز

۱۴۱

بھرتے ہین آہ سحر دم ہم ہر روز
برف کیونکر نہ جائے جسم ہر روز

کھائے جاتے ہین درد و غم ہر روز — کیون نہ طاقت ہو اپنی کم ہر روز
تیرے کوچہ مین خاک ہو کر ہم — چومتے ہین ترے قدم ہر روز
سر کاکل مین رنج ہے ہر شب — یاد رخ مین ہے درد و غم ہر روز
غم ہے کیا ہجر کا جو وصل نہین — نہ تو شادی ہی اور نہ غم ہر روز
کیون نہ مشتاق ہو کہ قاتل نے — سینکڑون سر کئے قلم ہر روز
ہم نے کیا دم دیا ہے مرنے کا — تم تو دیتے ہو ہمکو دم ہر روز
جی پہ مین آفتین اُٹھاتا ہون — تیری الفت مین ای صنم ہر روز
ہستیٔ گل پہ گریہ کرتی ہے — شبنم باغ صبحدم ہر روز

اُس کمر کی تلاش مین رونق
جاتے ہین جانب عدم ہر روز

دست ستم کیا نہ سوی گلستان دراز — اللہ تیری عمر کرے باغبان دراز
دست ستم کرے نہ کہین باغبان دراز — ای عندلیب کر نہ زبان فغان دراز
ہی ارتباط سلسلۂ حسن و عشق مین — وان زلف ہے دراز تو زنجیریان دراز
زلف دراز یار سے بڑھکر نہین کوئی — ہی اُس سے واقعی شب ہجران تو ہان دراز
جتنی دراز کاکل پیچان یار ہے — اپنی طناب عمر ہے اتنی کہان دراز
گلگیر نے درست ہے کاٹی زبان شمع — تعذیر اُسکی ہی یہی جو ہی زبان دراز

رونق وہ اپنے سینہ مین داغونسے باغ ہی
جسپر نہو سکے کبھی دست خزان دراز

دل سے ہی عشق مرض اور شفا سے پرہیز — ہون وہ بیمار کہ ہی مجھکو دوا سے پرہیز

بہتر ہی چاہی تو کر حرص و ہوا سی پرہیز
کچھہ سوا فائدہ کرتا ہی دوا سے پرہیز

گر یہی دشت نوردی ہی تو ای وحشتِ جنون
خار رکھینگے کہانتک کفِ پا سے پرہیز

اُس سی ملکر یہہ ڈرا ہے کہ ہوا اب دل کو
عشوہ و غمزہ و انداز و ادا سے پرہیز

ہای کیا دشت نوردی نے کیا خوار و ذلیل
خار بہی رکہتی ہین اس آبلہ پا سے پرہیز

یون تو ملنے مین زمانے سے وہ اک آندہی ہین
ہی مگر عاشقِ بیجان کی ہوا سے پرہیز

اُن کے در پر نہ کہین بیٹھہ کے رونا رونق
ہی ہمیشہ سی اُنہین آہ و بکا سے پرہیز

۱۴۴

ہی عکس خطِ یار سے رنگ ایاغ سبز
وہ چہرہ دیکھتے ہو کہ ہی کیا ہی باغ سبز

ہون کیون نہ شہر و دشت و گلستان و راغ سبز
پہنی ہوئی لباس ہی وہ رشکِ باغ سبز

کہا ہی ہین گل جو عشق مین اُس سبزہ رنگ کے
داغ سیہ کر بدلے ہین سینہ مین داغ سبز

کمبخت ہون وہ سبز قدم جاؤن ہین جو وہان
ہو مثل خار خشک ہین ہو جو باغ سبز

رونق گئی بہار ہوئی آمد خزان
اب نصف باغ زرد ہی اور نصف باغ سبز

ردیف سین مہملہ

۱۴۵

وہ ستمگر نہین ہمارے پاس
دل مقرر نہین ہمارے پاس

سر شوریدہ کی دوا کرتے
ہائے پتھر نہین ہمارے پاس

دیکھہ لیتے تڑپ کو برق کی بہی
دلِ مضطر نہین ہمارے پاس

کیون نہون شکل آئینہ حیران
کوئی جوہر نہین ہمارے پاس

اشک و لخت جگر ہین اپنی متاع
لعل و گوہر نہین ہمارے پاس

عذر جرم و امید رحمت ہے
اس سے بہتر نہین ہمارے پاس

ایک دل تہا سو دے چکے تم کو
اور دلبر نہین ہمارے پاس

کرتے اُسکو بہی نذر تیغ ولے
دوسرا سر نہین ہمارے پاس

ایک دم سامنے کہڑے ہی رہو
بیٹہیے گر نہین ہمارے پاس

دل جو مانگا تو رونق اُسنے کہا
جا ئی گہر نہین ہمارے پاس

ملک اسکندری نے تخت سلیمانکی ہوس
ہی فقط دل کو غبار کوئی جانانکی ہوس

ایدل نادان اگر ہی کوئی جانانکی ہوس
تو نہ کہہ یہان کی تمنا اور نہ کچہہ ہانکی ہوس

وحشت اپنا رنگ لائیگی دکہائیگی بہار
ہی کف پا کو مری خار بیابان کی ہوس

خواب مین بہی جو دیکہے خبط ہی اُسکا خیال
ای دل عمدیدہ تو اور وصل جانانکی ہوس

چار دن یہان رہکی پائی بادشاہی مصر کی
ہی بجا گر ہو مہ کنعان کو زندان کی ہوس

خاک کو گردش مین رکہا میری شکل گردباد
اب بہی نکلی گنبد گردون گردانکی ہوس

شربت دیدار جانان نے مجہے اچہا کیا
رہگئی ایک اک کی دلمین میری درمانکی ہوس

کب کسیکو زلف و رخ کا اُسکی نظارہ ہوا
کچہہ ہوئی پوری نہ ہندو و مسلمانکی ہوس

پہر بہار آئی چمن مین پہر ہوا جوش جنون
وحشیون کو پہر ہوئی سیر بیابانکی ہوس

مجہکو خون رلوا کے وہ کہتی ہین کس ناز سے
اب بہی رونق دل مین ہی لعل بدخشانکی ہوس

ردیف شین معجمہ

دیکھی جو ترے دیدۂ مخمور کی گردش
شرمندہ ہو جام مئی انگور کی گردش

کرتی ہے نگہہ رقص مین اُس حور کی گردش
یا تیغ دم رزم کسی سور کی گردش

پہرتے ہین بہت شمس و قمر پر نہین آتی
یہہ رقص مین ہی اُس بت مغرور کی گردش

پشواز مین سنجاف کناری کی دم رقص
یا شعلۂ جوالہ ہے یا نور کی گردش

ہوتے ہین شب و روز تری در کے تصدق
خالی نہین مہر و مہ پر نور کی گردش

گردش سے مقدر کی ہوا مین ہی نہ سیراب
شب بہر رہی وان ساغر بلور کی گردش

تیری ہی تماشے کے لئی ہر سحر و شام
خورشید نے اور ماہ نے منظور کی گردش

ان زہرہ جبینون سی لگائی وہی دل کو
قسمت مین ہو جس صاحب مقدور کی گردش

گہر مین نہین پہرنے سے ٹہرتا دل مضطر
قسمت مین جو رونق ہے رہ دور کی گردش

یہان نہین یاقوتِ احمر کی تلاش
واسطے سر کے ہے پتھر کی تلاش

ہی جو وحشت مین کسی در کی تلاش
سر پٹکنے کو ہی پتھر کی تلاش

فرط سوزِ عشق سے ہون تشنہ کام
ہو نہ کیونکر آب خنجر کی تلاش

بعد مردن اب ملا ہے زیر خاک
عمر بہر ہمکو رہی گہر کی تلاش

اور گر ملجائے تو بدلون اسے
مدتون سے ہی مقدر کی تلاش

پانون مین زنجیر ہے مونہہ زرد ہی
ہمکو زر کی ہے نہ زیور کی تلاش

میری وقتِ ذبح اُسنے تیغ کی
کسقدر اللہ و اکبر کی تلاش

تھا نہ دل ہی مین اپنے رل گیا
جسکی ہمنے جا کے گھر گھر کی تلاش

اُس کمر کا کچھہ کھلا وان بھی نہ حال
خود عدم مین ہم نے جاکر کی تلاش

قبر مین بھی سانپ بنکر آگیا
بل بے عشقِ زلفِ دلبر کی تلاش

ہم نے رونق یار کے در کے سوا
کی نہ ہرگز دوسری در کی تلاش

کہدو کوئی کہ بعد ازین پھر نہ آئے ہوش
ہے دلمین عشق یار ہمارے بجای ہوش

ہین مستِ عشق اور اُسی فکر دوای ہوش
کہدو طبیب سے کہ نہ اپنے گنوائی ہوش

ہے بیخودی مین چین مری جان زار کو
دل سے ہے یہہ دعا کہ الٰہی نہ آئی ہوش

پہنچینگے ہم نہ منزلِ مقصود کو کبھی
جب تک کہ اپنے ساتھہ لگی ہے بلای ہوش

جز بیخودی نہین ہے کوئی دوستِ دلی
دشمن نہین ہے کوئی ہمارا سوائے ہوش

یکسان ہین اہل دل کے لئے دو نو صورتین
جو شکل بیخودی ہے وہی ماجرای ہوش

عریان تن اپنے آپ کو آتا ہون مین نظر
جسدن سے مینے جسم مین ڈالی قبای ہوش

صحبت بر آئے کیونکہ مخالف مزاج سے
ہم بیخودی پسند ہین وہ آشنای ہوش

آیا وہ گھر مرے تو یہہ کافور ہو گیا
اب یہان نہ آنے پائے یہی ہے سزای ہوش

ہے وہ ہی اہل ہوش کہ ہے ہوش باختہ
بیہوش اُسکو جان کہ ہے مبتلای ہوش

سمجھا مین آج قبر پہ وہ شوخ آگیا
اے شورِ حشر تو نے تو میری اڑائی ہوش

ہر وقت تیری یاد مین بیہوش ہی رہون
رونق کی دل سے ہے یہہ دعا یا خدا ہی ہوش

آتش عشق سے ساری ہے بدن مین آتش
کیا عجب ہے جو لگے اپنی کفن مین آتش

سوز الفت سے جو رکھتی تھی دہن مین آتش
لگ گئی نالۂ بلبل سے چمن مین آتش

عشق کی دیکھ کے اعضا ہی بدن مین آتش
پڑ گئی رشک سے سورج و محن مین آتش

زال دنیا مین ہو کچھ بڑہکی فلک سے گرمی
سچ ہی ہوتی ہی سوا مرد سے زن مین آتش

اُسکی فرقت سی گلستان مین جلاتا ہون
کثرت گل نہین پہیلی ہی چمن مین آتش

آہ سوزاں کو مری قیس نے دیکھا تو کہا
بہاگ یان سی کہ بہڑک اُٹھی نہ بنمین آتش

آتش غم سے تن زار ہی مثل شعلہ
لگ گئی جسم سے ملتی ہی کفن مین آتش

خوف آتا ہی مجھے آہ جو ہوتی ہے بلند
کہ لگا دی نہ کہین چرخ کہن مین آتش

آتش عشق سی آتش کو بہی ہی خوف و ہراس
بلکہ اس آگ سی آدہی ہی جلن مین آتش

شعلۂ رخ کا تری وہ بیان ہی جسمین
پہنک رہی ہی مری تن اور بدن مین آتش

داغ سوزان کی بدولت ہی یقین کامل
قبر مین جائینگے ہم لیکے کفن مین آتش

غیر اس نالۂ موزون سے جلے جاتے ہین
کس قیامت کی ہی رونق کے سخن مین آتش

ردیف صاد مہملہ | ۱۵۱

اُس زہرہ وش کا پوچھ نکچھ ماجرای رقص
رقص اُسپہ مبتلا ہی وہ ہی مبتلای رقص

زہرہ کی کیا مجال کہ اُسکو دکھای رقص
اُس ماہرو کے سامنی کٹتے ہین پائی رقص

پیدا کئی ہین سینکڑون انداز رقص مین
اُس زہرہ وش کو چاہئی کہنا خدای رقص

اللہ اُسکی خاک سے کہیے گرد باد مین
جس شخص نے جہا مین ڈالی بنائی رقص

کیونکر نہ اُسکے ملنے سے مایوس ہو جئے
یہان انتہائی درد ہی وہان ابتدائی رقص

دو چار پہلوؤنکی تڑپ دیکھتے ہین روز
شغل اُنکو ان دونون مین یہی ہی بجائی رقص

جو مر گئے ہین رقص پہ اُس رشک حور کے
کہتے اُٹھینگے حشر کو وہ ہائی ہائی رقص

گوش مین مہر و ماہ جو رہتی ہین روز و شب
اُنکو پسند آتی ہی کسکی صدائے رقص

نرگس کے کان اور نہ آنکھین گلونکی ہین
کسکو سنائی نغمہ وہ کسکو دکھائی رقص

ایک ایک گھنگرو کی صدا اُس نگار کی
کہتی زبان حال سے ہی ماجرائی رقص

رونق جہان مین رقص کا اُسکے نہین نظیر
ہے رقص اُسکے واسطے اور وہ برائی رقص

ہلال عید سے دل خوش نہین مسلمان خاص
کہ دیکھ رہا ہی نظر مین ترا گریبان خاص

ہوا ہی کیون چمن آرائی خلد رضوان خاص
نگر سکے وہ کاشانہ کا ہی دربان خاص

بغیر یار کے گلشن بھی ہی خاص زندان ہے
وہ سامنے ہو تو زندان بھی ہی گلستان خاص

رکھو نہ مین کیونکہ دل داغدار پر مرہم
کہ اُس نگار کی ہی سیر کا گلستان خاص

جسے محبت کاکل ہی خاص کافر ہے
جسے محبت عارض ہی ہی مسلمان خاص

نہین ہی جسکو محبت وہ آدمی ہی نہین
برائی درد محبت بنا ہی انسان خاص

خدائی پاک کی رحمت زیادہ قہر سے ہے
اسی بہروسے پہ ہوتی ہین ہم سے عصیان خاص

سخن کے ساتھ مقدر ترا کھلا رونق
کہ اُسکے پیش نظر ہی ترا ہی دیوان خاص

ردیف ضاد معجمہ

کہئے کہ پہر ہلاک ہوا یا جیا مریض
جب پوچھئے نہ یہ بھی کہ کب سے ہوا مریض

اچھا کسی سے ہو نہ سکا جو ہوا مریض　　اس عشق کا کرے نہ کسیکو خدا مریض

فارغ ہوئی جہان ہی سے اُٹھگیا مریض　　خوش ہو کہ غسل کرکے اُٹھا عشق کا مریض

اک اک دوا مین روغن بادام دیتے ہین　　اُس چشم کا سمجھہ کے مجھے آشنا مریض

تنگ آ گئے علاج سے میرے بہت طبیب　　جون جون دوا کی اور زیادہ ہوا مریض

اُس بیوفا کے عشق مین کیا ہمسے ہو سکے　　بیمار جان تو ہی جدا دل جدا مریض

ہین وہ مریض عشق ہون آئی اگر قضا　　ہو جائے آپ دیکھکے مجھکو قضا مریض

صحت دوا سے پائے وہ اور وہ ہلاک ہو　　بیمار عشق یار کجا اور کجا مریض

علت ہوس کی ہر متنفس کے دلمین ہے　　کمبخت اس مرض کے ہین شاہ و گدا مریض

یون کھینچتا ہی تلخی دوران دل نحیف　　پیتا ہے جسطرح کوئی کڑوی دوا مریض

آیا وہ شوخ پھر عیادت تو یون کہا　　اچھے بھلے ہین آپ تو کسنے کہا مریض

وہ چشم کب اُٹھی جو نہ تحریر سرمہ ہو　　سچ بات ہے بغیر عصا کب اُٹھا مریض

اُٹھتی نہین ذرا بھی کبھی چشم سرگین　　وہ کیونکہ اُٹھہ سکے کہ رہے جو سدا مریض

خون ہوگیا تمام مری جسم کا سیاہ　　خال سیاہ یار کا جسسے ہوا مریض

عناب لب نے اُسکے نہ مرنے دیا مجھے
ہر چند چشم یار نے رونق کیا مریض　　۱۵۴

ظلم ہے اُسکی غرض اور نہ تعذیر غرض　　میری سینہ پہ لگانا ہی اُسے تیر غرض

ہو فقط عشق کی یا زلف کی یا آہن کی　　تیری دیوانہ کے ہو پاؤن مین زنجیر غرض

دیکھہ لینی کے سوا عاشق صادق کو یہان　　اور کچھہ اُس سے نہین ہی فلک پیر غرض

عمل نیک یہان کر جو وہان پائے بہشت　　رکھتی ہین اہل غرض خواب سے تعبیر غرض

کیا طبیعت ہی کہ ہرچند کہا در پردہ
صاف پہچان گیا سنتے ہی تقریر غرض

جب گئے لیکے غرض ہم نہ ملا وہ خودکام
سچ ہی کہودیتی ہی انسان کی توقیر غرض

ہون غرضمند تو مین ولیمین کٹا جاتا ہون
ہو گئے حق مین مری خنجر و شمشیر غرض

بے غرض ہم ہین کہ طفلی مین ہی گا ہی رونق
نہ رکھی دایہ سے بہی ہمنے پے شیر غرض

ردیف طای مہملہ

ہی تری تیر کو جیسا دل نخچیر سے ربط
دل نخچیر کو بہی یون ہی تری تیر سے ربط

حیف ہی غیر اور اُس نور کی تصویر سی ربط
چشم خفاش کو ہو مہر کی تنویر سے ربط

دل کو جسدن سی ہوا زلف گرہ گیر سے ربط
ہو گیا پای جنون کو مری زنجیر سے ربط

مین کہان اور کہان رنگ ملاقات اُسنسے
ہو گیا آپ ہی لیکن مری تقدیر سے ربط

کچھہ بلاؤن مین یہہ الجھا کہ نہ سلجھا زنہار
ہو گیا جسکو تری زلف گرہ گیر سے ربط

دل کبہی اُسکو دیا اور کبہی جان دی اُسکو
یار سے ہمنے بڑھایا اسی تدبیر سے ربط

نالہ وہ سہے جسے سنکر وہ خفا ہوتا ہی
آہ وہ ہی کہ جو رکہتی نہین تاثیر سے ربط

صورت آئینہ آتے ہین نظر دو نو جہان
جب سی آنکھون کو ہی خاک در شبیر سی ربط

سر کٹاتی ہے ولے دور نہین کرتی ہے
شمع باطن مین مگر رکھتی ہی گلگیر سے ربط

مثل قرطاس نحافت سی ہوئی جلد بدن
مینے پیدا جو کیا آپ کی تصویر سے ربط

سر پہ اک روز بلا آئیگی پچھتائیگا
دیکھہ رونق نہ رکھہ اُس زلف گرہ گیر سے ربط

۱۵۶

کسلئے قصر بناتا ہے تونگر مضبوط
جسمین رہنا ہی ہمیشہ وہ بنا گھر مضبوط

جان غمگین سے ہی اپنا دلِ مضطر مضبوط
زن سے ہوتا ہی سوا مرد و قلندر مضبوط

ڈہونڈ کر لائی ہین اطفال بہی پتھر مضبوط
ہی گمان انکو کہ میرا ہی بہت سر مضبوط

دیکھکر چال تری حشر سی ہی دل بیخوف
ہو گیا جب سی اُٹھا ہی تری ٹھوکر مضبوط

بسکہ ہی مجھپہ گمان اُسکو گران جانی کا
لیکے آیا ہی پئے ذبح وہ خنجر مضبوط

سر پہ کوہِ غم و اندوہ لئے پھرتا ہے
کیا ہی نکلا ہی ہمارا تنِ لاغر مضبوط

سرِ سو وا ازدہ پہوڑی تو وہین چلکر پہوڑ
ہی درِ یار کی دہلیز کا پتھر مضبوط

حال لکھتا ہی اگر جوشِ جنون کا میرے
کہدو کاتب سے رکھو رشتۂ دفتر مضبوط

اور کو میری سوا قتل نکرنا ہوگا
قتل کر مجھکو مگر ہو کے ستمگر مضبوط

دمبدم چرخ پہ جاتے ہین میری نالہ و آہ
واقعی چاہیئے خدمت مین تو نوکر مضبوط

صورتِ چرخ جو گردش مین مجھے رکھتا ہی
رشتۂ عشق کو کرتا ہی وہ دلبر مضبوط

دلِ دیوانہ کو کسطرح سی باندہون اس سے
رشتۂ عہد ترا کچھ نہین دلبر مضبوط

کوئی دنیا مین نہین یار سے بڑھکر نازک
کوئی دنیا مین نہین قلب سے بڑھکر مضبوط

کہین ظاہر ہے درست اور کہین باطن ہی درست
ابرہ استر سے کہین ابرہ سوا استر مضبوط

کوچ کا وقت ہی رستہ مین نہ کھلجائی کہین
باندہنا چاہیئے رونق تجھے بستر مضبوط

ردیف ظای معجمہ　　۱۵۷

دینی مین جان تک نکری جو ذرا لحاظ
اُنکا بہی فرض ہی تجھپر ای دلربا لحاظ

سر پہ چڑھا سپہر کا جتنا کیا لحاظ
اے تیر آہ تو بھی نگر اب ذرا لحاظ

جو آپ پر فدا ہے بھلا اُس سے کیا لحاظ
عاشق ہون مجھہ سے ہی تمہین رکھنا برا لحاظ

یون تو نہین ہے یار کو ہم سے ذرا لحاظ
رکھتا ہے لیکن اپنی سمجھکر ادا لحاظ

یہان ایکدم کو پھر عیادت وہ آئے ہین
اُنکا ضرور چاہئے ہان اے قضا لحاظ

حیرت مین ہون کہ کیونکہ بر آئی مراد دل
وان اجتناب و شرم سوا یہان سوا لحاظ

میرا نہین قصور تمہارا قصور ہے
توڑا ہے تمنے توڑکے بند قبا لحاظ

دیوانہ وار اسلئے رہتا ہون روز و شب
ہے مدعا کہ ترک کرے وہ مرا لحاظ

دو چار جام چاہئین پینے شراب کے
کیا لطف وصل تمکو جو میرا رہا لحاظ

بند قبا کو توڑ دے ساغر کو مونہہ لگا
ظالم شب وصال ہے بس ہو چکا لحاظ

دشمن سے تو نہ آنکھہ لڑا میرے سامنے
کچھہ آنکھہ کا تو چاہئے مرد خدا لحاظ

اصلا یہہ خلق سے جو اُٹھتی نہین نگر
کرتی ہے میری سوز درون سے دوا لحاظ

دیکھا نہ اُسنے غیر کی جانب اُٹھا کے آنکھہ
شاباش شرم یار تجھے مرحبا لحاظ

۱۵۸

رونق بتون کے عشق مین مرتا ہے روز و شب
ایمان کا بھی چاہئے مرد خدا لحاظ

کرتے ہین مثل عمل تسخیر لفظ
کیا ترے مونہہ کے ہین پر تاثیر لفظ

شستہ و رفتہ وہان یار سے
کیا نکلتے ہین درم تقدیر لفظ

دیکھہ اے کاتب وہ برہم جس سے ہو
نامہ مین ایسا نہو تحریر لفظ

اپنی وحشت کا جو لکھا مینے حال
بنگئے سب حلقۂ زنجیر لفظ

اک بنانا ہے مجھے قصر سخن
جمع کرتا ہون پئے تعمیر لفظ

اسم اعظم ہے دہان یار کیا
جو نکلتا ہے وہ پر تاثیر لفظ

پر حلاوت ہو نہ کیون میرا کلام
معنیٔ شیرین شکر ہین شیر لفظ

آج بہی وہ ای ستمگر یاد ہین
کل کہے تہے جو دم تقریر لفظ

بے محل نکلے ہین جو موبہہ سی تری
حشر کے دن ہونگے دامنگیر لفظ

خطِ دشمن کے ہین میری واسطے
حرف خنجر تیغ فقرہ تیر لفظ

خواب مین تیری زبان پر وہ نہین
خاص رونق جس سے ہے تعبیر لفظ

۱۵۹ ردیف عین مہملہ

خزان چمن سے گئی ہو گئی بہار شروع
خوشی سی نغمہ کرای عندلیب زار شروع

غضب ہی گریہ نکر دیکہہ چشم زار شروع
کہ ٹوٹنے کا نہین گر ہوا یہہ تار شروع

قسم ہی ابروی خمدار یار کی تجہکو
ہمین سے قتل ہو ای تیغ آبدار شروع

ابہی لکہا بہی نہین کچہہ فقط ارادہ ہی
جواب خط کا ابہی سی ہے انتظار شروع

یداد بنگئی ہے شہد و نیشکر خامہ
جو کی ہے لکہنی ثنا سے دہان یار شروع

شروعِ عشق و جوانی شروع نغمہ و می
پسند ہین یہی دنیا مین مجہکو چار شروع

تمام شب مین بہی ای قصہ خوان نہوگا ختم
ہوا جو قصۂ زلفِ دراز یار شروع

زہی نصیب کہ ہوتا ہی جو ستم ایجاد
تو پہلے ہم ہی سے کرتا ہی روزگار شروع

شبِ وصال ہے اور رات ڈہلگئی آدہی
کچہہ اختلاط تو ہوا ی ستیزہ کار شروع

دمِ اخیر بہی اُس بت سی ہو چکا ملنا
یہان شروع ہی ہچکی وہان سنگار شروع

نگاہ خوبی انجام پر رہے رونق
نظر نہ آل پہ اول ہو جب ہو کار شروع

نکلجائے ہمین وہ بت خونخوار کسی نوع
پہلو سے نکلجائے دل زار کسی نوع

گر ہے طلب وصل تو اس راہ مین یکجان
جز مرگ نہو یار کا دیدار کسی نوع

دل لیجئے اور چاہیے جس طور سے رکھیئے
دل دینے مین ہمکو نہین انکار کسی نوع

گو کبک خرام اپنی بدلتا رہے اک عمر
آنے کی نہین یار کی رفتار کسی نوع

یہان بیٹھ کے پایا جو تری تیر نے آرام
اب دل سے نکلتا نہین سوفار کسی نوع

تسخیر سے محنت سے خوشامد سے کہ زر سے
ہو جائے مرا وہ بت عیار کسی نوع

اے عشق مدد دے کہ اٹھالون غم ہجران
مجھ سے نہ چلیگا یہہ گرانبار کسی نوع

مین آجکی شب گھر تجھے جانے ہی ندونگا
اب اسکو سمجھ لے بت طرار کسی نوع

دن کو تو بہر طور بسر کرتے ہین مر کر
کٹتی نہین کمبخت شب تار کسی نوع

رکھین نہ قدم ناز سے ہم ظل ہما پر
ہاتھ آئے جو وہ سایۂ دیوار کسی نوع

گر قتل مجھے جسم سے تا جان نکلجائے
آزاد ہو یہہ مرغ گرفتار کسی نوع

رونق کی شب و روز یہی دل سے دعا ہے
اللہ و محمد کا ہو دیدار کسی نوع

ردیف غین معجمہ

شرمندہ اسکے حسن سے کیا کیا ہوا چراغ
گوشہ مین جا کے طاق کے شبکو چھپا چراغ

شبکو جو اسکے رخ کے مقابل ہوا چراغ
اتنا خجل ہوا کہ زمین مین گرا چراغ

داغ و چراغ ایک سے ہین دونو تاب مین
وہ ہی سوا چراغ سہی اُس سے سوا چراغ

دیکھا ہی شب کسیکو تمہاری طفیل سے
شاباش تجھکو شمع تجھے مرحبا چراغ

کیون قبر تیرہ ہین نرہے داغ دل مرا
ہی روشنئی خانہ شاہ و گدا چراغ

اچھی طرح سے شکل نکیرین دیکھہ لون
ای داغ دل دکھا دی لحد مین ذرا چراغ

کھوتی ہی عقل و ہوش کو یون حرص آدمی
جسطرح سے کہ آئی ہوا اور بجھا چراغ

بے یار میری واسطے محفل مین رات کو
آفت ہی شمع تہر ہے مشعل بلا چراغ

دولت سہی داغ دل کی نہی ہم بھی نقشبند
پھرتے ہین اپنے ساتھہ لئی جا بجا چراغ

آیا خیال زلف گئی روشنئی عقل
کب افعی سیاہ کے آگے جلا چراغ

رہتا تری رکاب سعادت مین روز و شب
رکھتا نہین ہی پاؤن نگر دو سرا چراغ

آنکھون مین کسطرح نرکھین لخت دل کو ہم
آخر تو ہے یہہ اپنی دل زار کا چراغ

روشن کیا نہ کلبہ تاریک کو مرے
رکھہ رکھہ کے ہمنے دیکھہ لئی بارہا چراغ

کھایا ہی داغ دل پہ کسی بت کی عشق مین
کعبے مین ہمنے خوب ہی روشن کیا چراغ

اک شعلہ رو کے عشق مین جلتا ہون روز و شب
کیون ہو نہ میری جسم کا ہر آبلہ چراغ

رونق اُنہین سی ہر دو جہان مین ہی روشنی
کاشانہ کائنات ہی اور مصطفی چراغ

ہین وہان چیچک کے زیبا عارض دلبر مین داغ
سوز غم کے ہین یہان روشن دل مضطر مین داغ

فلس ہر ماہی مین ہی طاوس کے ہر پر مین داغ
عشق نے تیری لگائی جا کے بحر و بر مین داغ

یہہ ہمارا خون ناحق دیکھہ دامنگیر ہے
زنگ کے ہرگز نہین قاتل تری خنجر مین داغ

اشک کی چادر سہی اُسکو صاف کرنا چاہیے
آگیا ہی خون کا قاتل کے جو خنجر مین داغ

رخ پہ خط آنے سی کیون دلمین تری آیا ملال
ای ستمگر ہی سیاہی کا مہ انور مین داغ

ہی کوئی تیزاب یا اشک ندامت چشم مین
جُرم کا دامن سی کہو دیتا ہی یہ ہم بہر مین داغ

آفتاب حشر سمجہینگے اُسی سب دیکہکر
آئینگے جب ساتہہ اپنی لیکے ہم محشر مین داغ

روز و شب پہرتا ہون سرگردان جو گرد کوئی یآ
میری سودا کا بشکل مہر ہی جگر مین داغ

آفتاب حشر جسکا ایک ادنی ذرہ ہو
وہ لکہا جاتا ہے شاہ عشق کے دفتر مین داغ

عارض دلکش کو اُس کے کس سے ہم تشبیہ دین
مہر و مہ مین ہی کثافت لالہ احمر مین داغ

لوث دنیائی دنی سے پاک ہی صافی نہاد
کب نجاست کا لگے مہتاب کی چادر مین داغ

ای بت کافر جو دیکہین خوابمین صورت تری
شیخ تو مسجد مین کہائی برہمن مندر مین داغ

تفتہ دل وہ ہون کہ رونق جاؤن گر مین روز حشر
آہ سوزان سے لگا دون دامن محشر مین داغ

ردیف فا

کہا جو مینے مری قتل پر تو کر انصاف
کہا کہ منع ہی عاشق کے قتل پر انصاف

مزاج یار مین بہی کسقدر تلون ہے
کہ ظلم شام کو کرتا ہی تو سحر انصاف

سمجہہ کے بے گنہ اُسنے نہ مجہکو قتل کیا
ہوا ہے حق مین مری باعث ضرر انصاف

تری جفا کا ہماری وفا کا حشر کے دن
خدا کے سامنے ہونا ہی سر بسر انصاف

ستم گزین تو بڑا اُنمین عیب ہی رونق
تونگرون کے لئی ہے تو ہی ہنر انصاف

شمع مین جسطرح سی تنویر ہی چارون طرف
نور تیرا یون ہی عالمگیر ہی چارون طرف

خوبرویوں سے لگائی دل نہ کوئی زینہار
مرقدِ مجنوں کے یہہ تحریر ہی چارو نطرف

ہی صدائی الامان کا شور ہر جانب بلند
کیا برابر آہ کی تاثیر ہی چارو نطرف

کچھہ فقط موقوف نجد و بیستون پر ہی نہین
تیری دیوانونکی تو جاگیر ہے چارو نطرف

اب کسیکی زلف مین الجھی گا رونق دل مرا
خواب مین دیکھا پڑی زنجیر ہے چارو نطرف

ردیف قاف

۱۶۵

جسکو دیکھو کھا رہا ہے تیر عشق
ایک عالم ہوگیا نخچیر عشق

مرگیا جسنے نہ کھایا تیر عشق
جی گیا جو ہوگیا نخچیر عشق

کیون خمیدہ ہون نہ مین مثل کمان
دل مین پیوستہ ہوا ہی تیر عشق

قبر مین سوتے ہین ہم پھیلا کے پاؤن
ہاتھہ جب سے آگئی جاگیر عشق

دوجہان مین ہی اسی سے روشنی
کچھہ عجب ہی چیز ہے تنویر عشق

درد دل مین چاہیئے رکھنا مدام
یہہ نصیحت کر گیا ہے پیر عشق

سیم و زر اپنی نظر مین خاک ہین
ہاتھہ جب سے آگئی اکسیر عشق

ہاتھہ دنیا سے اٹھا بیٹھے ہین ہم
پاؤن مین جب سے پڑی زنجیر عشق

دیکھکر محفل مین شب گیسوئی یار
ہوگیا دل بستہ زنجیر عشق

چپ رہو رونق کہانتک یہہ بیان
ہوچکی بس ہوچکی تقریر عشق

۱۶۶

خاکِ کفِ پا تیری جو پائین تری عاشق
سر پر رکھین آنکھون سی لگائین تری عاشق

بن ٹھن کے اگر بزم مین جائین تری عاشق
پھر روئین که محفل کو رلائین تری عاشق

تو اپنی بلا ٹال دی لینے دی بلا سے
لیتے ہین جو گیسو کی بلائین تری عاشق

بھولین نه کبھی سایۂ دیوار کو تیرے
گر روضۂ رضوان مین بھی جائین تری عاشق

جائی نه کبھی سوز محبت کی حرارت
تا خون سے اپنے نه نہائین تری عاشق

ہمدرد نه ہمراز نه ہم عمر نه ہمدم
پھر حالت دل کسکو سنائین تری عاشق

گر عام ہو دیدار ترا سبکو میسر
تو روی زمین پر نه سمائین تری عاشق

کوچه کو تری جانتے ہین دار بقا وه
مر جائین مگر یہانسے نه جائین تری عاشق

جز غم نہین کچھه اور غذا انکو میسر
کھائین تری عاشق که نه کھائین تری عاشق

ای غیرت گلزار اگر ساتھه نہو تو
جنت کو بھی بھیجین تو نه جائین تری عاشق

دیکھے اگر انکو تو جہنم بھی خجل ہو
داغ دل سوزان جو دکھائین تری عاشق

مقسوم کو اغیار کو افلاک کو تجھکو
اک قہر ہے کس کسکو منائین تری عاشق

نالون سے ابھی سر په اٹھا لین فلک کو
کوئی نه اٹھائی جو اٹھائین ترے عاشق

جس خاک په رکھے قدم ناز تو اپنا
کس طرح نه لین اسکی بلائین تری عاشق

رونق سے تو کہدی که جو محشر مین بلائین
جائین تری عاشق که نجائین تری عاشق

۱۶۷

رکھتی ہین آپ بھی دنیا سے نرالی بندوق
دو تو آنکھین ہوئین کیا ملکے دونالی بندوق

طالب بوسه په اس عربده جو نے مجھه پر
کیا کہا [illegible] کھڑکے سنبھالی بندوق

اسکی بندوق کی تعریف کرون یا اسکی
شجر حسن په وه گلفام ہے ڈالی بندوق

بد کلامی سے جو انسان ہین وه مرجاتے ہین
سخن تلخ انہین تیر ہے گالی بندوق

آہ و نالے ہین مری بے اثری سی ایسے
چھوڑتا ہے کوئی جسطرح سی خالی بندوق

مار رکھا ہی اُسے اُسنے جسے تاک لیا
آسمان کی نہین جاتی کوئی خالی بندوق

ہدف دل پہ مری کوئی لگاتے گولی
رکھکے چھاتی پہ عبث تمنے اُٹھالی بندوق

ہاتھہ آیا تمھین اک کھیل ہے صید جہان
کیا ستم اُسنے کیا جسنے نکالی بندوق

ہم یہہ سمجھے کہ پھکا صور قیامت آئی
فتنہ گر ہاتھہ مین جب تونے اُٹھالی بندوق

اُسنے بندوق سی لاکھون ہی کو مارا لیکن
نہ گئی پر نہ گئی ایک بہی خالی بندوق

چاہئے راز محبت نہ زبان سے نکلے
پھر وہ بیکار ہے جب ہو گئی خالی بندوق

ہدف دل پہ نہ چوکی تو بہت خوش ہوکر
اُس ستمگار نے سینہ سی لگالی بندوق

دیکھکر توڑ مری آہ رسا کا رونق
پاؤن مین آنکے لقمان نے ڈالی بندوق

۱۴۸

ردیف کاف

قتل خنجر سے نکرے یان سے یارونکی ایک
ہی نگاہِ ناز تیری لاکھہ تلوارونکی ایک

آسمان زمین پر کیسی کیسی ہو گئے ذی اقتدار
خشت بہی باقی نہین اب اُنکی دیوارونکی ایک

اسقدر اُسنے لگائی تیر سینہ پر مرے
جمع کیجے سبکو تو گٹھری ہو سوفارونکی ایک

وصل کا پہلے کیا اقرار اب انکار کیون
بات اے جانِ جہان ہوتی ہی سردارونکی ایک

نالہ و آہ و فغان مین ملکے یون آتا ہی لطف
ساز مین جیسی صدا ہوتی ہی سب تارونکی ایک

بے تکلف روز و شب رہتا ہی میری پاس وہ
سو کہین لیکن نہین سنتا ہی اغیارونکی ایک

خاک و باد و آب و آتش ہین اگرچہ مختلف
ہوگئی ملکر طبیعت دیکھہ لو چارونکی ایک

چشم اشک افشان سی میری ہو رہی ہین آب آب
چل سکی شیخی نہ اسکے آگے تلوارونکی ایک

ہر بُن مو سی مری چھٹتی ہین دھارین خونکی
سر سی پا تک شکل ہو ہمین لاکھہ تلوارونکی ایک

کیا غزل لکھی ہی رونق ہے بیاض عاشقی
ہی عجب گفتار یہہ ہی لاکھہ گفتارونکی ایک

چشم و ابرو کی کہان تصویر ہی چارونکی ایک
قتل عاشق مین مگر تدبیر ہی چارونکی ایک

چار عنصر بین نہین تاثیر ہی چارونکی ایک
آدم خاکی مین پر تعمیر ہی چارونکی ایک

آپکے رخسار دو نو اور یہہ شمس و قمر
غور سے گر دیکھئے تنویر ہی چارونکی ایک

دل پھنسانے کے لئے دو کاکل و دو زلف یار
ہین جدا ظاہر مین پر زنجیر ہی چارونکی ایک

ہین ابوبکر و عمر عثمان و حیدر چار یار
فرق کچھہ انمین نہین توقیر ہی چارونکی ایک

فتنہ و محشر کی گردون کی تری شمشیر کی
طرز رفتار ایک ہی تاثیر ہی چارونکی ایک

آسمان بخت زبون ناصح رقیب رو سیاہ
اُسکے آنہین یہان تقریر ہی چارونکی ایک

دونو ابرو دونو آنکھین اُنکی یہہ کافر بلا
بہر قتل عاشقان شمشیر ہی چارونکی ایک

یوسف کنعان کی مہر و ماہ کی اور یار کی
وضع و ترکیب مین تصویر ہی چارونکی ایک

وامق و فرہاد و قیس اور ایک رونق عشق مین
سب کے سب ناکام ہین تقدیر ہی چارونکی ایک

۱۷۰

وہ آن سے انتظام غیر یہان تک
کہ ہم کیا جا نہین سکتا گمان تک

ستایا یار نے مجھکو یہان تک
کہ کچھہ باقی نہین چھوڑا نشان تک

پہنچی ہے ناتوانی کچھہ یہان تک
کہ مطلب آ نہین سکتا زبان تک

شب غم کی یہہ ہے اختر شماری
کہ تھک کر رہ گئی مونہہ مین زبان تک

تغافل سے تری غفلت یہہ چھائی | کہ غافل سو رہے ہین پاسبان تک
ہوا ہون ناتوان ایسا کہ اپنی | خبر بہی جا نہین سکتی وہان تک
محبت کر جفاؤن پر وفا کر | جہان تک ہو سکے تجہہ سے وہان تک
شب تاریک و رہ پرخوف و تنہا | الہی کیونکہ پہنچون کاروان تک
جبین اپنی سدا اپنا شوق اپنا | پہنچ جاؤن کہین اُس آستان تک
تمہارا ناز اور میری محبت | یہہ سب کچہہ ہی عدو کے امتحان تک
بہڑک اُٹھی چمن مین آتش گل | جلین گے بلبلون کے آشیان تک
عبث مثل جرس فریاد کیجے | صدا پہنچی نہ پہنچے کاروان تک
تڑپ کر مر گئے صبح شب وصل | ہماری زندگانی تہی اذان تک
کہین لکہا ہوا دیکہا جو خط مین | مٹایا نام کو میرے نشان تک
بیان مدعائے دل شب وصل | اُلٹ جاتا ہے آ آ کے زبان تک
جلائین بہی تو مین وہ ناتوان ہون | نہ اُٹھے ناتوانی سے دہوان تک

۱۷۱

وہی جب مٹ گئی پہر بحث کس سے
یہہ سب جہگڑے ہین رونق این آن تک

ہی نور آستان شہ انس و جان کی خاک | گرد رہ عرب ہی یہہ ہندوستان کی خاک
دلکش روان فروز ہی کیا کچہہ یہانکی خاک | ہی خاک کوئی یار ہی باغ جنانکی خاک
ہو جائی خاک جب تو ملے کچہہ یہانکی خاک | ملتی نہین ہر ایک کو اس آستان کی خاک
عاشق کی نعش اور ہوئی کوئی بتان کی خاک | پہنچی کہان نصیب سے آسی کہان کی خاک
بہرتے ہین کان یار کے اغیار رات دن | تاثیر اُسپہ ہو مری آہ و فغانکی خاک

وادی مین قیس کوہ مین فرہاد مرگیا
جاؤ وہان کہ جسکی لکھی ہے جہانکی خاک

ہی یہہ کمالِ ضعف تو بعدِ وصال بہی
کچھہ بہی نہ اُڑ سکیگی تنِ ناتوان کی خاک

مقصود ہی کہ یار کے کوچہ مین دفن ہون
بلبل کی آرزو ہی کہ ہو بوستانکی خاک

وحشت اگر یہی ہی تو اک روز دیکہنا
اُڑتی پہریگی دشت مین اس خستہ جانکی خاک

ہوجائیے تو بہی خاک اگر عشقِ یار مین
آنکہونسے سب لگائین تری آستانکی خاک

حاصل ہوا نہ گوہرِ مقصود ایک دن
چہانی ہی دیکہہ دیکہہ کے ہمنے جہانکی خاک

تم لاکہہ بار گہرسے نکالو ہمین تو کیا
اب ہم تو ہوگئے ہین تمہاری مکانکی خاک

آنکہون سی بادہ خوار لگاتے ہین شوق سے
کیا کیا خوشی خوشی درِ پیرِ مغانکی خاک

جتنا غبار ہے مری دل مین بہرا ہوا
لان اسقدر کبہی نہین اس خاکدانکی خاک

سنکر مری حکایتِ غم طنز سے کہا
اچہی اُڑائی آپ نے اس داستانکی خاک

شورش یہی رہی یہی نالے رہی تو ہم
اکدن اُڑا ہی دینگے عدو کے مکانکی خاک

رونق کی آرزو ہے کہ یثرب کی خاک ہو
ہی دولت شہی سے فزونتر وہانکی خاک

۱۴۳

عشق مین جل عاشقِ دلگیر سرسی پانوتک
چاہتا ہی گر بنون اکسیر سرسے پانوتک

دست و پاؤ سر ہین حاضر جسکو چاہی قطع کر
واقعی ہون موردِ تقصیر سرسے پانوتک

اُسکی آنکہین دیکہکر مانی کی آنکہین کہل گئین
اور تو سب کہینچ لی تصویر سرسے پانوتک

سرسی پانوتک بلائین لین تو جہنجلا کر کہا
تجہکو دینی چاہیئے تعزیر سرسے پانوتک

کسقدر سرشار شوخی ہی کہ سب اعضای یار
کیا پہڑکتے ہین وہم تقریر سرسے پانوتک

تو وہ جانِ حسن و خوبی ہی کہ گر دیکھے تجہے
لے بلائین مہرِ پر تنویر سرسے پانوتک

جبہ و دستار زاہد پر نجانا زینہار
ہی مجسم پیکر تزویر سر سی پانون تک

حد سے بڑھکر اُسنے کی ہی ناوک اندازی اوہی
کیا گئین ہین زخم ہائی تیر سر سی پانونتک

حسن سوز افزون وداد رجوش تحیر یار سے
بنگئی ایک عالم تصویر سر سے پانونتک

روشنی دل اگر چاہی تو سوز غم سی جل
شمع سان ای عاشق دلگیر سر سی پانونتک

ذکر عشق قیس لب پر لائی وہ بے ساختہ
دیکھکر رونق تری تصویر سر سی پائونتک

ردیف گاف

دیکھکر گیسوی مسکین گرہ دار کا رنگ
اُڑ گیا سنبل وخان نافۂ تاتار کا رنگ

اس بیابان سے کوئی آبلہ پا گذرا ہے
غنچۂ گل کیطرح سرخ ہی ہر خار کا رنگ

چارہ گر دیکھہ کہ کیا تیغ تہی زہر آب آلود
ایک سے زخم کا اور مرہم زنگار کا رنگ

فرق ظاہر ہے مگر ایک ہی ہی باطن مین
رشتۂ سبحہ کا اور رشتۂ زنار کا رنگ

رنگ بدلا ہی زمانہ نے بہی ہمسی بیڈہب
آج کل دیکھہ کے اُس شوخ جفا کار کا رنگ

جب کہنچے یار کی تصویر کا ای صورت گر
آب گوہر مین ملے یار کے رخسار کا رنگ

بسکہ رنگ رخ گلرنگ کا رہتا ہی خیال
آج کل اور ہی کچھہ ہی مری اشعار کا رنگ

کیون نہ اندہیر ہو گھر مین مری جب یار نہو
ایک ہی روز جدائی و شب تار کا رنگ

جیسے شیشہ مین جہلک بادۂ گلرنگ کی ہو
یون ہی جامہ سی عیان اُس بت عیار کا رنگ

سرخ دوری تری آنکھون کے چمن مین دیکھے
زرد کیونکر نہ پڑی نرگس بیمار کا رنگ

لئے بوسے جو شب وصل مین ہیم رونق

اُڑ گیا فرطِ نزاکت سے رخِ یار کا رنگ

نہ دی زیرِ زمین رہنے کو گھر تنگ
ہمین ای آسمان اتنا نکر تنگ

نہ کھینچ آغوش مین تو اسقدر تنگ
کہ ای دل ہو نہ وہ رشکِ قمر تنگ

دہن اُس شوخ کا ہے اسقدر تنگ
کہان اتنا ہے سوراخِ گہر تنگ

شبِ فرقت مین یہہ حالت ہی میری
کہ ہو نمین تنگ گھر سی مجھسے گھر تنگ

مجھے تو قتل کرنا قصہ چک جائے
کہ گردن سر سے ہی گردن سی سر تنگ

ہمین یہہ غنچۂ گل سے کھلا حال
کہ دل رکھتے ہین اکثر اہلِ زر تنگ

نکل جائین کسی ڈہب سے تو اچھا
بہت سینہ مین ہین دل اور جگر تنگ

تمہی عشقِ دہن نے دل کو میرے
بشکلِ غنچہ رکھا عمر بھر تنگ

کہین کیا داستانِ عشق رونق
بڑا قصہ ہے اور وقتِ سفر تنگ

ردیف لام ۱۲۵

رات دن ہی مجھکو اک خورشید تابان کا خیال
محو شکلِ نورِ انجم ہی دل وجان کا خیال

کسطرح دل سے بھلاؤن روئی جانان کا خیال
چاہئی مومن کو رکھنا اپنے ایمان کا خیال

اسقدر اپنی طبیعت مین ہی کچھہ وارستگی
مجھکو ہو جائی جنون گذری جو زندان کا خیال

آگئی فصلِ بہاری دیکھئی دستِ جنون
اب نہ رکھنا چاہئے کچھہ جیب ودامان کا خیال

مین ہون اب اور سیر مین میرا کہ دلمین آگیا
ماہِ نو کو دیکھکر اُسکے گریبان کا خیال

کیون نہ اُسکے تیر کے پیکان کو مین دلمین رکھون
میزبان کو چاہئے ہر طرح مہمان کا خیال

چاندنی سا ہو گیا روشن اندھیرا گور کا
مجھکو جو آیا وہان اُس روئی تابانکا خیال

چاہیے رونق اگر جمعیت خاطر تجھے
چھوڑ دے یک لخت اُس زلف پریشانکا خیال

جو بیٹھہ بیٹھہ کے کرتی ہے شور یون سرِ گل
نہین ہے بلبل بیتاب کو مگر سرِ گل

گیا جو باغ مین گلگشت کو وہ فخرِ گل
نثار کرنے لگین اُسپہ بلبلین زرِ گل

بڑے نصیب کہ پہنا ہے اُسنے زیورِ گل
بہت وہ تون مین کھلا ہے مگر مقدرِ گل

نثار آپ پہ ہوتا بہ شکل پروانہ
جو ہوتے بلبل بیتاب کیطرح یہہ گل

ہلاکِ عشق ہوا تن پہ اُسنے گل کہا کہ
کہ میری نعش پہ گویا پڑی ہے چادرِ گل

تری فراق مین ای سروِ باغ محبوبی
ہوا ہے بستر پہ خار مجھکو بسترِ گل

خوشی کے جوشین پہولے نہین سماتے ہین
کسی نگار نے پہنا ہے آج زیورِ گل

ملا ہے رونق آسنے دن سے عشق بلبل کو
بنا ہے گلشن عالم مین جب سے پیکرِ گل

ای آسمان نہ دلمین مری عشقِ یار ڈال
اس ہی تو میری سرپہ تو اپنا ہی بار ڈال

ای رشک گل گلے مین نہ پہولونکے ہار ڈال
منظور یون ہی ہے تو زمانہ کو مار ڈال

مین مرگیا ہون دیکھکے اُس شہسوار کو
ہان ای صبا زمین پہ نہ میرا غبار ڈال

مشقِ ستم کیواسطے دو چار دل بہت
دل لیکے اک جہانکی نہ آفت مین یار ڈال

لاکھون کے خون ہو گئے ای بادشاہ حسن
پوشاک سرخ اب تو ذرا تو اُتار ڈال

ایسے وہ شمع رو مجھے ملجائے گر کہین
بچہہ ہو گلے مین ہاتہہ تو دونون اِکبار ڈال

اُڑجاؤنگا بہار مین مانند بوئے گل
زنجیر میرے پائے جنون مین ہزار ڈال

پہلے ہی دم خفا ہے مرا ضبط راز سے
پہانسی مری گلے مین نہ ای زلف یار ڈال

ای شانہ سانپ تو نہین گیسو ہین یار کے
تو ہاتہہ انپہ ہو کے بہت ہوشیار ڈال

یارب جو تو نے اُسکو تغافل عطا کیا
میری بہی دلمین اپنی کرم سے قرار ڈال

تجہسے تو مین کبہی بہی جہکو نگا نہ ای فلک
کتنا ہی رنج و فکر کا تو مجہہ پہ بار ڈال

ای شمع بزم عیش مین رونا بجا ہے
تہوڑی سی عمر ہے یونہین ہنسکر گذار ڈال

کہٹکون نہ ایک آنکہہ مین مطلب ہے ای صبا
تو چشم مین کسیکی نہ میرا غبار ڈال

رونق غضب ہی یہہ شرر افشانی سخن
اب تو قلم کو ہاتہہ سے ای ہمدمِ یار ڈال

زیور ہوئی ہین جسکہ تمہاری بدن کے پہول
قدرِ گران سے ہو گئی ہین لاکہہ من کے پہول

تو ہی تو بہیج قبر پہ دو نسترن کے پہول
ہین آج تیری کشتۂ رنج و محن کے پہول

وہ چشم شوخ دیکہہ کے بہولا رمیدگی
فرطِ خوشی سے پاؤن گئی ہین ہرن کے پہول

عاشق ہزار جان سے ہے باتو نپہ عندلیب
گویا کہ منہہ سے جہڑتے ہین اُس گلبدن کے پہول

فرقت مین اُسکی چین کہان فرش خواب پر
اخگر ہین سب بچہائی ہوئی یاسمن کے پہول

ہم مر گئے ہین عشق مین اک گلعذار کے
رکہنا ہماری سینہ پہ اندر کفن کے پہول

معنی ثمر ہین شاخ ہین مصرع زمین ہی بیخ
الفاظ جانفزا ہین نہالِ سخن کے پہول

بے شبہ چار چاند لگین اپنی بخت کو
پائین جو یار کی سپرِ گردن کے پہول

شیرین نے گل جو تیر ہجر دن کہائی ہاتہہ
یہہ رمز ہے کہ آج ہوئی کوہکن کے پہول

کیا کیا سرشک ہی جگر گون کی ہی بہار
دامن مین ہین یہہ لالۂ خونین کفن کے پہول

لختِ جگر ہین قیس کے صحرا مین جا بجا
یہہ سرخ سرخ کوئی سمجہنا نہ بن کے پہول

آمد ہے کس نگار کی رونق کی بزم مین
کیا کیا سر رشک شمع ٹپکتی ہین بنکے پھول

آتا ہی وہ گر قتل کو خنجر بکف اے دل
ہی عشق کی معراج اُٹھانے شرف اے دل

وہ تیر لگاتا ہے تو ہو اک طرف اے دل
بنجائی کہین تو ہی نہ اُسکا ہدف اے دل

نسبت کسی اُس رخ سے کہاں ہے مہر مین آتش
اور ماہ شب چاردہم مین کلف اے دل

یہہ جزو بدن اور ہے تو خانۂ محبوب
ہر عضو پہ ہی اسلیئے تجھکو شرف اے دل

دیوانہ ہوا پیر فلک دیکھہ کے اُسکو
یہہ ابر نہین مونہہ سے نکلتے ہین کفا اے دل

آدم نے دیا دانۂ گندم پہ جنان کو
مین دون نہ اگر مفت تو ہون ناخلف اے دل

سینہ مین تری یون ہی رہی گوہر عرفان
گر تجھہ مین قناعت ہو بشکل صدف اے دل

رکھہ انسے نہ الفت کہ حسین کسکے ہوئی ہین
بے صرفہ نہ تو عمر کر اپنی تلف اے دل

زنہار نہونا صف مژگان کے مقابل
تو ایک ادہر اور ادہر صف کی صف اے دل

رونق کو ہین یاقوت زمرد سے زیادہ
اُس کوچۂ ارم رشک کے سنگ و خذف اے دل

اگر وہ غیرت صد باغ پہنے گوشمین گل
کہلین کچھہ ایسی کہ اپنی رہین نہ ہوشمین گل

اگر وہ توڑ کے رکھلے لب خموش مین گل
نہ بلبلونمین رہی جان اور نہ ہوشمین گل

شب اُسپہ عالم مستی مین ڈال بیٹھی ہاتھہ
چراغ عقل ہوا وقت ناؤ نوش مین گل

نہ ڈال گل کی حمایل گلیمین تو اپنے
چبھین نہ فرط نزاکت سے تیری دوشمین گل

چمنمین دیکھہ کے اُس نازنین کو وقت سحر
بجائی بلبل نالان ہوئی خروشمین گل

عنادل اُسپہ جو گرتی ہین میکشون کیطرح
پیالہ ہی کہ کف دست میفروشمین گل

بری ہین خواہش اولاد و مال سی آزاد
نہ یار آئے نہ شمشاد سبز پوشین گل

نہ کیونکہ خونِ دلِ عندلیب ہو رونق
بنے حنا سے کفِ یار بادہ نوشین گل

کہتے تھی رات بزم مین وہ مجھپہ ڈال ڈال
الفت کے ہین نباہنی والی بھی خال خال

قاتل کی تیغ خون شہیدان سی سرخ ہے
یا پردۂ شفق مین عیان ہے ہلال لال

قاتل نے آج تیغ زنی کی ہے اسقدر
صحرا مین خون سی بھر گئے وقتِ قتال تال

آ ہی گئی تھی پیچ مین ہم دام زلف کے
ہی شکر حق کہ اُسنے بچایا ہی بال بال

الفت مین جسکی یاد تری بھول جاؤن مین
ایسا نہ دیکھیو مجھے ای بیمثال بال

کب غیر زود فنون کی باتون مین آؤن مین
ہو مین بھی پات پات اگر وہ ہی ڈال ڈال

ہو دشمنِ ضعیف سی کیا عشق چشم یار
ہرگز کری نہ قصدِ شکار غزال زال

مرہم نہ رکھہ ابھی مری زخمون پہ چارہ گر
پہلو مین میری خوب ذرا دیکھہ بھال بھال

آنا وہون مین کوئی بتون کے نہ زینہار
رونق کے لب پہ ہی یہہ دم انتقال قال

۱۸۲

جان گسل سی جان گسل ہین صدمہ ہای دردِ دل
ابتدائی عشق مین ہی انتہائی دردِ دل

سب سے ہی بیگانہ جو کچھہ مبتلائی دردِ دل
خلق سے ناآشنا ہی آشنائی دردِ دل

دلمین لطفِ درد ہی لب پر دعائی دردِ دل
جان جائی عشق مین یارب نجائی دردِ دل

کاش ہو دستِ اجل سی کچھہ دوائی دردِ دل
دردِ دل لیکر ٹلی سر سی بلائی دردِ دل

مجھہ مین اُسمین ابتدا سی جان و تن کا لطف ہے
دردِ دل مجھپر فدا اور مین فدائی دردِ دل

کیا جدا ہون ہمدگر روز ازل سی خلق ہین
دردِ دل میری لئی اور مین برائی دردِ دل

وہ کسیکی بات کب سنتے ہین آگے غیر کے
حالِ دل کس سی کہو کسکو سنائی دردِ دل

دردِ دل جان و جگر سی کیون ہو مجھکو عزیز
مونس و ہمدم نہین کوئی ورائی دردِ دل

ساز و برگ و صبر و طاقت نذر کاہش ہو گئے
پاس اپنی کچھہ نہین اب تو ورائی دردِ دل

دردِ غم دردِ الم دردِ جگر دردِ فراق
دلمین اتنے درد رکھتا ہون سوائی دردِ دل

اُن سے آنیکی خبر ہی اب مری غمخانہ مین
اُٹھکے اپنی راہ لین اب صدہائی دردِ دل

ہوگئی حاصل مجھے کیفیتِ ہر دو جہان
ملگیا ہے جب سی پیر رہنمائی دردِ دل

تہا یہی ہر وقت کا مرنا تو اُس سی ایخدا
سوت قسمت مین لکھی ہوئی بجائی دردِ دل

دولتِ ہر دو جہان سی دل کو استغنا ہوئی
ہاتھہ آئی جب سی جنس بے بہائی دردِ دل

ہجر مین ہی غمگسار رنج تنہائی مرا
کیون نہون مین بستۂ دامِ وفائی دردِ دل

شہر تین ہین اُنکی آنیکی مری غمخانہ مین
اب نہین ٹلتا کسی ڈھب سے لمین ہائی دردِ دل

جس بشر کو دیکھئے ہی دردِ دل مین مبتلا
چل رہی ہی آجکل رونق ہوائی دردِ دل

۱۲۴ ردیف میم

کوچۂ یار مین جا بیٹھے ہم
ہاتھہ دنیا سے اُٹھا بیٹھے ہم

یاد اُس بت کی دلا بیٹھے ہم
چوٹ اک دل پہ لگا بیٹھے ہم

اور اک فتنہ اُٹھا بیٹھے ہم
کیون انہین حال سنا بیٹھے ہم

بزم سے اُسکی اُٹھے ہو کے سبک
کہ کہا غیر کو جا بیٹھے ہم

بزم دشمن مین بھی ہمرساتھہ ترے
ہاتھہ اب دل سے اُٹھا بیٹھے ہم

اُسکی فرقت مین تڑپتے ہین مدام
صورتِ قبلہ نما بیٹھے ہیں ہم

دفعتًہ دل پہ گری بجلی سی
آنکھہ جو اُس سے لڑا بیٹھے ہیں ہم

قطعہ

صدمۂ ہجر سے جب گھبراکر
اشک آنکھون سے بہا بیٹھے ہیں ہم

در و دیوار سے آئی یہہ صدا
تو نہ رو بہرِ خدا بیٹھے ہیں ہم

اُٹھہ گئے پاس سے رونقِ اغیار
اُسکا زانو جو دبا بیٹھے ہیں ہم

کمر ہے یا نہین کچھہ یہہ خبر نہین معلوم
کسیکو یار کا حالِ کمر نہین معلوم

زیادہ اس سے کچھہ اے سیمبر نہین معلوم
کہ ہے دہن ترے ہوتا مگر نہین معلوم

وہ کون ہے کہ مرے حال سے نہین واقف
وہ کون ہے جسے میری خبر نہین معلوم

سوائے ذاتِ خدائے علیم و عالمِ غیب
کسیکو حال قضا و قدر نہین معلوم

کیا ہے عشق نے تیرے مجھے بہت برباد
مرا یہہ حال تجھے سیمبر نہین معلوم

عجیب رنگ کی ہے کچھہ یہہ آتش الفت
کہ پھونکدیتی ہے ہوتا شرر نہین معلوم

کھلے گا بعد فنا حالِ الفتِ دنیا
ابھی کسیکو کچھہ اسکا ضرر نہین معلوم

وہ کونسا ہے ہنر جو مجھے نہین آتا
مگر وہ جس سے ملے وہ ہنر نہین معلوم

ترے مریض کہان جائین تیرے در کے سوا
کسیکو حضرتِ عیسیٰ کا گھر نہین معلوم

نہ بنتی اہل ہوس کو بغیر جان دئے
تو جسقدر ہے اُنہین اُسقدر نہین معلوم

تمام زحمت و آفت ہے عشق کی منزل
کسیکو اسکی رہِ پرخطر نہین معلوم

عدم مین جاکے مسافر پہ کیا گذرتی ہے
ذرا بھی اسکی کسیکو خبر نہین معلوم

تری مریض کا دو دن سی حال ہی کچھہ اور
بڑا غضب ہی تجھے بیخبر نہیں معلوم

۱۸۵
جہا نمین ایسی ہی انسان ہونگی ای رونق
سوائی عیب ہمین کچھہ ہنر نہین معلوم

نقش کفِ پا ہین تری قدمون کے تلے ہم
کہتے ہین مری اشک ثمرہ سی کہ چلے ہم
کیا مونہہ سی کہین اپنی بری ہین کہ بہلے ہم
اُس شوخ ستمگار نے شب بزم عدو سے
رہتی ہی یہہ ہر وقت دعا ئی دلِ عشاق
کسطرح نہ رغبت سے ہمین ذبح کرے وہ
سو حسرت وارمان کو لئی سینہ پہ اپنے
اُس مانگ کو دیکھا نہ کبھی جز رخ تابان
جب بہی نہوا یار کوئی گرچہ کسی سے
جیسا کوئی ہوتا ہی نظر آتے ہین ویسے
سوتے ہین پڑے قبر مین کیا ناکی چادر
رو رو کے بہی گہل گہل کے بہی اور سر کو کٹا کر

ای شوخ ستمگار بری ہین کہ بہلے ہم
پیدا ہوئی جب سی تری سایہ مین پلے ہم
یہہ جان کہ آدم ہین اور الفت مین جلے ہم
سو طرح سے ٹالا ہمین لیکن نہ ٹلے ہم
اُس سو جھکے قدمو کہ تلے جائین ملے ہم
جب پڑ گئی قاتل تری خنجر کے گلے ہم
اک روز چلے جائینگے مٹی کے تلے ہم
تہا جسمین خطر کچھہ بہی نہ وہ راہ چلے ہم
جو راہ بتاتی ہمین وہ راہ چلے ہم
ہم سے کوئی پوچھے کہ بری ہین کہ بہلے ہم
اس گوشۂ عزلت مین ہین دنیا سی بہلے ہم
فرقت مین تری شمع کی مانند جلے ہم

۱۸۶
گہر آئی مری شبکو وہ اس شرط سی رونق
وہان چلنے کو چلتے ہین نہ ٹہیرینگے وہان ہم

کس سے کہین سنائین کسے ماجرائی غم
کثرت سے ہین جو درہم وداغ بلائی غم

مونس نہین ہی کوئی ہمارا سوائی غم
دل ہے مرا خزانۂ دولت سرائی غم

دل پہ اٹھا رہا ہون یہہ کچھہ صدمہ ہائے غم
مجھہ سا نہین جہان مین کوئی مبتلائے غم

آفت کا حادثہ ہی غضب ہی بلائے غم
دشمن کو بھی نہ دیکھے نہ خالق دکھائے غم

عاشق ہوا ہین اُنپہ کہ وہ غیر کے ہوئی
کیا ابتدائے عشق مین ہی انتہائے غم

اے تیر یار دلکو نہ کیجو کہین خراب
پہلو مین دہر رکہا ہی پئے ناشتائے غم

گاہی غم فراق ہے گاہی غم رقیب
بیٹھے بٹھائے ہمنے یہہ اچھی لگائی غم

کیونکر مجھے نہ غم ہو کہ خیاط دہرنے
کی قطع جسم زار پہ میری قبائے غم

مطلق نہین مسرت و شادی پہ التفات
مدت سی ہو رہا ہے جو دل آشنائے غم

اب غم مین اور دلمین یہانتک بڑہا ہی ربط
غم ہی فدا جو دلپہ تو دل ہے فدائے غم

پوچھینگے ہم مسیح علیہ السلام سے
ہی یاد آپ کو کوئی حضرت دوائے غم

رونق زبان کو روک کہ جانسوز ہے بیان
کب تک لکھیگا شعر مین تو ماجرائے غم

تیری سوا ملین جو کسی ماہرو سے ہم
ناکامیاب ہون دلِ پر آرزو سے ہم

اب توڑتے ہین رشتۂ الفت گلو سی ہم
ہے جیمین پھر ملین نہ کسی ماہرو سے ہم

یہہ عشق کیا بلا ہی کہ قاتل کے ہاتہہ سی
اپنا گلا کٹاتے ہین کس آرزو سے ہم

صد گونہ ذوقِ قتل و طپش جمع کرکہین
جاتے ہین آج لڑنے کو اُس جنگجو سی ہم

اُسنے کہا کہ عاشق صادق ہی کونکون
دیوار و در سے آئی صدا چار سو سے ہم

جا جا کے دیر و کعبہ مین پھر پھر کے دشت دشت
پہنچے ہین کوئی یار مین کس جستجو سے ہم

آتی ہی میکدہ مین جو وہ چشم مست یاد
سر پھوڑ پھوڑ لیتے ہین اپنا سبو سے ہم

آئی ہین آج ہی تری گلشن مین عندلیب
واقف نہین گلونکی ابھی رنگ و بو سے ہم

گا ہے ملا نہ خنجر قاتل سے اسلئے
کیا کیا خفا خفا سے ہین اپنی گلو سے ہم

انکار وصل سے ہمین کیا آج رنج ہو
کل ہی سمجھہ گئے تہے تری گفتگو سے ہم

اُٹھتے ہین تیری ور سے کوئی یون ہم اے صنم
جب تک نہا کے جائین نہ اپنی لہو سے ہم

خود حق جمیل دوست صاحب جمال ہے
رکھتے ہین ربط اسلئے رو ہی نکو سے ہم

۱۸۸

رونق جو اُسکے عشق کمر سے نہین نجات
گویا کہ ہین بند ہے ہوئی اس تار موسے ہم

بات کہتے ہین نہین کچہ چاہتی ہین داد ہم
اسقدر جور و جفا اور ای ستم ایجاد ہم

رہ گئے مونہہ دیکہے اپنا سا دم فریاد ہم
کہدیا اُسنے کہ کیا دینگے کسیکی داد ہم

خوف سے تیری نہین کچہہ مایل فریاد ہم
ورنہ آفت ہین بلا ہین ای ستم ایجاد ہم

کیا کرین جائین کہان کس سی کرین فریاد ہم
وہان خبر تک بھی نہین یہان ہو گئی برباد ہم

دل سے ہین مصروف پاس خاطر صیاد ہم
ہی قفس آباد ہم سے اور قفس سی شاد ہم

ڈہونڈتے پہرتے ہین کوئی بانی بیداد ہم
اپنی دل کے واسطی خود بنگئے جلاد ہم

تم سی اک مطلب ہے دنیا سی علاقہ کچہہ نہین
ہو گئے پابند جب سی ہو گئے آزاد ہم

عمر گذری قید مین جی لگ گیا غم مٹ گیا
کچہہ اسیری مین ہی زندان مین رہی آزاد ہم

بہول جائین جس سے دنیا کو پلادے وہ شراب
کیا تری دریا دلی ساقی کرینگے یاد ہم

حسن پہ پہولے ہو کچہہ ہمکو جفا کش دیکھکر
اتنو کیا بہی بعد مرگ آئینگے ہمکو یاد ہم

وضع عالم دل دکہانیکو ستانی کو ہوئی
جانتے ہین جانتے ہین اسکی جڑ بنیاد ہم

ہی ہماری جانکنی ٹہرکہ وہ خارا کنی
پوچہیے تو کو ہکن شاگرد ہی اُستاد ہم

سچ جو پوچہو تو محبت نے ملایا خاک مین
ورنہ تیری ناز اُٹھائین اور تری بیداد ہم

اُس سے ملکر جو نہ ملنا تہا محبت مین ملا
طالب مہجور رہم ہین عاشق ناشاد ہم

پہوڑنا سر ہے تو کچھہ دیوار زندان کم نہین
کیون نہ ہین پابند رسم تیشۂ فرہاد ہم

ہین نہ بال و پر نہ کچھہ تاب و توان فریاد کی
اب رہا ہون بہی تو ہین کس قابل اے صیاد ہم

تہا جو آنکہو نمین کسیکے قد موزون کا خیال
روتے ہین کیا کیا دم نظارۂ شمشاد ہم

خاک ہوکر آپڑی تو ہین کسیکی راہ مین
ہو نجائین جو صبا کے ہاتہہ سی برباد ہم

گہر سے نکلے جو شہین اور پہر پتا اپنا نہین
نکہت گل کیطرح سے ہو گئے برباد ہم

اپنے ویرانے پہ آتی ہین بہت کچھہ حسرتین
دیکھہ لیتے ہین اگر بستے کوئی آباد ہم

دور گلشن سے پری فصل خزان بیطاقتی
اب چہٹے بہی تو چہوڑین خانۂ صیاد ہم

کہو دئے ہین کسقدر جوش محبت مین حواس
آپ ہی بیداد گر سے چاہتے ہین داد ہم

کسطرح پہنچینگے یارب منزل مقصود کو
ہی سفر در پیش اور رکہتے نہین کچھہ زاد ہم

رات دن صحرا نوردی ہی مگر مجنون نہین
کاٹتے ہین کوہ غم لیکن نہین فرہاد ہم

آپ کے جور و ستم سر پر ہمارے ہین مگر
یہہ تو کہہ دیجے کہ ہونگے بہی کسیدن شاد ہم

جوش وحشت نے خبر دی ہی کہ آپہنچی بہار
جائین اور اہل چمن کو دین مبارکباد ہم

لاکہہ ہم کہتے ہین تمسے ایک بہی سنتے نہین
دل مین آتا ہی کہ تم شیرین بنو فرہاد ہم

اب نہ کچھہ صیاد کا ڈر ہے نہ فکر باغبان
دام الفت مین الجہکر ہو گئے آزاد ہم

ساتہہ ہی رہتی ہین ہردم انکے سایہ کیطرح
بدگمانی سے بنے ہین صورت ہمزاد ہم

ایک ملک اُنسے کس کس نام سے مشہور ہین
زار ہم مہجور ہم مغموم ہم ناشاد ہم

غیرت مجنون ہین ہم گر رشک لیلی آپ ہین
رشک شیرین آپ ہین تو غیرت فرہاد ہم

کہینچتے ہین صفحۂ دل پر کسی بت کی شبیہ
آج اپنے وقت کے ہین مانی و بہزاد ہم

ای ستمگر ہو گئے کیا کیا نہ الفت مین تری
جیسے صحرا مین سراب اور جیسے دریا مین حباب

یا الٰہی پھر وہ دن ہو پھر کوئی آئے یہان
آپ کیون ناشاد فرماتے ہین ہمکو بار بار

مبتذل ہم بے وطن ہم خاک ہم برباد ہم
اپنی ہستی کی سمجھتے ہین یہی بنیاد ہم

پھر سنین ایک اک سے گلبانگ مبارکباد ہم
سن لیا ان سن لیا ناشاد ہم ناشاد ہم

سکھائے اگر وہ مرا کہتے ہین رونق ناز سے
ہے سبکدوشی تری ورنہ نہین جلاد ہم

سر جائے یار سے مگر اک روز جا کے ہم
لائین ادا انکو چال سے لائین منا کے ہم

حیران ہین رشک و ہجر کے صدمے اٹھا کے ہم
پچھتا رہے ہین اب تو بہت دل لگا کے ہم

بیٹھے بٹھائے اسکے شبستان مین جا کے ہم
آئے تباہ ہو کے دل و دین لٹا کے ہم

جیتے ہین ہجر یار کے صدمے اٹھا کے ہم
مرتے نہین بنے ہین مگر کس بلا کے ہم

کیون دل دیا کہ مبتذل و خوار یون ہوئے
قائل ہین اپنے دل مین خود اپنی خطا کے ہم

چشم نگاہ مہر کسی سے نہین رہی
بیٹھے ہین اب خدا کیطرف لو لگا کے ہم

شوخی سے نقش پا بھی زمین پر جما نہین
مرتے ہین دیکھنے پہ ترے نقش پا کے ہم

ابتر ہے حال و ہمدم آزار عشق سے
قائل نہین ہین مگر کسیکی دوا کے ہم

کافر کی شان ہی سے نہین مہر و التفات
سو واسطے بھی اسکو اگر دین خدا کے ہم

بڑھکر کہا کہ یہہ ہے رہ خانۂ رقیب
لائین ہین کس فریب سے انکو لگا کے ہم

در پر پڑے ہین آپکے ہوتے ہو تنگ کیون
لیجائین یہان سے گھٹے تو بستر اٹھا کے ہم

قاتل نے آج قتل کیا تیغ سے ہمین
عصیان سے پاک ہو گئے خون سے نہا کے ہم

بوجھہ اور وہ بوجھہ جو نہ ملائک سے اٹھہ سکا
وہ بار عشق لائین ہین سر پر اٹھا کے ہم

کیا پوچھتے ہین آپ کہ کیا حال ہے کہو
مارے ہوئے ہین آپکی بانکی ادا کے ہم

دریائے غم سے ڈوبتے ترتے اُتر گئے
ممنون ہوئے کبھی نہ کسی آشنا کے ہم

یہہ ہی رہی جو کم نگہی وان تو دیکھنا
اک روز سو رہینگے کہین سہر کھا کے ہم

آتا ہے جیبین تنگ تغافل کو دیکھکر
پھٹکین کبھی نہ پاس اب اُس بیوفا کے ہم

قاتل نے ہاتھ اُٹھا کے لگائی نہ تیغ تیز
شرمندہ ہو کے رہ گئے گردن جھکا کے ہم

کوئی نہ آشنا ہے کسیکے ہین آشنا
ہین آشنا تو اک بت نا آشنا کے ہم

۱۶۰

رونق یہہ عزم ہے کہ چلین کوئے یار مین
جاتے ہین اپنے پاؤن سے مونہہ مین بلا کے ہم

مر گئے دردِ ہجر کے صدمے اُٹھا اُٹھا کے ہم
لائین تو کب تک اُنکو لائین روز منا منا کے ہم

دل کو جلا جلا کے ہم اشک بہا بہا کے ہم
مر گئے غم مین بٹ گئی رنج اُٹھا اُٹھا کے ہم

حال زبون و زار کو اپنے سنا سنا کے ہم
روئے اور آب ہو گئے دلکو گھلا گھلا کے ہم

جذب طلب سے یہان بٹھائین تمکو بلا بلا کے ہم
شوق کی شورشین مٹائین حشر اُٹھا اُٹھا کے ہم

لاکھ نہون وہ مہر خو راہ پہ لائینگے مگر
اشک بہا بہا کے ہم نالے سنا سنا کے ہم

ہجر سے تنگ آ گئے کیونکہ سبیل وصل ہو
کہتے ہین درد اور سے اُنکو سنا سنا کے ہم

تذکرہ آپکا ہے کیا فکر ہے اپنی شوق کی
جائینگے کوئے غیر مین مونہہ کو چھپا چھپا کے ہم

سوز فراق یار ہے گریہ نہین ہے بے سبب
آتش دل بجھاتے ہین اشک بہا بہا کے ہم

چھپتے ہو اب تو ہم سے تم وہ بھی کوئی زمانہ تھا
رکھتے تھے چشم سے تمہین دلمین چھپا چھپا کے ہم

خواہش قتل کا بیان انسے کیا تو یون کہا
قتل کرینگے آپ کو خوب جلا جلا کے ہم

گریۂ چشم تر سے ہی راہ خراب نادرست
رکھتے ہین کوئے یار مین پاؤن جما جما کے ہم

پاس رضای یار ہے رشک سے بحث ہے کسے
کیون نہ رقیب کو ٹھا مین پاس بلا بلا کے ہم

تیغ ہے اور گلو مرا آپ اگر نہ آئینگے
لائینگے راہ پر یونہین اُنکو ڈرا ڈرا کے ہم

کوئی مراد بھی ملے عاشقِ نامراد کی
وصل کی جو کرین دعا ہاتھ اُٹھا اُٹھا کے ہم

تاب نہین ہے ضبط کی راز بلا سے فاش ہو
ہجر مین روئین تا کجا مونہہ کو چھپا چھپا کے ہم

کچھہ نہین یار کا قصور اپنی خطا ہے واقعی
آپ ہوئے ہین مبتلا عشق جتا جتا کے ہم

۱۶۲

رونق خستہ وصل مین نالے نہین ہین بے سبب
قصۂ غم سناتے ہین اُنکو جگا جگا کے ہم

تیری صورت کو دیکھتے ہین ہم
اُسکی قدرت کو دیکھتے ہین ہم

اُنکی صورت کو دیکھتے ہین ہم
اپنی حسرت کو دیکھتے ہین ہم

حسن و صورت کو دیکھتے ہین ہم
آدمیت کو دیکھتے ہین ہم

اُن کے قامت کو دیکھتے ہین ہم
اک قیامت کو دیکھتے ہین ہم

اُسکی رحمت کو دیکھتے ہین ہم
اپنی غفلت کو دیکھتے ہین ہم

غم کی کثرت کو دیکھتے ہین ہم
دل کی وسعت کو دیکھتے ہین ہم

وہان بلایا یہان ہوئے بیمار
رنگ قسمت کو دیکھتے ہین ہم

نظر آتی ہین حسرتون سے بھری
جسکی تربت کو دیکھتے ہین ہم

اُن سے بڑھکر ہے اور کیا نعمت
خود بدولت کو دیکھتے ہین ہم

نظر آتی ہے یار کی صورت
جسکی صورت کو دیکھتے ہین ہم

ہم بھی دیکھین سحر ہو کب تک
شبِ فرقت کو دیکھتے ہین ہم

بار الفت اُٹھا لیا سر پر
اپنی ہمت کو دیکھتے ہین ہم

ہمکو حیرت سے دیکھتی ہے خلق — اور خلقت کو دیکھتے ہین ہم

زلف و رخ پر نظر نہین اپنی — ہان طبیعت کو دیکھتے ہین ہم

کس سے ملتے ہو ربط ہی کس سے — اُسکی قسمت کو دیکھتے ہین ہم

آج جاتے ہین اُنکے کوچہ مین — باغ جنت کو دیکھتے ہین ہم

پوچھتے کیا ہو دیکھتے کیا ہو — اپنی قسمت کو دیکھتے ہین ہم

سجدے کرتا ہون مین تو کہتے ہین — حسن نیت کو دیکھتے ہین ہم

جس سے وہ ہمکلام ہوتے ہین — اُسکی صورت کو دیکھتے ہین ہم

دل کے آئینہ مین سدا رونق — اُنکی صورت کو دیکھتے ہین ہم

بیمروت ہو بے وفا ہو تم — اپنے مطلب کے آشنا ہو تم

لطف یہہ ہے اگر نبا ہو تم — تم کو ہم چاہین ہمکو چاہو تم

سحر ہو قہر ہو بلا ہو تم — تم ہی کہدو نہ مونہہ سے کیا ہو تم

عاشقِ گیسوئے دوتا ہو تم — حضرتِ دل بڑی بلا ہو تم

زیست اور موت ہے تمہارے ہاتھ — توبہ توبہ مگر خدا ہو تم

دیکھکر تم کو مرہی جاتے ہین — عاشقون کے لئے قضا ہو تم

عیب کیسا ہے بیوفائی کا — ہم نے مانا کہ خوش ادا ہو تم

شرط انصاف مقتضی کب ہے — ہم تو چاہین ہمین نہ چاہو تم

ہے سروکار یہان محبت سے — بیوفا ہو کہ باوفا ہو تم

کوئی دم مین وہ آنیوالے ہین — حضرتِ غم بس اب ہوا ہو تم

حضرتِ غم تمہین نہ چھوڑین گے
کہ ہمارے لئے غذا ہو تم

حضرتِ دل تمہین قیامت ہو
اُن کو کہتے عبث برا ہو تم

زلف کا جال بہی ہے میرا سا
سچ کہو کسپہ مبتلا ہو تم

بزم اپنی تمہین سے روشن ہی
حق تو یہہ ہے کہ مہ لقا ہو تم

اسلئے سب سے مونہہ چھپاتے ہو
اپنی صورت پہ مبتلا ہو تم

تم ہو بزم غیر مین سب جھوٹ
کیا مری آہ نارسا ہو تم

شوخیون مین ہے ایک بے تابی
کشتۂ خنجر ادا ہو تم

ذبح کرتے ہین ناز اور انداز
کیونکہ کہدون کہ خوش ادا ہو تم

تمکو کیا خوفِ حشر حضرتِ دل
عاشقِ شاہِ کربلا ہو تم

کوئی نکلی نہ آرزو دل کی
کس مرض کی کہو دوا ہو تم

حال کہلتا نہین ہی کچہہ رونق
رند ہو تم کہ پارسا ہو تم

اُن سے ملکر جب کہین جاتے ہین ہم
وہ ہمین اور اُنکو رلواتے ہین ہم

اب اُنہین دل دیکے پچہتاتے ہین ہم
ہی تو یون اپنا کیا پاتے ہین ہم

غم سے جب بیہوش ہوجاتے ہین ہم
پہر مشکل ہوش مین آتے ہین ہم

پاس جب اُن کے پہنچ جاتے ہین ہم
دل ہی دل مین اپنے اتراتے ہین ہم

گیسوئے جانان کو سلجہاتے ہین ہم
سر پر اپنے اک بلا لاتے ہین ہم

پاس اُنکے جب کبہی جاتے ہین ہم
کیا لطافت ہے نہین پاتے ہین ہم

اب اُسے لاتے ہین یہان جاکے ہین ہم
دلکو یہہ کہہ کہکے بہلاتے ہین ہم

دل نہین عشق حسینان چھوڑتا
سو طرح سے اُسکو سمجھاتے ہین ہم

ہجر آنکھون سے نہ دکھلائے خدا
نام سنتے ہین تو ڈر جاتے ہین ہم

دوست اُس کوچہ سے لاتے ہین ہمین
آپ سے اُٹھکر نہین آتے ہین ہم

عشق مین اُس شوخ کے کہا کہاکے گُل
بلبلون سے ہاتھہ کٹواتے ہین ہم

غیر نے اُنکے لگائی ہے حنا
جھوٹ ہو تو ہاتھہ کٹواتے ہین ہم

حیف سونہہ اُنکے لگین ایسے ذلیل
بات کرتے جن سے شرماتے ہین ہم

بھول جاتا ہے وہ سیر بوستان
جسکو دل کے داغ دکھلاتے ہین ہم

دل جلا جاتا ہے سوز رشک سے
آگ مین دلکی جلے جاتے ہین ہم

وہ پلائی ہے ہمین ساقی شراب
حشر تک کب ہوش مین آتے ہین ہم

ہین سدا سر پر خطا کیونکر کہین
عرض کرتے اُنسے شرماتے ہین ہم

جب سے خون دل پیا اور کہائے غم
اب نہ کچھہ پیتے نہ کچھہ کہاتے ہین ہم

غیر سے خلوت نہین ہم سے کلام
ایسی نفرت ہے تو لو جاتے ہین ہم

کشتیون پر اہل دنیا بیٹھہ جائین
اشک اب آنکھون سے برساتے ہین ہم

آج تو کچھہ ہو مگر اُس شوخ کو
جان سے جاتے ہین یا لاتے ہین ہم

سچ تو یون ہے دیکے دل اُس شوخ کو
دل ہی دل مین اپنے پچھتاتے ہین ہم

اور اک کافر سے ملکر بزم مین
اُس بت ترسا کو ترساتے ہین ہم

وہ تو رہ کہکر کان کچھہ سنتے نہین
بیخودی مین اپنی ہی گاتے ہین ہم

دل تو پہلے دیدیا اُس شوخ کو
فائدہ کیا اب جو پچھتاتے ہین ہم

ناصح مشفق نہ سمجھاؤ ہمین
تمکو سیدہی طرح سمجھاتے ہین ہم

داغہاے غم سے دل معمور ہے
یہہ خزینہ کسکو دکھلاتے ہین ہم

وعظ مین تہا حور و غلمان کا بیان
وہ ادا اُس شوخ مین پاتے ہین ہم

پاس جب ہوتا نہین کوئی تو پہر
دل ہمین اور دلکو سمجہاتے ہین ہم

ہی بجا کر ہم سے وہ راضی رہین
حکم اُنکے سب بجا لاتے ہین ہم

اُسکے کوچہ کا بہی لپکا تہر سے
گالیان کہاتے ہین اور جاتے ہین ہم

اپنے عصیان اُسکی رحمت دیکہکر
دل ہی دل مین اپنے شرماتے ہین ہم

جو ادا ہے اُس سراپا ناز مین
وہ کسی مین بہی نہین پاتے ہین ہم

عمر گذری غم ہمین کہاتے ہوئے
اور کہانتک دیکہئے کہاتے ہین ہم

بے بلائے اُن کے ناصح کب گئے
وہ بلاتے ہین تو ہان جاتے ہین ہم

خانمان برباد ہوکر عشق مین
خانمان برباد کہلاتے ہین ہم

عیب کے دل رونق بصد لطف و خوشی
دلربائی اُنکو سکہلاتے ہین ہم

ردیف نون ۱۶۴

پیہم جو خدنگ نگہہ یار پڑی ہین
میرے دل مجروح مین سو غار پڑی ہین

کوچہ مین تری سینکڑون اغیار پڑی ہین
ہر راہ چمن بند بہت خار پڑے ہین

میخانہ مین اس رنگ سے میخوار پڑی ہین
یہان پانچ پڑی ہین تو وہان چار پڑی ہین

بیجا ہوئی وہ ناوک جگر و دل کو تو اچہا
یون ہی مری سینہ مین یہہ بیکار پڑی ہین

کوچہ مین تری ہے تری کشتونکی یہہ صورت
دو چار تڑپتی ہین تو دو چار پڑے ہین

مونس نہ ہے نہ غمخوار کوئی کنج لحد مین
کیا گوشۂ تاریک مین ناچار پڑے ہین

تشہیر کا یا حکم ہو یا دفن کا انکی
قاتل تری کشتے سر بازار پڑے ہین

جب روئے ہین درد و غم فرقت مین تو کیا کیا
قدمون پہ ہمارے در و دیوار پڑے ہین

جو کچھہ ہو جفا و ستم و جور سہین گے
پالے ہی ترے او بت عیار پڑے ہین

اے فصل خزان زور ترا خاک مین ملجائے
گلزار مین پھولون کی جگہہ خار پڑے ہین

ہے سیر کہ اک قاتل نازک کی ادا سے
کشتون کے جدہر دیکھئے انبار پڑے ہین

ہے سبکو گمان دامن قاتل مین گل ہین
چھینٹے جو مرے خون کے دو چار پڑے ہین

رہنے دے پئے بخیۂ زخم جگر و دل
اے دست جنون جیب مین دو تار پڑے ہین

رونق ہے غضب جوش مین دریاے محبت
گرداب مین لاکھون ہی ہوسکار پڑے ہین

ٹھہر جاتے ہین کاہے گاہ گہہ کراہ چلتے ہین
مسافر ہین تھکے ہین ناتوان ہین راہ چلتے ہین

عدم کا عزم ہے ابکے بسم اللہ چلتے ہین
جو ملنا ہی تو مل لے وہ نہ ہمراہ چلتے ہین

پری گلگشت جب وہ مثل مہر و ماہ چلتے ہین
حیا و عشوہ و ناز و ادا ہمراہ چلتے ہین

بوقت گفتگو جو دیکھتا ہے قتل ہوتا ہے
تمہارے ہاتھہ کیا تقریر مین واللہ چلتے ہین

حسینون سے خدا محفوظ ہی رکھے کہ خلوت مین
غضب نیچون کے بل تن تن کے یہ گمراہ چلتے ہین

ٹھہر سکتے ہین جب ہم آمد فصل بہاری کی
گریبان پر ہمارے ہاتھہ کیا واللہ چلتے ہین

جہان کشتی ہے اور اہل جہان کشتی نشین اسکے
عدم کو جائینگے بیٹھے ہوئے ہین خواہ چلتے ہین

پرستش ہے اسی خالق کی گو فرق مذاہب ہے
پہنچتے ہین وہین سب اپنی اپنی راہ چلتے ہین

ہماری دل ہمارے سر کو جب کھینچے ہین وہ
تو وہ کہتا ہے ٹھہرو ہم بھی تو ہمراہ چلتے ہین

یہہ رونق کہکی ہمسے قیس سوئی دشت جاتا ہی
کہ اب رخصت ہی حضرت بندۂ درگاہ چلتی ہین

بہار آئی ہی پہر وحشت کے سامان ہو جاتے ہین
جنونکا زور ہی آباد زندان ہو جاتے ہین

تری الطاف جو مجہپر مریجان ہو جاتے ہین
مری سب کارہائی مشکل آسان ہو جاتی ہین

ستم سی تیری اکثر شہر ویران ہو جاتے ہین
بہت حسرتکدہ گنج شہیدان ہو جاتے ہین

نمود حسن عالم آشنا کچہہ ہوتی آتی ہے
وفور داغ سی سینے گلستان ہو جاتی ہین

محبت مین ستم سہنی کے خوگر ہو گئے ایسے
کہ باز آتی نہین ہم اور پشیمان ہو جاتی ہین

رکہا ہی آئینہ پیش نظر ہر ہفت ہوتا ہی
ہماری قتل کے طیار سامان ہو جاتی ہین

جو ٹپکا قطرہ اپنی چشم سی طوفان بپا ہوگا
ابہی تو جمع آنسو زیر مژگان ہوتیجاتی ہین

جراحت اپنی دلکی ہو گئی لذت طلب ایسی
کہ اب خالی نمکدان پر نمکدان ہو جاتی ہین

زمانہ کو الٹ مارا تمہاری زلف و عارض نے
مسلمان کافر اور کافر مسلمان ہو جاتی ہین

وہ جو مجنون مجہسی ملتے ہین تو میری داغہائی دل
مہ کاہیدہ کی مانند پنہان ہو جاتی ہین

پس مردن ہوا ہی عشق کا اپنی اثر ظاہر
وہ میری نعش کے ہمراہ گریان ہو جاتی ہین

رہیگی اب نہ مطلق حسرت و حرمانکی گنجایش
تری تیرونکی دلمین جمع پیکان ہوتیجاتی ہین

صبا گستاخ دستی کر رہی ہی انکی گیسو سے
الجہتے ہین وہ مجہہ سی اور پشیمان ہوتیجاتی ہین

حسین اوّل تو کچہہ ایسے غضب ہوتی نہین رونق
جوان ہوتے ہین جو مجنون آفت جان ہو جاتی ہین

۱۹۷

جلوۂ حسن صنم دیکہا شب مہتاب مین
عکس اسکا مہ مین ایسا ہی کہ مہ کا آب مین

جو بزرگون سے لڑیگا یون ہی مارا جائیگا
ورنہ کچہہ رستم سی قوت کم نہ تہی سہراب مین

حسرت و اندوہ و حرمان نالہ و آہ فغان
اپنی پاس اسباب ہین اس عالم اسباب مین

ڈوبنی مین بہی اسیری کا مزہ ہمکو ملا
سو جمین زنجیر ہی اور طوق ہی گرداب مین

اسقدر بیزار ہے کچھہ مجھسی وہ وحشی مزاج
ذکر ملنے کا تو کیا آتا نہین وہ خواب مین

آپکو تکلیف دی جب دوسرا محفوظ ہو
ساز مطرب سی نکلتا ہی یہ ہر مضراب مین

ہائی جوش بیقراری ہای ہجران ائی ہائی
اندنون ڈوبا ہوا ہون معدن سیماب مین

چہرۂ پر نور مین یون زیر ابرو خال ہے
جسطرح قندیل روشن گوشۂ محراب مین

دین و دل دیتا ہی رونق ایک بوسہ پر اُسے
شیخ صاحب آپ فرماتے ہین کیا اس باب مین

شغل ہے الفت کے ہرگز باز آنیکے نہین
جان سی جب تک تری عشاق جانیکے نہین

جنے قامت سے کسیکے رنج کھینچے ہین بہت
اب قیامت تک کسی سی دل لگانیکے نہین

ہو سکے تو زندگی بہر عیش مین کوشش کرین
پہر دوبارہ حشر تک دنیا مین آنیکے نہین

روٹھکر مین اُنسے آیا اور خود ہی جا ملا
جانتا تہا یہہ کہ وہ ہرگز منانیکے نہین

تم مجھے کچھہ کچھہ سمجھہ جاتے مگر مین کیا کرون
داغہائی دل کسی صورت دکہانیکے نہین

عشق مین جلنا ہنر ہی اور رونا عیب ہے
شمع سان جلجائینگے آنسو بہانیکے نہین

ہر طرف ہی ناوک اندازی ادہر ہی کچھہ بہی
کیا مرا سینہ نگر لایق نشانہ کے نہین

کیا خبر ہو گی اُنہین رونق دل خون گشتہ کی
جب تلک آنکھون سے کوئی آنسو بہانیکے نہین

یون مری آہ کا ہو جائی گذر پتھر مین
کہ نہو برق کا اس طرح اثر پتھر مین

آتش عشق کہین کر گئی گہر پتھر مین
کہ مرے دل کی طرح ہے جو شرر پتھر مین

وہ بہی آفات جہان سی کوئی خالی رہتا — جانور کوئی بناتا ہی جو گہر پتھر مین
مسجد و بتکدہ یکسان ہین نظر مین اپنی — ایک ہی جلوہ سمجھتے ہین جو ہر پتھر مین
دلمین کیا پائین جگہہ اُس بت سنگین دل کے — کسطرح آہ بنائے کوئی گہر پتھر مین
نگہہ شوق سے ایمن نہین سنگ در یار — کہ اثر کر ہی گذرتی ہے نظر پتھر مین
روز سختی مین بہی انسان کو ملیگی روزی — رزق دیتا ہی وہ کیڑی کو اگر پتھر مین

معنی گرم تری شعر مین یون ہین رونق
جسطرح مضمر و مخفی ہون شرر پتھر مین

جب کہا ہمنے کہ ہم کچھہ دل کا کہنے کو ہین — کیا ہی جہنجلا کر کہا پہر آپ کیا کہنے کو ہین
میری بیصبری کہ دشمن کی وفا کہنے کو ہین — سامنے بیٹھے ہین چپ کیا جانئے کیا کہنے کو ہین
ہو تو لے پہلے شریک چارہ سوج غم کوئی — ورنہ سب یہہ آشنا یون آشنا کہنے کو ہین
کچھہ کہلین تجہسی اگر مثل شمیم افشا نہو — ہم بہی اپنا حال تجہسے ای صبا کہنے کو ہین
کیا کہا وہ کچھہ کہین گے بعد ذکر مہر غیر — جو نہ کہنا تہا کہا اب اور کیا کہنے کو ہین
خوب دیکھا سچ مین کوئی بہی کام آتا نہین — غور اگر کیجے تو اپنے اقربا کہنے کو ہین

غیر اگر رونق کو کہتے ہین برا وہ غیر ہین
وہ کہین کیون کچھہ کہ وہ تو آشنا کہنے کو ہین

۲۰۱

گلون نے رنگ بنایا چمن کے پردے مین — نوای بلبل رنگین سخن کے پردے مین
ستم ہی سیر گل و نسترن کے پردے مین — بہت سی خون ہوئی ہین چمن کے پردے مین
یہہ شعبدہ یہہ کرشمہ ظہور ہے کس کا — نہان ہی کوئی تو چرخ کہن کے پردے مین
تم اور بزم طرازی سے کچھہ غرض مطلب — کہ عدو کی طلب انجمن کے پردے مین

پڑہے جو شعر تو کہنے لگے وہ شوخی سی — سنا نہ حالِ دل اپنا سخن کے پردی مین
اُٹہا کے دیکہہ تو آنکہون سی پردۂ غفلت — وہی ہی پردہ نشین جان و تن کے پردی مین
تری کلام پہ بسمل ہین لیلی و شیرین — بہت سی خون چہپی ہین سخن کے پردی مین
جگر کو چاک کیا پاسِ ضبط و اخفا سے — جنون کے ہاتہہ کہلے پیرہن کے پردی مین
ہمین ہی کوچۂ دشمن مین خاک اُڑانی تہی — حجاب اُٹہہ گئے دیوانہ پن کے پردی مین
جہلک رہے ہین شکر خندسا تہہ زخمون کے — تری شہید کہلے ہین کفن کے پردی مین
جگر دریدہ ہین یا سینہ چاک ہین کشتے — اجل نہان ہی کسی تیغ زن کے پردی مین

مجہے وہ دیکہہ کے مجنون کہتے ہین رونق
چہپا نہ عشق کو دیوانہ پن کے پردے مین

چلنی سے ہو گئی ہین کئی لاکہہ من کے پانون — ایسی تہکے ہین راہ مین اس خستہ تن کے پانون
اُس در پہ لیچلے ہین مجہے برق بنکے پانون — دشمن ہوئی ہین کیا ہی مری جان و تن کے پانون
ثابت قدم یہ ہی کہ جلی سر سے پانو تک — لیکن رکہا نہ شمع نے باہر لگن کے پانون
راہِ طلب مین اُسکی یہہ کہتا ہون دمبدم — ملتے بلا سے مجکو عوض سب بدن کے پانون
آتے ہی تیری لب کی زیارت کو وہ نگر — یاقوت ہی کے ہین نہ عقیق یمن کے پانون
تیری غزال چشم کی شوخی کو دیکہکر — بہولے ہین اضطراب سے کیا کیا ہرن کے پانون

۲۰۳

لافِ وفا ہی غیر چلی امتحان پہ کیا
رونق کہین ہوئی بہی ہین چہوٹے سخن کے پانو

ذرا نجات ملے غم سے ایک ہفتہ مین — ملا کرین وہ اگر ہم سے ایک ہفتہ مین
ترا علاج ہو کیا چارہ گر جو زخم مرے — ہوئی نہ بہ تری مرہم سے ایکہفتہ مین

عدو کا سوگ وہان تین دن کی رسم نہین
فراغ پائینگے ماتم سے ایک ہفتہ مین

بجائی دشت وجبل ہو تمام عالم آب
کہین جو دیدۂ پرنم سے ایک ہفتہ مین

یہہ سات پانچ کی باتین ہمین نہین آتین
کہینگے صاف ملو ہم سے ایک ہفتہ مین

یہہ مشق گریہ کچھہ ای چشم تر چلی جائے
کہ اب مقابلہ ہے یم سے ایک ہفتہ مین

ہلین تو خاک ہلین تین چار دن کے لئے
کہ آپ ہونگے جدا ہم سے ایکہفتہ مین

۲۱۴

کبھی کبھی جو ملے وہ رمیدہ خو رونق
تو اُسکو رام کرین دم سے ایکہفتہ مین

رکھین جو تیری الفت دل مین
اب نہین اتنی طاقت دل مین

وہان نہوئی کچھہ الفت دل مین
مٹ گئی دل کی حسرت دل مین

داغون کی ہے کثرت دل مین
باغ ہے دل کی بدولت دل مین

آنکھون مین بھی کچھہ جھلک آتی
ہان نہین کچھہ بھی محبت دل مین

ناز اُٹھائے رشک اُٹھائے
ایسی کب ہے طاقت دل مین

آتش غم سے کثرتِ گل سے
دوزخ دل مین جنت دل مین

ارض و سما تک اسمین سمائین
رکھتے ہین یہہ کچھہ وسعت دلمین

شیشہ مین یہہ بند پری ہے
یا ہے اُسکی صورت دل مین

برق بھی ادنے ذرہ بھی اُسکا
ایسی کچھہ ہے حرارت دل مین

رنج کا سہنا غم کا اُٹھانا
آئی کہان سے طاقت دل مین

چین کی کوئی شکل نہین ہے
جب سے بسی وہ صورت دلمین

عرش ہے نیچا اپنی نگہہ مین
کتنی سمائی رفعت دل مین

کوئی طرح ہو چین نہیں ہے — درد کی ہے یہہ شدت دل مین

وصل بہی ہوگا اک دن رونق
لیکن رکہہ تو ہمت دل مین

کچہہ تو ہو مجہہ پہ ترا لطف و کرم کچہہ بہی نہین — نہ عنایت نہ تملق نہ ستم کچہہ بہی نہین
دل وہی جان وہی تاب دل و جان ہے وہی — فی الحقیقت وہی کچہہ چیز ہی ہم کچہہ بہی نہین
زر کی پرسش ہی وہان ہمکو وہ پوچہین کیونکر — کہ یہان دل کے سوا دام و درم کچہہ بہی نہین
دیکہکر حور و پری نے دم نظارہ کہا — سامنے اُس چمن حسن کے ہم کچہہ بہی نہین
گفتگو غیر سے کرتے تہے جو پوچہا ہم نے — تو کہا ہنسکے تری سر کی قسم کچہہ بہی نہین
یون کہا شکوہ پر اُسنے کہ ابہی مرگئیو تم — اور ابہی تم پہ ہوا جور و ستم کچہہ بہی نہین
ایکدم مین ہی پہنچتا ہی وہ انتک رہرو — پاس ہی منزل رہ ملک عدم کچہہ بہی نہین
نہ یہان ہے نہ وہان ہی وہ کہین اور ہی ہے — منزل دوست مین یہہ دیر و حرم کچہہ بہی نہین
نام ہی نام سنا تار کمر کا تیرے — ہنسے دیکہا تو تری سر کی قسم کچہہ بہی نہین

۲۰۶
سینکڑون قافلے یارون کے چلے جاتے ہین
تو وہ غافل ہی کہ رونق تجہے غم کچہہ بہی نہین

شکوہ بیجا ہے مرا اُسکو اگر پاس نہین — وہ ہنر دوست یہان کوئی ہنر پاس نہین
دور مجہہ سے ہوئی ہوش و خرد و تاب و توان — جب سے وہ روح دل و جان و جگر پاس نہین
مین تو اس فکر مین دن رات گہلا جاتا ہون — کہ سفر سر پہ ہے اور زاد سفر پاس نہین
یا وہ کچہہ وعدہ و اقرار تہی یا وہ اغماض — بات کا کچہہ تجہے اے رشک قمر پاس نہین

اُسنے مدت مین یہہ اقرار کیا ہی رونق

ہم وہان جائینگے بیٹھینگے مگر اس نہین

تری قتیل کا کسکو قلق فلک پہ نہین
فلک بہی خون ہی روتا شفق فلک پہ نہین

رہی یہہ مملکتِ ہند حشر تک آباد
زمین تو کیا ہے کہ ایسا طبق فلک پہ نہین

شب فراق مین صدمون سی میری نالون کے
نہین ہی کوئی کہ موہہ جسکا فق فلک پہ نہین

نہین فلک پہ نہین کام تیرے وحشی کا
کہ کوئی بادیۂ لق و دق فلک پہ نہین

زمین کو جہانکتے ہین کیون یہہ اختران فلک
گئی جو یار کی بوئی عرق فلک پہ نہین

مری فغان کیطرح سے فلک ہلا دیتا
یہہ خیر ہی کہ کوئی سینہ شق فلک پہ نہین

مین اسکو باز رکہون کیونکہ ظلم ناحق سے
غضب یہہ ہے کہ مرا کوئی حق فلک پہ نہین

کسیکے عارض رنگین کو دیکہکر سر شام
اڑا یہہ رنگ چمن ہی شفق فلک پہ نہین

ہو لگا ہی بہت موہہ کو بیگنا ہون کا
کہلا ہی رنگ یہہ اسکا شفق فلک پہ نہین

جہان ہی مین نہین فرد اسکے گہر کی زمین
ملک بہی کہتی ہین ایسا طبق فلک پہ نہین

نہین زمین پہ مجہہ سا شکستہ دل کوئی
مری طرح سے کوئی سینہ شق فلک پہ نہین

زمین پہ بہی تو اسی کا ظہور ہے رونق
فقط یہہ جلوۂ انوار حق فلک پہ نہین

۳۰۸

رنگین حنا سے ہین مری دلبر کے ہاتہہ پانون
ہی جسم سیم کا گل احمر کے ہاتہہ پانون

کیا نرم نرم ہین مری دلبر کے ہاتہہ پانون
گویا بنے ہوئی ہین گل تر کے ہاتہہ پانون

مقتل مین اسنے تیغ زنی کی ہی اسقدر
اکثر کے سر پڑی ہین تو اکثر کے ہاتہہ پانون

سبکا گرہ کشا ہے زمانہ مین ہی رواں
اور سپہ ہی عجب کہ نہین زر کے ہاتہہ پانون

کیا فرق تہا بس ایک مقدر کا فرق تہا
ہم سے ہی تہی ہو گر نہ سکندر کے ہاتہہ پانون

تڑپے دم اخیر تو دل کھول کر ذرا　　قاتل نہ باندہ تماشئِ بدہ طرح کہ ہاتہہ پانون

رونق تڑپ قتیل ادا کی تو دیکھہ تو
کیا چل رہے ہین کشتہ بسمل کے ہاتہہ پانون

ہی جدا پہلو سی وہ جان جہان برسات مین
تفرقہ ڈالا ہی کیا ای آسمان برسات مین

تو جدا ہی ہمسے ای جان جہان برسات مین
سر کو ہم پہوڑین کہان جائین کہان برسات مین

جب ہوئی دل مین کدورت اشک ٹپکے چشم سے
سچ ہی ہوتا ہی مکدر آسمان برسات مین

ابر گریہ مین زیادہ ہی کہ چشم تر مری
اک تماشا جان کر لے امتحان برسات مین

گر گیا ہے قصر تن اپنا وفور گریہ سے
منہدم ہوتے ہین ہان اکثر مکان برسات مین

لخت دل مژگان مین وقت گریہ ٹہرے کسطرح
کب نیستان مین رہا شیر ژیان برسات مین

گریہ و زاری سی تیری کیون ہو وہ خشمگین
گرمئ خورشید ہوتی ہی عیان برسات مین

سیر کو جاتے ہین گلرویان گلگون پیرہن
ہر چمن ہوتا ہی گلزار جنان برسات مین

اشکباری مین ہی رونق آہ سوزان اسطرح
جیسے کڑکین اور چمکین بجلیان برسات مین

۳۱۱

فلک پر جو ہمیشہ جامۂ تطہیر سیتے ہین
مگر تیری قبا ای مہر پر تنویر سیتے ہین

بہت احباب پیراہن بصد تدبیر سیتے ہین
مری وحشت کو دیکھین کیا یہ ہہ تاثیر سیتے ہین

کہون کیا مین کہ وہ تار نگاہ قہر سی اپنی
وہان شکوہ کو میری دم تقریر سیتے ہین

ترے مجروح کے زخمونکو کچھہ جراح سمجھے ہین
کہ لیکر رشتۂ تار دم شمشیر سیتے ہین

بیان مدح دشمن مین یہہ رک کر دیکہنا مجھکو
مگر کیا آپ چاک دامن تقریر سیتے ہین

مری زخمون کے کس منہ سے ادا ہو شکر قاتل کا
لب زخم جگر کو بنکے سوزن تیر سیتے ہین

مریض عشق کی اپنے حقیقت پوچھتا ہی کیا
کفن اس جان بلب کا لوگ بی تاخیر سیتے ہین

مری چاک گریبان ہین عبث الجھا وہی ناصح
کہین دیوانگان بستۂ زنجیر سیتے ہین

جگر پھٹتا ہے کیا کیا سعی بے صرفہ پہ یارونکی
مری زخم جگر کو ہائی رے تقدیر سیتے ہین

رفو کا نام بد کرتے ہین کیون یہہ بخیہ گر ناحق
کبھی بہولے سے بہی زخم دل نخچیر سیتے ہین

مری وحشت کو باندہین چارہ گر ہاتھونکو کچھہ توڑین
مرا چاک گریبان کیا یہہ باتدبیر سیتے ہین

۲۱۱

نہین کچھہ حاجت ملبوس رونق خاکسارون کو
کہ پیراہن تو بہر صاحب توقیر سیتے ہین

یار کا جب سے پتا کچھہ ہمین معلوم نہین
زندگی چیز ہے کیا کچھہ ہمین معلوم نہین

تیری بیمار کو دیکھا تو طبیبون نے کہا
تپ فرقت کی دوا کچھہ ہمین معلوم نہین

لیگئی سامنے پہلو سے چرا کر دل کو
اور جو پوچھا تو کہا کچھہ ہمین معلوم نہین

کچھہ یہہ بگڑے کہ وہ بیداد کی بہی چہٹر گئی
کیا ہوئی ہمسے خطا کچھہ ہمین معلوم نہین

محو نظارہ ہوئی یہہ کہ ترا تیر نگاہ
آکے کب دل مین لگا کچھہ ہمین معلوم نہین

مست شادیٔ شب وصل ہوئی کچھہ ایسے
کہ وہ کب آکے گیا کچھہ ہمین معلوم نہین

ابھی تقدیر مین ہین رنج اٹھانے کیا کیا
اپنی قسمت کا لکھا کچھہ ہمین معلوم نہین

۲۱۲

بعد مرنے کے بد و نیک کہیلگا رونق
یہان بہلا اور برا کچھہ ہمین معلوم نہین

قامت و زلف دراز و پرشکن کی فکر مین
آپ ہین اپنے لئی دار و رسن کی فکر مین

کل جنہین تسکین نہ تہی تر مین تن کی فکر مین
آج انکی دوست پہرتے ہین کفن کی فکر مین

چشم و گیسو کی تری شہرت غضب صیاد ہے
پڑ گئی ہین سب ختن والے ختن کی فکر مین

مشغلہ غم کا وسیلہ زیست کا فرقت مین ہے
دن کٹے جاتے ہین کچھہ رنج ومحن کی فکر مین

صورتِ عنقا کسی صورت سے آتا تھہ آتا نہین
مین ہون گم مدت سے مضمونِ دہن کی فکر مین

روح بہی بہٹکے گی بیشک سیب جنت کیلئے
مر رہا ہون بوسۂ سیبِ ذقن کی فکر مین

گہات سے ہوتا ہے مثلِ صید مضمون کا شکار
اسلئے خاموش رہتا ہون سخن کی فکر مین

آخر اک دن بیچین نالون کے میری آگیا
تہا مین اک مدت سے اس چرخ کہن کی فکر مین

فکر مین رہتا ہے رونق رنج انسان کو مگر
کیا مزا ہے یہہ کہ ہے لذت سخن کی فکر مین

چپکے بیٹھے ہو کیون خفا تو نہین
غیر نے تم سے کچھہ کہا تو نہین

کوئی بگڑو مگر کہون گا سچ
کوئی دنیا مین آشنا تو نہین

خونِ عاشق ملا ہے ہاتھون مین
کچھہ کہو سرخیٔ حنا تو نہین

تو ہی اے آہ جا کہین وہانتک
حال کہتی مرا صبا تو نہین

حکم مین مرگ و زندگی کیون ہے
بُت ہی ہے وہ کوئی خدا تو نہین

صید وابستہ سا پھڑکتا ہے
دل کسی دام مین پہنسا تو نہین

جہوٹ کہتے ہین تمکو عیسیٰ لب
دلِ مردہ مرا جیا تو نہین

دل یونہین خود بخود لرزتا ہے
کاکل یار ہے بلا تو نہین

بختِ عاشق ہے کچھہ مشابہ شب
زلف اُسکی کوئی بلا تو نہین

سنکے پتھر جسے ہوا پانی
کہین میرا ہی ماجرا تو نہین

بک رہے ہو بہلا برا رونق
سچ کہو تمنے کچھہ پیا تو نہین

ہر چند وہ حجاب کی صورت ذرا نہین / لیکن خجل وہ آئینہ طلعت ذرا نہین

اچھا ہو جو اُن کو محبت ذرا نہین / مرتا ہون خوبیون پہ شکایت ذرا نہین

ناصح کی بحث پر مجھے حجت ذرا نہین / ہی ہے کہ تجھہ مین نام کو الفت ذرا نہین

بیداد کش ہون مجھکو اذیت ذرا نہین / لیکن تری نظر مین مروت ذرا نہین

اچھا ہے وہان جو غیر سے فرصت ذرا نہین / ہمکو بھی ناز اُٹھانے کی طاقت ذرا نہین

ان سے ملے نہ کوئی کہ یہہ کسکے یار ہین / آنکھون مین گلرخون کے مروت ذرا نہین

اس تنگنامے دہر سے دل تنگ ہی بہت / پھیلا کے پانون سونیکی وسعت ذرا نہین

مین اور قیس ایک ہین لیکن یہہ فرق ہے / وہ نامور ہے اور مری شہرت ذرا نہین

وہ سر نہین کہ جسمین نہ پھر بوئی عشق ہو / وہ دل نہین کہ جسمین محبت ذرا نہین

مین منع کیا کرون دلِ ناداں کو عشق سے / کمبخت مانتا ہی نصیحت ذرا نہین

پھر کسلئے مجھے وہ ملاتے ہین خاک مین / گر دل مین اُنکے مجھسے کدورت ذرا نہین

جو کچھ ہے ولیہ دل ہی کی بد وضعیون سے ہے / اُس بیوفا سے ہمکو شکایت ذرا نہین

دل مین مری غبار نہین دشمنون سے بھی / وہ آئینہ ہون جسمین کدورت ذرا نہین

خجلت ہو جس گنہ سے وہ عین صواب ہے / وہ ہے گنہ کہ جسکی ندامت ذرا نہین

ہم سے تو بولنے مین الجھتے ہو کسقدر / دشمن سے بات کرنے مین لکنت ذرا نہین

جاتا ہے کوئی یار مین کیا دوڑ دوڑ کر / کمبخت دل مین نام کو غیرت ذرا نہین

تنگ آ گئے علاج سے دنیا کے چارہ گر / ہوتی تری مریض کو صحت ذرا نہین

رونق بتا کہ دشت نوردی کرے تو کون
تجھکو تو پانون چلنے کی طاقت ذرا نہین

۳۱۵

ہر عشق ایک سے مجھے مین بوالہوس نہین — پروانہ بزم دہر مین ہون کچھہ مگس نہین

آرہ رواں ہے فرق نہال حیات پر — ای بیخبر یہہ آمد و رفت نفس نہین

عمر رواں کے حال سے واقف نہین کوئی — یہہ قافلہ عجیب ہی جسمین جرس نہین

واقع مین ساربان دل نالاں قیس ہے — زیب گلوی ناقہ لیلے جرس نہین

سنکر شب وصال مین دل کانپتا ہی کچھہ — ہی بانگ صور حشر صدای عسس نہین

ہرگز بشر نہین وہ فرشتہ بشر مین ہے — دنیا کے عیش کی جسے مطلق ہوس نہین

خورشید کی بھی آنکھہ جھپکتی ہے دیکھکر — شعلہ ہے نور کا تری رتھہ کا کلس نہین

فرقت مین اپنے حلق پہ خنجر تو پھیرتے — کیا قہر ہے کہ یہہ بھی ہمین دسترس نہین

کچھہ زندگی یہہ تلخ تھی اپنی کہ بعد قتل — بیٹھی یہی آکے خون پہ میری مگس نہین

ہر دم ہے دل مین جو کمر یار کا خیال — یہہ رشتہ حیات ہی تار نفس نہین

شیرین دہن کو چاہیے میٹھا ہی بولنا
رونق وہ نیشکر ہی نہین جسمین رس نہین

۳۱۶

کچھہ عشق کرکے مرنے کی مجھکو ہوس نہین — لیکن مین اپنے دل سے ہون مجبور بس نہین

دو چار غیر تو ہین اگر آٹھہ دس نہین — کیونکر کہون کہ مجھکو وہ محفل قفس نہین

شاید کہ قیس نجد مین لیلی سے ملگیا — کچھہ دردناک شورش بانگ جرس نہین

لاکھون نحیف و زار ہین عاشق پڑی ہوئے — کوچہ مین اس نگار کے یہہ خار و خس نہین

نازک یہہ ہین کہ خواب مین بوسہ اگر لئے — بے اختیار ہوکے کہا یون کہ بس نہین

مانگا جو بوسہ مینے تو کہنے لگا وہ شوخ — اس سے سوا کچھہ اور تو دل مین ہوس نہین

رونق کب ایسی یار سے مطلب برآئیگا

مانگو جو ایک بوسہ تو کہتا ہی دس نہین

تو ہو اور پاس تری شوخ فسونگر مین ہون
صفت سایہ جدا تجھسے نہ دم بہر مین ہون

عقل کہتی ہی کہ دنیا مین فزون تر مین ہون
ٹہر کے کچھہ عقل سے کہتا ہی مقدر مین ہون

ہو نہین اسوقت سلیمان کہ سکندر مین ہون
زانو ہی یار پہ اب رکھے ہوئی سر مین ہون

بعد مردن مجھے عریان ہی دباؤ تہ خاک
کیا کفن چاہیے کب لائق چادر مین ہون

ناز سے کہنے لگے دیکھہ کے خورشید کو وہ
چرخ پر ہی یہہ حسین اور زمین پر مین ہون

وہ پہ اسکے رہون اور چند عدو سر گردان
کاش اس شوخ کی دہلیز کا پتھر مین ہون

ناتوانی کی دولت یہہ ہی رتبہ حاصل
کہ سلیمان کیطرح دوش ہوا پر مین ہون

ایک جانب کو نہین گوشہ خاطر اپنا
صفحہ دہر پہ ایک خط مدور مین ہون

صدمہ ہجر سے اللہ ری بیتابی دل
لوٹتا برق کی مانند زمین پر مین ہون

سو نہہ لگاتا نہین کوئی بھی بہرا پہرتا ہون
ہائی میخانہ عالم مین وہ ساغر مین ہون

فخر ہے افسر شاہان وفا کو مجھہ سے
رونق اس معدن ہستی مین وہ گوہر مین ہون

صدمہ عشق اٹھاتا جو یہہ دل پر مین ہون
کوئی فولاد کا پتلا ہون کہ پتھر مین ہون

لیکے بوسے تیری باتون سے اڑا دیتا ہون
ہاتہ رنگ حنا کے لئی شہپر مین ہون

حال میرا ہی سا ہوتا نہین کیون آسکا ہی
دیکھتا ہی وہ صنم آئینہ ششدر مین ہون

جو سیہ کار ہے دنیا مین وہ پیرو ہی مرا
ورق دہر پہ اک صورت مسطر مین ہون

بخشدی اپنی عنایت سی مجھے تو یارب
کہ خطا دار گنہگار سراسر مین ہون

روز خورشید سے کہتا ہی مرا داغ جگر
آجکل آپ نہین نیر اکبر مین ہون

نہ وہ آتی ہین نہ کچھ نیند نہ موت آتی ہے
شب ہجران مین غضب مضطر و ششدر مین ہون

لطف سی رتبہ اعلی مجھے بخشا ورنہ
جو ہے ادنی وہی ای خالق اکبر مین ہون

گر نہین سایۂ دیوار کا اُسکی سودا
پھوڑتا کس لئے دیوار سے پھر سر مین ہون

گو اٹھاتا نہین وہ بزم سے مجھکو لیکن
آنکھہ مین اُسکی کھٹکتا تو مقرر مین ہون

قتل کر مجھکو اگر تیغ لگانا اُس دم
مونہہ سے جسوقت کہون اپنی ستمگر مین ہون

۳۱۹

موت نے آکے وہین اُسکی خبر لی رونق
دیکھکر آئینہ سمجھا جو سکندر مین ہون

کانمین اُس ستم آرا کے جو دو بالے ہین
کیا تعجب ہی کہ اک ماہ ہی دو ہالے ہین

دل کے ڈسنے کو مری پیچ بہت ڈالی ہین
اُسکے گیسو نہین دو سانپ ہین دو کالی ہین

بزم مین می پی بیٹھے ہین وہ متوالی ہین
بیقراری سے یہان آہ ہی اور نالے ہین

اُسکی گرمیٔ محبت نے دکھایا ہے اثر
دلنشین حرف لبون کے مری تبخالے ہین

اُسکے ہار یک دوپٹہ کا جو چھایا ہی خیال
لوگ سب کہتے ہین کہ آنکھونمین تری جالے ہین

ادب عشق یہ ہی وحشت نوردی مین نظر
پانونکو بدلے پڑی سر پہ مری چھالے ہین

اُسکی آنکھون کے جو ترکون نے قیامت کی ہی
رنج کی جا نہین معذور ہین متوالے ہین

ای پری حسن ہوا اُسکے ترا حلقہ بگوش
شاہد اس بات کے کانون کے تری بالے ہین

کبھی سینہ مین کبھی دلمین کھٹکتے ہین مرے
نشتر تیر ہین یا سر مژہ کے دنبالے ہین

روز محشر کا وحشتونکو گمان ہوتا ہی
آسمان پہ مری جاتے جو کبھی نالے ہین

۳۲۱

رونق اُسکی سی ادا اور حسینون مین کہان
گرچہ گوری ہین بہت اور بہت کالے ہین

عجب انداز تمنے سادگی کے کچھہ نکالے ہین
فقط کانو نہین تنکے ہین نہ بندی ہین نہ بالی ہین

جگر زخمی ہی دلمین داغ ہین ہونٹونمین چھالی ہین
تپ فرقت مین اتجھ پر ہی جینے کے لالے ہین

تجھہ گوری ہی اچھی ہین نہ اچھی جنس کالے ہین
خدا انسی بچائی دل کو جتنے جنوالے ہین

ٹھہر جا او ایجان حزین سینہ مین کوئی دم
سنا ہی یہہ کہ وہ پھر عیادت آنیوالے ہین

کسی سی آنکھہ ملتی ہی کسی پر تیغ چلتی ہے
تمہاری ناز و انداز اک زمانہ سی نرالے ہین

مژہ سی تا بدامن تار باندہا ہی سرشکون نے
غضب ہی کچھہ انہون نے دست و پا بیدہب نکالی ہین

حسینان جہانکو تجھہ سی کیا نسبت کہ خالق نے
ید قدرت سی عضا سب تری سانچہ مین ڈہالی ہین

زمین و آسمان ہین صورت گہوارہ جنبش مین
خدا کا قہر ہی نازل کہ یہہ عاشق کے نالے ہین

نہین شمس و قمر لیکن زمان ہجر مین ترے
فلک نے ہوکے غصے مجہپہ یہ دیدی نکالی ہین

حسین تہی گرچہ وہ طفلیمین اور کیا کچھہ قیامت تہے
جوانی مین مگر انداز آفت کے نکالے ہین

کہی کاکل مین کہہ گیسو مین دل الجہا دیا میرا
فلک نے سینکڑون بار اسطرح کے پیچ ڈالے ہین

تعجب ہی مجھے یہہ روز و شب ہی کسطرح یکجا
کہ عارض برق اسکے اور گیسو سانپ کالی ہین

۳۲۱

شہاب ثاقب انکا ہی جہان مین نام ای رونق
شب فرقت شرر مین نے جو کچھہ دلسی نکالے ہین

پہٹے ہین اتنی ای دلبر گریبان آستین دامن
کہ ہین ہر خار کے سر پر گریبان آستین دامن

کئی رو رو کے خون سی تر گریبان آستین دامن
بنی شکل گل احمر گریبان آستین دامن

غضب ہی شاق ہین دلبر گریبان آستین دامن
مجھے وحشت مین ہین خنجر گریبان آستین دامن

یہہ ہی شرط آسمان کے ساتھہ اب تجھکو ڈبو دونمین
نچوڑون ہون سحاب تر گریبان آستین دامن

مرا پیراہن صد پارہ بنجائے گل خندان
تمہاری دیکھکر دلبر گریبان آستین دامن

ترے کوچہ مین پڑے کرکے پیراہن کو کیون پہینکا
عدو کے ہوگئی رہبر گریبان آستین دامن

ہوا ہی موجدِ وحشت مرا دستِ جنون میرا
بنے ہین چاک کا مصدر گریبان آستین دامن

کشاکش سے دوحشت کو ہی چشم ترکو آویزش
غضب مین ہین مری ہنگ گریبان آستین دامن

جگہ پہٹتا ہی اپنے چاک پیراہن یہ کچہہ ورنہ
پہٹی دیکہے ہین یون اکثر گریبان آستین دامن

یقین ہی موم ہوجائی دل اسکا گرمی غم سے
اگر دیکہے مری پتہر گریبان آستین دامن

گریبان آستین دامن سی میری وحشت اٹہتی ہی
دگرنہ پہٹتے ہین اکثر گریبان آستین دامن

یہہ لاغر ہون کہ ہی تار نگہہ بہی توڑنا مشکل
تعجب ہے پہٹے کیونکر گریبان آستین دامن

تپ غم سے ہمارا جسم لاغر سوکیا آتش
بنے ہین صورتِ مجمر گریبان آستین دامن

جدہر دیکہو سفید و سرخ آتا ہی نظر صحرا
بنے ہین دشت کا زیور گریبان آستین دامن

عدو جب سرخ رو ہو پیکے صہبا ہاتہہ سی اسکے
نہون تر خون سی یہان کیونکر گریبان آستین دامن

کچہہ ایسی پڑی ہی جوشِ وحشت ذرا بہی
کہ اٹتے پہرتے ہین گہر گہر گریبان آستین دامن

فراقِ یار مین ہی جامۂ تن بہی مرا دشمن
بنے ہین دشنہ و خنجر گریبان آستین دامن

بہت پابند انسان کو بریدہ قطع کرتی ہی
نہین رکہتی کوئی چادر گریبان آستین دامن

مجہے رہنے دی اپنے حال پر یہہ بہی ہی کہ عالم
رفو کر تو نہ بخیہ کر گریبان آستین دامن

عجب پیراہن صد پارۂ خونین شوق ہی
کہلے ہین کچہہ مری تن پر گریبان آستین دامن

یہہ کس سرگشتہ ذی تکڑی کیا ہی پیرہن رونق
کہ کہاتے پہرتے ہین چکر گریبان آستین دامن

جو آگے مری دیدۂ خونبار کو دیکہین
پہر آنکہہ اٹہا کر نہ وہ گلزار کو دیکہین

دیکہین تجہے اور مصلحتِ کار کو دیکہین
کہ حضرتِ عیسی ترے بیمار کو دیکہین

نظارۂ رخ ہین نہ لب یار کو دیکھین
ہم نور کے ہوتے ہوئی کیا یار کو دیکھین

عالم ہین کچھہ کثرتِ انوار کو دیکھین
پردہ مین نظر باز رخ یار کو دیکھین

حیرت سے مری دیکھنے کو دیکھتے ہین کیا
دیکھین تو وہ اپنے لب و رخسار کو دیکھین

رہنے دین مجھے گرم فغان کوچہ مین اپنے
اپنی بہی وہ کچھہ گرمئ بازار کو دیکھین

وہ جلوہ نما ہے مگر آتا ہے نظر کب
بینا ہون جو آنکھین تو رخ یار کو دیکھین

پیغامبر آتا ہے نہ آتی ہے صبا یہان
بیٹھے ہوئے کب تک در و دیوار کو دیکھین

وہ اُس سے زیادہ ہی تو یہہ اُس سے زیادہ
گفتار سنین اُسکی کہ رفتار کو دیکھین

دشمن ہی نہین واقفِ ذوقِ دمِ برش
ہم بہی تو ذرا آپ کی تلوار کو دیکھین

کب دیکھہ سکین مجھکو وہ افتادہ سرِ بزم
در پر جو پڑا سینکڑون اغیار کو دیکھین

اغیار بہت کچھہ ہین دمِ سرد پہ سرگرم
ہم بہی تو ذرا آہِ شرربار کو دیکھین

ڈر سنگدل اُنسے کہ غضب ہین مری نالے
پتھر کو نہ دیکھین نہ یہہ دیوار کو دیکھین

ہو سبکو یقین پنجۂ خور مین ہے یہہ نور
جب ہاتھہ مین عریان تری تلوار کو دیکھین

ہین زلف و رخ اے شوخ ترے قاتلِ عالم
کافر ہی کو دیکھین نہ یہہ دیندار کو دیکھین

حسن رخِ گلرنگ پہ حیرت ہو نہ کیا کیا
میری وہ اگر زردئ رخسار کو دیکھین

بیدار ہمیشہ رہین عشاق کے طالع
گر خواب مین اُس آئینہ رخسار کو دیکھین

رونق یہہ دعا ہے کہ جو محشر مین ہم آئین
اول قدمِ احمدِ مختار کو دیکھین

۲۲۳

نگاہِ ناز کو تیری قضا کا تیر کہتے ہین
تری ابرو کی پرخم ہین جنھین شمشیر کہتے ہین

مری نالہ سے تنگ آکر اگر آئی تو کیا آئی
وہ خود دوڑی چلی آئین اسی تاثیر کہتے ہین

زبانِ حال سے کہتی ہے ذلت کوئی جانانکی
کہ عزت بھی مجھے ہے اور مجھہ ہی کو توقیر کہتے ہین

وہ ابرو خواب مین دیکھے ہین شاید قتل ہونگے ہم
کچھہ اپنے خواب کی ہم آپ ہی تعبیر کہتے ہین

جو عاشق دیکھتے ہین خشت و خاکِ کوئی جانانکو
تو کہتے ہین اسی سونا اسی اکسیر کہتے ہین

اسے حیلہ سے لائے دوست یان ہم مرگئے لیکن
اُسے تدبیر کہتے ہین اسی تقدیر کہتے ہین

ہوا ہے جب سے سودا دلمین اُس زلف سلسل کا
ہماری پانون مین سب ڈالنے زنجیر کہتے ہین

بھلا اتنا تو مین پوچھون کہ تمنے کیون لکھا عاشق
ملین گر وہ کہ جنکو کاتبِ تقدیر کہتے ہین

نہ جانا جبہ و دستار پر زہاد کی رونق
کہ اس پوشاک کو ہم جامۂ تزویر کہتے ہین

بات پر میری التفات نہین
اے ستمگار کچھہ یہہ بات نہین

دن کو ہان کہدیا تو رات نہین
آپ کی بات کو ثبات نہین

ہجر مین دن تو کٹ ہی جاتا ہے
نہین کٹتی تو ایک رات نہین

ہر گھڑی کیون زبان پہ لاتے ہو
نام دشمن ہے اسم ذات نہین

ہے شرر ریز آہ گرم مری
شبِ غم ہے شب برات نہین

ذکر اللہ سے جو ہے خالی
وہ نفس داخل حیات نہین

کیون نہ اغلاق سے بری ہو کلام
شعر لکھے ہین کچھہ لغات نہین

کیون ہراسان ہو تمین مشکل
کیا وہ حلال مشکلات نہین

ہم تو سجدہ بتون کو بھی کرتے
نہین حق کی اگر صفات نہین

ایک بوسہ کی عرض پر رونق
کہہ گیا یار پانچ سات نہین

دی نہ مشاطہ سر زلف کو جھٹکے لاکھون ۔ اسمین دل چاہنے والونکے ہین اٹکے لاکھون

مثل خورشید نکل آ کہین گھر سے اپنے ۔ نہ نکلنے سے ترے کام ہین اٹکے لاکھون

زلف و کاکل کا ترے اک اک زمانہ ہی اسیر ۔ عاشق زار ہر اک تیری ہین لٹ کی لاکھون

اس چمن زار مین کیا خاک گذر ہو صیاد ۔ ایک بلبل ہی اور اسکے لئی کھٹکے لاکھون

چین سے کیونکہ بسر کیجئے اوقات اپنی ۔ خار مژگان کے مری دلمین ہین کھٹکے لاکھون

منزل عشق کا مشکل ہی بہت طے کرنا ۔ حضرت خضر سے اس راہ مین بھٹکے لاکھون

نہ کھلا پر نہ کھلا ہاے مرا غنچۂ دل ۔ غنچے ہر چند ہر اک باغ مین چٹکے لاکھون

وہ زبردست ہے یہہ عشق ستمگر جسنے ۔ پہلوان رستم و سہراب سے پٹکے لاکھون

دل صد چاک ہمارا نہ گرا ای رونق
گرچہ زلفون کے دئے یار نے جھٹکے لاکھون

وہ بے حجاب اگر ہوکے قصد بام کرین ۔ او ترکے چرخ سے شمس و قمر سلام کرین

مرون تو دوست مری سب یہہ اہتمام کرین ۔ کہ میری قبر پہ کندہ کسیکا نام کرین

وہ اور ہم سے سر بزم کچھہ کلام کرین ۔ کلام کرکے عبث ترک ننگ و نام کرین

اٹھا لیا ہے بلا کا نہ عرش تو لیکن ۔ جو بار عشق اٹھالین تو ہم سلام کرین

بہو نہ آکے یہہ کہتا ہے مجھہ سے دم میرا ۔ وہ جب تلک آئین یہان ہم یہین مقام کرین

نہ بولنے کی شکایت ہمین کچھہ ان سے نہین ۔ دیا ہو ان کو دہن حق نے تو کلام کرین

ابھی جہان مین بپا حشر دیکھہ لے واعظ ۔ وہ پانو ناز سے کچھہ بھی اگر خرام کرین

جب اپنی آنکھہ ذرا بند کی ملے اس سے ۔ اگر وہ دور ہو تو نامہ و پیام کرین

نظر پڑا ہے مہ عید می سے ای ساقی ۔ پیالہ بھر دے کہ ہم رخصت صیام کرین

یقین ہے کہ کبھی عمر بھر نہ آئینگے وہ / وفائے وعدہ مین ہر چند صبح و شام کرین

بہت ہی خونجگر رونق اپنے پینے کو
دراز دستِ طلب کیا برای جام کرین

شوخی جھلک رہی ہے تن پُر شک حور مین / گویا شراب تند ہے جام بلور مین

ہم یہہ نحیف ہین کہ اگر اُڑکے جا پڑین / کھٹکین نہ مثل باد کبھی چشم مور مین

اُٹھتے ہین کوئی خواب گران عدم سی ہم / اُسکی بھی گر صدا نہوئی بانگ صور مین

یہ کہنا قدم محال ہی کوچہ مین عشق کے / گرنا ہے جان بوجھ کے جلتے تنور مین

کچھہ اعتبار مجکو تری قول کا نہین / ہو راست وہ بھی امر کہ آئے ظہور مین

نزدیک ہون کہ دور گر سامنے تو ہون / کچھہ گفتگو نہین مجھے نزدیک و دور مین

یہانتک ہوا ہون عشق مین اُسکے نحیف و زار / اپنا مکان ہی نقش کف پائے مور مین

ناکام ذوقِ عشق مین زاہد ہی اس قدر / جتنا ہی فرق طاعت و فسق و فجور مین

آرام زندگی سے زیادہ ہے بعد مرگ / کیا سو رہی ہین چین سے مردے قبور مین

اُسکی صدا سے کیونکہ قیامت بپا نہو / نالے بھری ہوئے ہین مرے نفخ صور مین

ہوجائے وہ بھی سرد دم سرد سے مری / گر مجھکو ڈالدے کوئی جلتے تنور مین

رونق اُسیکے حسن سے روشن ہی بزم دل
جلوی اُسیکے حسن کے ہین شمع طور مین

غیر پر ہے لطف اور مجھپہ ستم کرتی نہین / پانون پر رکھتا ہون تو بھی سر قلم کرتے نہین

راتدن مین عبادت حق ایکدم کرتے نہین / جو کہ لازم ہے ہمین کرنا وہ ہم کرتے نہین

غم کسیکا جب لپٹ ہی جای تو ہم کیا کرینا / خود بخود اول کسی سے ربط ہم کرتے نہین

وہ نہ دیکھینگے نہ یہان لکھنے کی قوت ہاتھہ مین
اسلئے ہم حال دل اپنا رقم کرتے نہین

سب غلط کہتے ہین تم کہنے کو آہو چشم ہو
ہم سے رم کرتے ہو اور آہو رم کرتی نہین

ہوگیا محراب ابرو سے اشارہ قتل کا
کسطرح ہم گردن تسلیم خم کرتے نہین

میری دل کی عدلون کا خون کیون کرتا ہے تو
ای ستمگر صید آہوی حرم کرتے نہین

ہوگئے ہو خار کی مانند لاغر عشق مین
حال دل اپنا اسی رونق رقم کرتی نہین

بلند آہ کے جب شراری ہوئے ہین
فلک پر وہ جا کر ستاری ہوئی ہین

مری داغ دل کے جو اُتری ہین پہائے
وہی آسمان پر ستاری ہوئی ہین

لگایا نہین سرمہ آنکھون مین اُسنے
یہہ طیار خنجر دودھاری ہوئی ہین

منور ہے جس نور سے خانۂ دل
اُسی سے یہہ روشن ستاری ہوئی ہین

عبث گلرخون سے امید وفا ہے
کوئی تو کہے یہہ ہماری ہوئے ہین

وہ کہتے ہین ہنس ہنسکے یہہ بد مولسی
کہ رونق بہی عاشق ہماری ہوئی ہین

یار کیا مجھکو سناتے ہین کہ وہ آتے ہین
یونہین باتین یہہ بناتے ہین کہ وہ آتی ہین

ای اجل چاہئے وقفہ کو بیدم اسنے مین
لوگ کہتے ہوئے آتے ہین کہ وہ آتے ہین

سامنے جب کبھی آتی ہے بلائی شب غم
ہم اُسے کہکے ڈراتے ہین کہ وہ آتی ہین

دیکھنا ہے تری تاثیر کو اسے جذبۂ دل
پھر ہمین اپنے بلاتے ہین کہ وہ آتی ہین

دیکھئے کیا ہو کہ وہ روٹھہ گئے ہین ہم سے
ہم اُنہین جا کے مناتے ہین کہ وہ آتی ہین

ہجر مین ضعف سے جب غش مجھے آجاتا ہے
سب یہہ کہہ کہکے اُٹھاتے ہین کہ وہ آتی ہین

وہ کب آتے ہین مگر دوست یوہین دل میرا
روز کہہ کہکے جلاتے ہین کہ وہ آتے ہین

جب وہ جاتے ہین گلستان کو تو سب غنچہ و گل
دہوم ہنس ہنسکے مچاتے ہین کہ وہ آتے ہین

وہ بہی آنیکو ہی یہان اور ملک الموت بہی ہاے
دیکہئے پہلے وہ آتے ہین کہ وہ آتی ہین

ہجر جانان مین بہڑکتی ہے تو یہہ کہکر ہم
آتش دل کو بجہاتے ہین کہ وہ آتے ہین

مجمع حشر مین آمد ہی یہہ کسکی رونق
سب جو اُٹہہ اُٹہہ کے بتاتی ہین کہ وہ آتی ہین

جدائی مین تری یہ دن جو ہین جان جہان ساتون
ہماری واسطے دوزخ بنے ہین بیگمان ساتون

یہہ خاص و عام مین مشہور ہین جو آسمان ساتون
کسیکی منظر عالی کے ہین یہہ نردبان ساتون

رقیب و بخت و یار و نفس و چرخ و عالم و دربان
یہہ ساتارون ہین میری لئی اور نختان ساتون

تری وحشی کو جکڑا سات بند آہنی مین تہا
بہار آتی ہی اک جہٹکے مین توڑی بیڑیان ساتون

جہانمین لوگ اکثر ہفت قلزم جسکو کہتے ہین
مری اشکون کی قطرہ ہین ہوئی ہین یون عیان ساتون

غم و درد و الم رنج و بکاؤ نالہ و گریہ
رہی ہمراہ فرقت مین ہماری ہمرہان ساتون

دعائی ہفت ہیکل روز دم کرتا ہون پڑہ پڑہکر
کہ تا ہر دم رہین اُس مہ جبین کے حرز جان ساتون

گڑا ہون یہہ زمین مین خجلت اعمال سے اپنی
کہ ہین میری لئی ساتون زمین اب آسمان ساتون

ہماری قتل کو ہر وقت قاتل لیس رکہتا ہی
چہری خنجر تبر تیغ و کمان گرز و سنان ساتون

عطارد مشتری مریخ و مہر و مہ زحل زہرہ
کسیکی دید کو ہین صرف گردش ہرزمان ساتون

سمن و مہر و گل و نسرین و نور و نار و آئینہ
خجل ہین حسن سی تیری بہلی جان جہان ساتون

جو سوچو تو اُسیکی خاص ہنی کے مکان ہین یہہ
زمین و آسمان و چار سمت و لامکان ساتون

کسیکے سایہ دیوار سے بہتر نہ سمجہون گا
اگر بخشے خدا مجہکو زمین و آسمان ساتون

خیال روئے رنگین ہین یہ کسکے رو رہا ہون مین — کہ میری پردہ ہائے چشم ہین یون خونچکان ساتون

اگر نالہ کرون اُس مہ لقا کے درد فرقت سے — تو پہٹ جائین ابہی نہ آسمان مثل کتان ساتون

مسخر ہین لب و خال و خط و رخسار جانان کے — حلب چین مصر و زنگ و ری خطا ہندوستان ساتون

لطف ناسخ اسد ممنون و مومن ذوق اور رونق
ہوئے ہین کشور ہندوستان مین خوش زبان ساتون

الفت کے غم و رنج والم دیکھہ چکے ہین — جو کوئی نہ دیکھے اُسے ہم دیکھہ چکے ہین

ہوتے ہوئے سر اُس سی قلم دیکھہ چکے ہین — قاتل تری شمشیر کا دم دیکھہ چکے ہین

تیرے چمن حسن سے ہرگز نہین بہتر — ہم خواب مین گلزار ارم دیکھہ چکے ہین

محفل مین چلے آئے ہین گستاخ مگر کب — جب آپ کے ہم لطف و کرم دیکھہ چکے ہین

اُس ابروئے خمدار سے تشبیہ نہ دین گے — ہم تیغ و کمان کے خم و چم دیکھہ چکے ہین

ہم بہی کوئی آفت ہین کہ پہر ہے طلب وصل — فرقت کے ابہی رنج والم دیکھہ چکے ہین

کیا شک ہی کہ مرنے پہ بہی وہ ہاتھہ سی ہے ہے — سو بار مرے سینہ مین دم دیکھہ چکے ہین

دشمن کو بہی اللہ کسیکے نہ دکہائے — جو جو ہم ان آنکہون سے ستم دیکھہ چکے ہین

پہر جب کبہی دیکہا تو وہ اور بزم عدو ہے — سو بار اُسے دیکے قسم دیکھہ چکے ہین

سچ ہی کہ برے وقت مین آتا نہین کوئی — سب دوست و احباب کو ہم دیکھہ چکے ہین

صورت تری اب ہمکو نہ اللہ دکہائے — ہم خوب تجہے ای شب غم دیکھہ چکے ہین

ہوتا ہے وہی جو کہ مقدر مین لکہا ہے — اس سے نہ زیادہ ہو نہ کم دیکھہ چکے ہین

جب حکم ہوا گردن تسلیم جہکا دی — ہمکو وہ نہ تیغ دو دم دیکھہ چکے ہین

رونق تو ذرا اسکو حسینون سی بچانا

پہلو مین تری دل کی رقم دیکھہ چکے ہین

اپنے دل پر داغ کو ہم دیکھہ رہے ہین — گھر مین چمن باغ ارم دیکھہ رہے ہین

حسرت سے طرف چرخ کے ہم دیکھہ رہی ہین — جو جو یہہ دکھاتا ہے ستم دیکھہ رہے ہین

کیا کیا دہن یار کو ہم دیکھہ رہے ہین — حیرت ہے کہ ہستی مین عدم دیکھہ رہی ہین

کیا لطفِ شبِ وصلِ صنم دیکھہ رہے ہین — ہی خواب کہ ایک رنگ مین ہم دیکھہ رہی ہین

سر ہوتے ہوئی اس سے قلم دیکھہ رہی ہین — جوہر تری شمشیر کے ہم دیکھہ رہے ہین

ہر داغ مین جلوہ نظر آتا ہے کسیکا — خورشید شبِ تار مین ہم دیکھہ رہے ہین

کیا کہتے ہو ہی کون فلک جسکو جلائین — ہم آہ شرربار کا دم دیکھہ رہے ہین

ہی وصل مگر دل کو ہی فرقت کا تصور — شادی مین بھی ہم صورتِ غم دیکھہ رہی ہین

نظارۂ پروین سبب عقدۂ دل ہے — انجم یہہ اُسے ہو کے بہم دیکھہ رہے ہین

آجائی نہ اشک آنکھون مین زنہار خبردار — وہ بھی تجھے ای خستۂ غم دیکھہ رہے ہین

کیا وسعتِ رحمت ہے کہ ہمسے بھی گنہگار — سوئی نظرِ لطف و کرم دیکھہ رہے ہین

دیکھو تو ہم اپنے دل نادان کی بدولت — کیا کیا قلق و رنج و الم دیکھہ رہے ہین

دنگل مین محبت کے اُترتا نہین کوئی — ہم چار طرف ٹھوک کے خم دیکھہ رہے ہین

کس رنگ مین ایسا ہی کوئی بت کہ سوئی دیر — حسرت سے غزالانِ حرم دیکھہ رہے ہین

شاید وہ مہ نو کی طرح جلوہ نما ہو — لاکھون طرفِ کوئی صنم دیکھہ رہے ہین

میری لئے کافی ہی بس ایک جنبش ابرو — کیون قتل کرو وہ تیغ دودم دیکھہ رہی ہین

کیا عمر ہے کیا شغل ہی ہشیار ہو رونق
کچھہ غم نہین غافل تجھے ہم دیکھہ رہے ہین

یہہ کسکے خون کفک کا ہی داغ کانٹے مین
کہ روشنی ہی بہ رنگ چراغ کانٹے مین

وہ جسم زار مین دیکھی ذرا دل پر داغ
اگر کسینے نہ دیکھا ہو باغ کانٹے مین

دلا بچا کہ وہان قصد صید ماہی ہے
کہین لگا دی نہ وہ بد دماغ کانٹے مین

فراخ دل کو کسی سے ذرا نہین الجھاؤ
نہ الجھے دیکھہ لو داماں راغ کانٹے مین

جو کل مین جزو سمجھتے ہین اور جزو مین کل
وہ دیکھین باغ مین کانٹی کو باغ کانٹے مین

وہ تیرہ بخت ہون جاؤن جو صید ماہی کو
پہنسے سمک کی جگہہ آکے زاغ کانٹے مین

عجب نہین ہے ذرا انقلاب دنیا سے
پہنسے جو کیسے مین ماہی کلاغ کانٹے مین

کسیکے عشق مژہ مین جو گم ہوا تہا دل
ملا ہے آج کچھہ اُسکا سراغ کانٹے مین

مرینگے عشق مژہ مین اگر تو اپنی روح
رہیگی جسم سے پاکر فراغ کانٹے مین

نظر مین یار نے تولا مرا دل روشن
تلا ہے یہہ گہر شب چراغ کانٹے مین

یہہ دل مین ہی کہ کسی روز تجھکو او گل کو
ضرور تولئے ای رشک باغ کانٹے مین

کہین گے ہم تو سخن سنج اُسکو ای رونق
کہ باندہ لائے یہہ برجستہ باغ کانٹے مین

عشق سے اپنے کار رکھتا ہون
سب اسی پر مدار رکھتا ہون

پہر مجہے کام کیا دو عالم سے
آپ سا جب کہ یار رکھتا ہون

کہہ رہے ہو بہلا برا کس کو
دل پہ مین اختیار رکھتا ہون

چشم خود بین تو مین نہین رکھتا
دیدۂ اشکبار رکھتا ہون

آسمان و زمین مین جو سمائے
دل مین اتنا غبار رکھتا ہون

شوق دیکھو کہ اُسکے پانو پہ سر
دم بدم بار بار رکھتا ہون

نام کے واسطہ گریبان مین
مین فقط ایک تار رکھتا ہون

اپنے زخم دل و جگر کے لیے
جیب مین چند تار رکھتا ہون

برق رکھتا ہون اپنی سینہ مین
کہ دل بے قرار رکھتا ہون

دل کو کیا پوچھتے ہو ہو کہ نہین
جان بہی مستعار رکھتا ہون

اس طرف بہی نگاہ کیجیے گا
دل امیدوار رکھتا ہون

گل کہلے ایک سوز غم سے یہ کچھہ
داغ دل مین ہزار رکھتا ہون

جھک کے ملتا ہون سب حسینون سے
یہی اپنا شعار رکھتا ہون

مین بہی کیا ہون کہ اُس ستمگر سے
شوقِ بوس و کنار رکھتا ہون

غم نہین چھوڑتا کہین مجھکو
ساتھہ خدمت گذار رکھتا ہون

آج جانا ہے میکدہ مین مجھے
سر سے شملہ اُتار رکھتا ہون

دل امیدوار سینہ مین
بے خطا شرمسار رکھتا ہون

چاہیے دل بہی ہون مری روبن ہیں
حسرتین بے شمار رکھتا ہون

موت کا ڈر نہین ستم ہی کہ مین
یار غفلت شعار رکھتا ہون

وعدہ سچا سہی مگر رونق
عمر ناپائدار رکھتا ہون

۲۱۳۶

ہمین سنائی جو آئے مہربان سونہہ مین
یہان جواب کو رکتے نہین زبان نہہ مین

جو عرض وصل پہ ہو جنبش زبان مونہہ مین
تمام جسم کی آجائی کہنچ کے جان مونہہ مین

نگاہ سی ہے کدورت عیان خموش ہی کیون
نہ دل کی بات چھپائی وہ بدگمان سونہہ مین

جگر و نیم سخنہائے سخت و تند سی ہے
تری زبان بہی ہی ایک سیف دو زبان مونہہ مین

عجب ہی وہ دُرِ دندان ہین برق خرمن دل
کہ وقت خندہ چمکتے ہین برق سان مونہہ مین

سوالِ وصل مین پاس ادب سے ہین لب بند
تڑپ رہی ہے غضب حسرت نہان مونہہ مین

جو دیکہہ پائی موذن دمِ اذان اُسکو
یہہ مضطرب ہو کہ مونہہ کی رہی اذان مونہہ مین

کلام اُن سے جو سنتا ہے قتل ہوتا ہے
عوض زبان کے ہی دہان تیغ اصفہان مونہہ مین

نہ کیونکہ لطفِ شبِ وصل یار آئے یاد
کرلی ہے شمع کی گلگیر نے زبان مونہہ مین

تمام کار جہان کے زبان پہ ہین موقوف
جو سوچئے تو یہہ ہی گنج شایگان مونہہ مین

کبہی نہ حرص سے ہو پر دہان آز حریص
لحد کی خاک بہری تا نہ اسمان مونہہ مین

سخن کی قدر ہے اتنی کہ بعد قطع حیات
عوض گہر کے بہری خاک آسمان مونہہ مین

یہی دعا ہی الٰہی کہ نام پاک تیرا
زبان پہ ورد رہے تا رہے زبان مونہہ مین

ثبات لذتِ دنیا کو ہے کہان رونق
کسیکے دانت رہے ہین جاودان مونہہ مین

۲۳۴

غیر سے اور تمہاری باتین
یہہ مقدر کی ہین ساری باتین

دلمین ہین نقش تمہاری باتین
ہین دہی غیر سے ساری باتین

نشہ سان دلپہ ہین ساری باتین
ہائے مستی مین تمہاری باتین

تم سنو دل سے ہماری باتین
ہو گئین شکر گذاری باتین

وعدہ اور وصل کا اذکر وفا
تم غلط اور تمہاری باتین

کچہہ دمِ گریہ بکے جاتا ہون
صفت اشک ہین جاری باتین

رشک اغیار سے تنگ آؤ گے تم
رہت ہین رہ رست تمہاری باتین

کیا کہا بات کبہی پوچہتے ہو
خیر سنتا ہون تمہاری باتین

حشر کو پوچھتے ہین کیا ہوگا — ہین قیامت ہی کی ساری باتین
جس سے اک روز قیامت ہوگی — ہین ہماری کہ تمہاری باتین
تمکو کہہ کہکے بنایا خود بین — ہمکو ہین قہر ہماری باتین
دل مین میری تری مژگان کیطرح — جان بنکر ہوئین ساری باتین
کچھہ ہو زخمون پہ نمک پاشی ہی — ہون دم سینہ فگاری باتین
خامشی عین جفا کاری ہے — اور بیداد شعاری باتین
وحشت آور ہین فسانے دل کے — کہئے دشمن سے ہماری باتین
کارگر ہے وہ نگہہ کب اتنی — کہ پے سینہ فگاری باتین
تیغ و بازو کو عبث دو تکلیف — کر گئین کارگزاری باتین
مجھہ سے کہتی ہے پتہ کی کیا کیا — آپ کی بادہ گساری باتین
گریۂ ابرو شکر خند سحر — ہین تری فصل بہاری باتین
چاک کس کس کے گریبان ہونگے — کہدے ای باد بہاری باتین
جز خموشی نہین کچھہ شغل فراق — ہین یونہین روز شماری باتین
گفتگو ہی کبھی وقت فرصت — اب تو ہین گریہ و زاری باتین
ہوگئی گرم نوا سنجیٔ شوق — لوگ سن سنکے تمہاری باتین
خود اُٹھا بزم سے طعنے نہ اُٹھے — مجھہ سے کچھہ بڑھکے ہین بھاری باتین
مونہہ لگائین تو ہمین صورت نے — پھر سنے کوئی ہماری باتین
وہ اسی وجہہ سے چپ بیٹھے ہین — لب نازک پہ ہین بھاری باتین
مرگ عشاق ہین سب کام انکے — ہی نگہہ تیر کشاری باتین

تمکو اور مجھہ سے محبت توبہ — ہین یہہ کہنے ہی کی ساری باتین
ربط اغیار سے نفرت ہم سے — تمکو زیبا ہین تمہاری باتین

شبکو خلوت مین کسی سے رونق
سب سنی ہمنے تمہاری باتین

ہم بہی کیا شی ہین کہ طاقت تو دل وجانمین نہین — اور طلبگار ہین اُسکے کہ وہ امکانمین نہین
ہان دوا زخم جگر کی نہین امکان مین نہین — وہ نمک چاہیئے اُسکو کہ نمکدان مین نہین
وہ یہان دلمین نہین اپنی شبستانمین نہین — رشک سی جان ذرا بہی تن بیجانمین نہین
تجہہ مین جو حسن ہی وہ عالم امکانمین نہین — ماہِ تابانمین نہین مہر درخشانمین نہین
ہی اسیری مین بہت مطلب رنگین پہ نظر — ہون تماشاگہ فردوس مین زندانمین نہین
دستِ وحشت کو اب الجہا او رہا جان کے ساتہہ — حال دامن مین نہین تار گریبان مین نہین
لطفِ وحشت مژہ اشک فشان نے کہویا — خاک بہی اب تو اُڑا ایکو بیابان مین نہین
ہجر اور سیر چمن دل کی تسلی کے لئے — ہی وہ تکلیف کہ جو خانۂ زندانمین نہین
خاک چل پہر کے اُٹہائینگے مزی وحشت کے — آبلے پا مین نہین خار بیابان مین نہین
اسمین ہی بحث کہ کیون ہی سبب الجہی مجہہ سے — گفتگو سر بہی زلف پریشان مین نہین
شمع کے نور مین اندہیر نظر آتا ہے — اور کچہہ بہی نظر آتا شب ہجران مین نہین
جسقدر ضبط کرون شورش دل اور بڑہے — دلمین سو چاک ہین گر چاک گریبانمین نہین
ہیچ ہی وہ میان کہ ثابت نہ کوئی جز رہجائے — نظر الجہی ہوئی کب تار گریبانمین نہین
ہم بہی کیا ہین کہ یہی دامن وچشم تر ہے — اور سر فرطِ خجالت سے گریبانمین نہین
یون کہین آنکہہ پڑی دل ہی وہی حق کیطرف — فرق کہنے مین تو آیا مگر ایمان مین نہین

کیا مزا ہی کہ مری فکر مین ہین دشمن و دوست
کہئے کس مونہہ سی کہ لذت غم پنہان مین نہین

بٹ گیا مثل ادا ہر شکن گیسو کو
دل کو دیکھا تو پتا زلف پریشا نمین نہین

جو اذیت ہے رہ یار مین ہے مجھکو عزیز
جو مری دل مین ہین وہ خار بیابا نمین نہین

حوصلہ مین ہے مری ایک جہانکی وسعت
بیٹھہ رہنے کی کوئی جائے بیابا نمین نہین

قتل عاشق کی ادا شیوہ جان بخشئی غیر
کونسی بات تمہاری لب خندا نمین نہین

جل گیا آتش غمہائی نہان سے سب کچھہ
اب تری یاد ہی اور کچھہ دل ویرا نمین نہین

نہ کمر ہے نہ دہن ہے مگر ایک چیز ہو تم
ہو وہ انسان ایسا کوئی انسا نمین نہین

جسطرح ہو کہین مرکے عدم تک پہنچے
جان اتنی بہی تری عاشق بیجا نمین نہین

گل کہلاتا ہے نئے دیدہ خونابہ فشان
پہول کیا باغ ارم کے مری داما نمین نہین

ہائی کس عیش مین دن غیر کے کٹتے ہونگے
چین اکدم بہی تو مجھکو شب ہجران مین نہین

پڑ گئی غیر کے ہاتھون مری قسمت مین کہین
اب وہ اگلی سی گرہ گیسوئی پیچا نمین نہین

جان دی عشق مین کوئی تو کوئی کیون بگڑی
آپکے نفع مین ہون غیر کے نقصا نمین نہین

اک نہین ہی تو ادا غیر کی دلسوزی کی
ورنہ کیا تہہ تری جنبش مژگان مین نہین

ہی خموشی سی تمہاری لب جان بخش پہ حرف
گفتگو مجھہ کو صفائے دُر دندا نمین نہین

اس نگہہ مین کہ پڑی غیر پہ دل سے مری پوچھہ
وہ خلش ہی کہ تری تیر کے پیکا نمین نہین

جنس نایاب ملی ہے شب فرقت مجھکو
کہ مین قسمت اغیار گرانجا نمین نہین

پیچ و تاب دل عاشق کی فزونی کو نہ پوچھہ
اتنے الجہاؤ تری کاکل پیچان مین نہین

داغہائے دل رونق کی بہارین دیکھو
جو تماشے ہین جہان کے وہ گلستا نمین نہین

۲۲۶

بزم مین حالِ دلِ بیمار ہم کیونکر کہین | راز مخفی ہے سرِ بازار ہم کیونکر کہین

پہر دوبارہ اُنسے حالِ زار ہم کیونکر کہین | کہدیا اک بار سو سو بار ہم کیونکر کہین

کیون ہوئی دشمن ہماری یار ہم کیونکر کہین | آپ سن لیگا تو اے دلدار ہم کیونکر کہین

وہ فروزان آپ ہی یہہ دلفروز و جانفزا | چاند سے ہین آپکے رخسار ہم کیونکر کہین

پیش چشم آئینہ سان حالِ دلِ عشاق ہے | اُس سے کہتے ہین کہین اغیار ہم کیونکر کہین

سو ادا سے دل کو چہینا جان عیار سے لی | ہی تو وہ عیار پر عیار ہم کیونکر کہین

جہانکنا پردے سے انکار روز شب اچہا نہین | ہم تو تہیرے طالب دیدار ہم کیونکر کہین

غیر پر گرتے ہو اپنی کچہہ نہین تمکو سنبہال | بیخود و بدمست ہو ہشیار ہم کیونکر کہین

کوئی اُسکی نرگسِ بیمار سے ایمن نہین | ہی دل آزار جہان بیمار ہم کیونکر کہین

سینکڑون مین ایک بہی عدہ وفا ہوتا نہین | آپ کو پہر صادق الاقرار ہم کیونکر کہین

شمع مین محو تماشا ہون تو فرماتے ہین وہ | یہہ تو اچہا ہے اسی بیمار ہم کیونکر کہین

دل تو کیا امیدِ دل مثلِ رگِ جان قطع کی | وہ نگہہ کچہہ اور ہے تلوار ہم کیونکر کہین

حسرتین دنیا کی دل مین اور زبان پر ذکر حق | زاہد سالوس کو دیندار ہم کیونکر کہین

دل ہی مین رہتا ہے پیوستہ سویدا کیطرح | پہر کسیکے تیر کا سوفار ہم کیونکر کہین

کوئی صورت کامیابی کی نظر آتی نہین | آئینہ ہے آپکا رخسار ہم کیونکر کہین

پارۂ آہن ہے وہ بیموج آب و رنگ حسن | ابروی دلدار کو تلوار ہم کیونکر کہین

چشم گریان کی نہ کام آئی نہ پہر خار زار | زخم دل کو زخم دامن دار ہم کیونکر کہین

دردِ دل کیونکر سنین وہ ہین بہت نازک دماغ | حرفِ غم ہے قصۂ بسیار ہم کیونکر کہین

ایک ہی رشتہ ہی دونو مین جو دیکہین غور سے | سبحہ ہم کیونکر کہین زنار ہم کیونکر کہین

جو نہ دامن مین کبھی الجھا نہ بیٹھا پانو مین　　کہیے اُس بیکار کو پھر خار ہم کیونکر کہین
جو یہان دل پر گذرتی ہی خدا آگاہ ہے　　تجھہ سے لیکن ای بت عیار ہم کیونکر کہین

سایۂ لطف خدا ہے سایۂ دیوار یار
رونق اسکو سایۂ دیوار ہم کیونکر کہین

پھر اسے چھوڑ کے جاتے ہین تم ای زار کہین　　ہاتھہ تو آئے ترا سایۂ دیوار کہین
وعدۂ وصل کہین وصل سے انکار کہین　　آپ سا ہمنے نہ دیکھا کوئی عیار کہین
خاک اڑاتے ہی پھری ہم چمن و صحرا مین　　آسمان نے نہ رکھا چین سے زنہار کہین
آج اس رنگ سے مقتل مین پڑی ہین کشتے　　دو کہین تین کہین پانچ کہین چار کہین
سر سودا زدہ کو پھوڑئے کیونکر یارب　　دشت غربت مین نہین ہین در و دیوار کہین
دیکھنے سے تری زاہد کی یہہ حالت بگڑی　　خود کہین سبحہ کہین جبہ و دستار کہین
آسمان ہجر مین خود سر پہ مرا ٹوٹ پڑا　　مین یہہ سمجھا کہ گری شہر کی دیوار کہین
ہم نکل آئینگے زندان سے بہار آنی دو　　روک سکتے ہین جنونمین در و دیوار کہین
نہ تو ہے اور نہوا اور نہوگا تجھہ سا　　فتنہ پرداز کہین شوخ جفاکار کہین
دل کو سمجھے تھے ہم اپنا سو وہ دشمن نکلا　　نہ ملا پر نہ ملا یار وفادار کہین
عشق ہو دلمین تو دنیا مین ہزارون معشوق　　لاکھہ یوسف ہین جو پیدا ہو خریدار کہین
یہانسے اُٹھہ جائین کہ اس گریہ سے ہی خوف ہمین　　بیٹھہ جائین نہ مکان کے در و دیوار کہین
ہمسے کیا پوچھتے ہین آپ عدو کی باتین　　وہی باتین ہین کہ جو آپسے سو بار کہین
دیکھنے اور دکھانے کے لئے ہے یہ حسن　　مونہہ چھپاتے ہین بھلا آئینہ رخسار کہین
لاکھہ جنت مین بلائین تاسی حوران جنان　　اُٹھہ کے جاتا ہے کوئی طالب دیدار کہین

ہو جو انصاف تو انصاف سی کیا کچھہ ہی بعید | آرزو دل کی کہین وعدہ دیدار کہین
ہمکو اپنے دلِ بیتاب کو سمجھانا ہے | وصل کا جہوٹ ہی فرمائیے اقرار کہین
کسطرح ہم اُنہین دزدیدہ نظر سے دیکہین | خوف ہی یہہ کہ نہو جائین گنہگار کہین
ہی زمانہ کے بکہیڑو نمین اُنہین کام سی کام | جنکو کچھہ کام ہے بیٹہی نہین بیکار کہین
وحشت اُس دشت مین لائی ہی ہمین یا قسمت | کہ نہین خار بہی تو صورتِ غمخوار کہین
حشر مین بہی ہمین فریاد سی خوف آتا ہے | سب اُسیکے ہی نہو جائین طرفدار کہین
حسرت آتی ہے ہمین اپنی گرفتاری پر | دیکہہ لیتے ہین کسیکو جو گرفتار کہین
دل دیا جسنے جسے وہ ہی ہوا دشمن جان | نہوا پر نہوا عشق سزاوار کہین
چشم پوشی کی شکایت پہ قضا نے یہ کہا | گر کے بستر سے پہر اُٹہتے بہی ہین بیمار کہین
دست وحشت نے یہہ کچھہ کی ہی مری چادر ہی | کہ نظر جسم پہ آتا نہین اک تار کہین
آگیا غش جو مری خون کو نکلتے دیکھا | ایک ہی وار مین قاتل کہین تلوار کہین

کیا کرون کس سے کہون جاؤن کہان ہین رونق
چین لینے نہین دیتا یہہ دلِ زار کہین

وہ قرہ سے جو کام لیتے ہین | ہم جگر تہام تہام لیتے ہین
آسمان پر دماغ ہے اُن کا | وہ کسیکا سلام لیتے ہین
ہین وہ میکش کہ می سی کرکے وضو | نام ماہِ صیام لیتے ہین
نالہ و آہ ہجر کا اپنے | چرخ سے انتقام لیتے ہین
خوبرو دل ہی کچھہ نہین لیتے | دل مین جو ہو تمام لیتے ہین
جب سوال وصال کرتا ہون | نام روزِ قیام لیتے ہین

یہان سے ہٹ جائے فکر ہر دو جہان
مست ہاتھو نمین جام لیتے ہین

کچھہ عجب چیز ہے یہہ حسن کی جنس
گاہ سے خاص و عام لیتے ہین

نامہ بر ہین اسی مین خوش ہون کہ وہ
سن تو میرا پیام لیتے ہین

جادہ فرسائے کوہی یار ہین ہم
پانون کا سر سے کام لیتے ہین

وہ دہان خدنگ پیکان کا
نوک مژگان سے کام لیتے ہین

ہاتھہ آتا ہے کوڑیون کے مول
آپ کو ہی غلام لیتے ہین

ہو کسی سے قصور دنیا مین
آپ میرا ہی نام لیتے ہین

ملک الموت کا مسیحا کا
آپ آنکھون سے کام لیتے ہین

انکو بہرتے ہین حضرت رونق
قرض لیتے ہین دام لیتے ہین

قتل عاشق مین ہین ابرو کی برابر پلکین
تیغ گر ابروئے قاتل ہے تو خنجر پلکین

اشک خونی مین ہوئین تر جو سراسر پلکین
بنگئین غیرت صد برگ گل تر پلکین

لطف مین کم ہین تری چشم سے کیونکر پلکین
دل مین اُتری ہین نگاہون کی برابر پلکین

کوئی پہلو نہ مری قتل کا چھوڑا کہ نہین
تیر و پیکان و سنان و دشنہ و خنجر پلکین

نہ کسیکی تری آنکھون کے مقابل آنکھین
نہ کسیکی تری پلکون کے برابر پلکین

وہ تو بجلی کیطرح آہی گئے آنکھو نمین
رنگئین بہر دعا ہاتھہ اُٹھا کر پلکین

یہہ بہی برگشتہ سی رہتی ہین تری آنکھہ کے ساتھہ
بنگئین گیا کہین میرا ہی مقدر پلکین

گردش بخت سی اس شوخ نے جو پھیری آنکھہ
پھر گئین ہیسے وہین مثل مقدر پلکین

ماہ کو ہم تری چہرہ سے نہ دینگے تشبیہ
ابرو و چشم نہ اُسکی نہ ستمگر پلکین

ہو گئے آنکھہ جھپکنے مین ہزارون بسمل
کیا ہی اللہ نے دی ہین تجھی کافر پلکین

چشم کا وصف کرون یا تری مژگانکی صفت
آنکھہ پلکون سے سوا آنکھہ سی بڑہکر پلکین

جلوۂ حسن نہہ کسکا ہی مری آنکھو نمین
کہ نہین پنجۂ خورشید منور پلکین

فرش گل بستر پہ خار ہمین ہے رونق
آگئین یاد یہہ کسکی سر بستر پلکین

فسون کچھہ آنکھون مین یہہ گلعذار رکھتے ہین
کہ اک نگاہ مین انسان کو مار رکھتی ہین

بھرا گلون سے دل داغدار رکھتے ہین
ہم اپنے سینہ مین ہردم بہار رکھتے ہین

جو ہم قدم طرف کوئی یار رکھتے ہین
اُٹھا کے طاق مین صبر و قرار رکھتے ہین

کہی ہی شکل حسینون کی دلمین عاشق کے
یہہ گل عجب ہین کہ تاثیر خار رکھتے ہین

بضاعت اور ہے یہان بے بضاعتی کیسی
امید رحمتِ پروردگار رکھتے ہین

چلین تو ہم بہی وہان بخت آزمانے کو
سنا ہی آج وہ خدمت گذار رکھتے ہین

نہین کچھہ اور بجز جان و دل ہمارے پاس
یہی متاع برائے نثار رکھتے ہسین

دکھائی کیا ہمین آنکھین فلک ستارون سے
بغل مین ہم بہی دل داغدار رکھتے ہین

شب وصال مین یہان شوق ہی وہان شوخی
ہم آنکو اور وہ ہمین بیقرار رکھتے ہین

اُنہین یقین نہین شاید کہ دم مرا نکلا
کہ ہاتھہ سینہ پہ وہ بار بار رکھتے ہین

رفو ہی زخم جگر مین یہہ کام آئینگے
ہم اپنی جیب مین دو چار تار رکھتے ہین

بہت عجب ہے کہ ہم کسطرح سی ہین زندہ
کہ دل تو ایک ہی اور غم ہزار رکھتے ہین

ہمین بہار مین کیا فکر دستِ وحشت کا
نہ جیب مین ہی نہ دامن مین تار رکھتے ہین

کہلی جو زلف تو شب ہی جو رخ کہلا تو سحر
حسین بہی حکم مین لیل و نہار رکھتے ہین

نظر ملی کہ ادہر گہاؤ پڑ گئے دل مین
نگہہ مین تیغ کہین گلعذار رکہتے ہین

دکہانہ برق ہمین بیقراریان اپنی
کہ ہم بہی پاس دل بیقرار رکہتے ہین

سوای درد نہ ہمدرد ہے یہان کوئی
سوائے غم نہ کوئی غمگسار رکہتے ہین

ہواہی اور ہمارا غبار ہے رونق
نہ مقبرہ نہ کہین ہم مزار رکہتے ہین

ہر گہڑی تذکرۂ غیر نگر خوب نہین
چہیڑ اس لطف کی ای رشک قمر خوب نہین

اشکباری تری یون شام و سحر خوب نہین
ڈر بنا خلق کا ای دیدۂ تر خوب نہین

جسمین پیدا ہو سدا فتنہ و شر خوب نہین
ہم سی ہر روز نہین رشک قمر خوب نہین

جان لینا کہ کبہی جان ہی دی بیٹہو نگا
چہیڑ ہر وقت کی ای درد جگر خوب نہین

خانۂ چشم سے میری نہ کہین جاؤ تم
یہ نہین گر جاؤ گے آنکہو نسی سفر خوب نہین

جان جائیگی محبت مین کہ یہہ ہر دم کا
دردِ دل خوب نہین دردِ جگر خوب نہین

برق بہی مجمع عشاق پہ کرتی دیکہی
نگر انبوہ مین آئے وہ نظر خوب نہین

یون تو ہر شام سے ہر ایک سحر اچہی ہے
ایک کا نور شب وصلت کی سحر خوب نہین

ہی یہہ اچہا کہ بُرا مینے تو دل نذر کیا
تم تو ہو خوب یہہ کمبخت اگر خوب نہین

دور سے دیکہتے کیا فرط لطافت سے نہین
پاس سے بہی ہمین آتے وہ نظر خوب نہین

آہ کے ساتہہ نگر دودِ جگر جا پہنچا
چرخ پر آج جو شفاف قمر خوب نہین

سب بشر خوب ہین اس دار فنا مین رونق
جسکے دل مین ہو نہ الفت وہ بشر خوب نہین

۳۳۵

کہتا ہے کون عاشق مضطر بہت سی ہین
دنیا مین بو الہوس تو مقرر بہت سے ہین

قاصد نشان کوچۂ قاتل نہ بھولنا
وہ رہگذر ہے جسمین پڑے سر بہت سے ہین

کچھ دل شگاف ہی نہین تیغ نگاہ ناز
اے قاتل اسمین اور بھی جوہر بہت سے ہین

کیا جانین کیا رقیب نے اُنسے لگا دیا
کچھ آج کل وہ ہمسے مکدر بہت سے ہین

اس در کی زیب ہی ہمین مقصود ورنہ یون
سر پھوڑنے کیواسطے پتھر بہت سے ہین

دولت وہی ہے جس سے کہ ہو فیض خاص و عام
کس کام کے جو بحر مین گوہر بہت سے ہین

دیدار کی طلب پہ کہا اُسنے ناز سے
تجھ سے بھی اور طالب و مضطر بہت سے ہین

مجھ سا جہان مین کوئی بھی ہوگا نہ بدنصیب
یون زیر آسمان تو بداختر بہت سے ہین

دیوانہ کرکے سب سے تعلق چھڑا دیا
احسان تیرے ہم پہ ستمگر بہت سے ہین

مردے جو تمکو کرنے ہین زندہ تو لب ہلاؤ
کس کس کے تم لگاؤگے ٹھوکر بہت سے ہین

۲۴۶

جانا ہی ہے ضرور جو رونق تو جاؤ وان
پر راہ کوئی یار مین چکر بہت سے ہین

کیون اُدھر دیکھنے کی تاب نہین
آدمی ہے وہ آفتاب نہین

کون وان ہمرہ رکاب نہین
مین ہی اک خانمان خراب نہین

ہم ہین اور ایک وضع پر غم ہجر
کیا زمانے کو انقلاب نہین

جسکے طالب ہون اور وہ نہ ملے
اس سے بڑھکر کوئی عذاب نہین

نام سے ذکر سے ترے خالی
کوئی دفتر کوئی کتاب نہین

کچھ تو ہو مونہہ چھوانے کو ساقی
درد ہی دے اگر شراب نہین

آئینہ مین جو ہو تو ہو ورنہ
آپ کی شکل کا جواب نہین

طلب مدعا نے دل پہ وہان
مونہہ سے نکلا ہی کیا شتاب نہین

مست پندارِ نازِ حسن ہین وہ / نشۂ عالمِ شباب نہین
ہی وہ عاشق کہ عشق مین مٹجائی / ورنہ عاشق کو ہی خطاب نہین
ایک ناکام ہم ہی ہین ورنہ / آپ سے کون کامیاب نہین
تشنہ کامانِ شوق کو دیکہا / تیری شمشیر مین بہی آب نہین
کچہہ تو ہو چارۂ جراحتِ دل / خاک بہر دو جو مشک ناب نہین

عیش دنیا کے ہیچ ہین رونق
اک اگر عالمِ شباب نہین

بسکہ ظلمت ہی اُجالا مری مسکن مین نہین / نور تک بہی تو ذرا دیدۂ روزن مین نہین
وہ جو آرامِ دل و جان مری مسکن مین نہین / مین سمجہتا ہون مری جان مری تن مین نہین
وحشیون سے نہین رہتا کبہی صحرا خالی / مین ہی موجود ہون اے قیس اگر بن مین نہین
وہ جو گلگشت سے آئے ہین تو یہ عالم ہے / کونسا باغ مین طائر ہی کہ شیون مین نہین
ساتہہ میری دلِ مضطر کو نہ یہ کہنا زنہار / کہ ٹہرتا نظر آتا مجہے مدفن مین نہین
عیب ہے حسنِ گل و شمع مہ و مہر مین بہی / اک نہین ہی تو کسیکے رخِ روشن مین نہین
یہہ ہی تو تہر ہے سمجہا نہ کسی نے ورنہ / وصل اس عاشقِ دلخستہ کو کس فن مین نہین
وہ مری پاس نہین ہی تو نظر مین میری / چرخ پر مہر نہین گل کوئی گلشن مین نہین
تیغ کو دیجئے کیون سنگ فسانکی تکلیف / کچہہ دلِ غیر کی سختی مری گردن مین نہین

غور سے ہمنے کئی بار نظر کی رونق
فرق کچہہ مہ مین اور اُسکے رخِ روشن مین نہین

عدو کو عیش ہی اور راحتین ہین / یہان اندوہ ہی اور حسرتین ہین

شروع عشق مین گو لذتین ہین
مگر آخر مین لاکھون آفتین ہین

میسر جنکو انکی صحبتین ہین
اُنہین لوگونکی اچھی قسمتین ہین

سما سکتی نہین ارض و سما مین
ذرا سے دلمین کتنی حسرتین ہین

جفای یار و فکر دل غم غیر
محبت مین بھی کیا کیا آفتین ہین

شراب ناب پر مرتا ہے زاہد
دکھا نیکی یہہ ساری حجتین ہین

غم و دشنام و تیغ و خنجر و تیر
پئی عشاق کیا کیا نعمتین ہین

نہین جز ہکر غم الفت سے کوئی
جہان مین یون ہزارون نعمتین ہین

بلانا ہو اگر منظور اُن کو
تو جانے کی بہت سی صورتین ہین

کسیکی گالیان ہردم سنین کیون
حدیثین ہین کہ کوئی آیتین ہین

حسین جنت مین ہین جو حور و غلمان
تو یہان بھی اچھی اچھی صورتین ہین

غلام بے درم ہے رونق اُن کا
جہان مین جتنی اچھی صورتین ہین

۲۷۹

مجھہ سے کیا پوچھتے ہین دوست کہو کیا دل مین
فرقت یار سے اک حشر ہے برپا دل مین

لیلیا عشق نے جو کچھہ کہ یہان تھا دل مین
اک فقط درد ہی اب اور رہا کیا دل مین

غیر کا کیونکہ خیال آئے نہین جا دلمین
آپ کی یاد ہے چھائی ہوئی کیا کیا دلمین

ہم سے کیا پوچھتے ہین آپ کہو کیا دلمین
آپکے وصل کی رکھتے ہین تمنا دل مین

نہ وہ حسرت ہے نہ الفت نہ تمنا دل مین
ہم سے پوچھو کہ رہا عشق سوا کیا دلمین

کچھہ سمجھہ مین نہین آتا کہ یہہ ہی کیا دلمین
عکس خال رخ زیبا ہی سویدا دل مین

آسمان دلمین زمین دلمین ہی دریا دل مین
غور گر کیجئے تو جمع ہے کیا کیا دل مین

نیند آنکھون مین کہان چین کہان صبر کہان
کہب گیا جب سے کسیکا رخ زیبا دلمین

مجھہ سے دلخستہ و رنجور پہ یہہ جور و ستم
کچھہ تو رکہہ خوف مری جان خدا کا دلمین

رنج ہو وعدہ نہو فکر نہو حسرت ہو
کچھہ نہ کچھہ چاہیے ہو عشق سی کہٹکا دلمین

عشق وہ عشق کہ جو ارض و سما مین نہ سمائے
ہمکو حیرت ہے کہ یہان کیونکہ سمایا دل مین

جسکو ہر رنگ مین ڈہونڈا ہے نگہ بن بنکر
ہمنے پایا بہی تو اُس شوخ کو پایا دل مین

قتل عاشق کے سوا اور نہین شغل تجہے
ای ستمگار یہہ کیا رنگ سمایا دلمین

حشر اُٹہا مری پہلو سی جو اُٹہے دیکہو
تم نہ اُٹہتے تو یہان درد نہ اُٹہتا دل مین

زہد و تقوی ہے مگر نام اسیکا زاہد
ہاتہہ مین سبحہ ہی اور نام بتونکا دلمین

جسکو آنکھون پہ بٹہا مین جسی دلمین کہین
دشمن جان وہی ہوتا ہی ہمارا دل مین

وصل ممکن نہین پہر کیا مرض غم کی دوا
ہین خجل راز محبت سے وہ کیا کیا دلمین

دیکہتا ہون کہ وہ جاتے ہین عدو کے ہمراہ
سوچتا ہون کہ یہان کیا ہی وہان کیا دلمین

درد کو یون کوئی سینہ مین جگہہ دیتا ہے
ہمنے جس مہر و مروت سے اُتارا دل مین

ہائی کس لطف سے کہتے ہین دکہا کر جلوی
آپ کچھہ اور بہی رکہتے ہین تمنا دل مین

شہر و برق بنے شعلہ و سیماب ہوئی
لمحہ بہر کے لئے کیا آئے رہی کیا دلمین

قسمت دیدۂ خونابہ فشان ہو جاتا
ایک دو قطرہ اگر خون نہوتا دل مین

سر ہے یہان دوش پہ بار اُسکے قدم پر ہوتا
یہی ارمان ہی اور یہہ ہی تمنا دل مین

آپکی یاد ہی اور کچھہ نہین فکر دو جہان
آپ نے اپنے سوا کچھہ بہی نچھوڑا دل مین

پرورش کی ہی بہت خون جگر سے اپنی
کیونکہ بالیدہ نہو نخل تمنا دل مین

کعبہ دل کو کیا آپ نے یک لخت خراب
گہر خدا کا ہے یہہ اتنا ہی نہ سوچا دلمین

سوز و غم درد و الم رنج و عنا یاس امید
دلمین کیا کچھہ نہین سب کچھہ ہی مہیا دلمین

تہمین شوخی سے نہ ٹہیرو تو نہ ٹہیرو ورنہ
ہمنے آنکھوںمین رکہا ہمنے چہپایا دل مین

ربط کیا انسے حسین کسکے ہوئی ہین رونق
تونے کمبخت مگر یہہ بہی نہ سوچا دل مین

جان و دل شادکام دونو ہین
کامیاب کلام دونو ہین

ہین تری مہر و کین مین وہ الجھاؤ
کہ دل وجان کے دام دونو ہین

نظر آتے نہین دہان و کمر
داستان لا کلام دونو ہین

قیس و فرہاد مانتے ہین مجہے
جہک کے کرتے سلام دونو ہین

کبہی آنکھوںمین ہو کبہی دل مین
یہہ تمہارے مقام دونو ہین

کبک و طاؤس تجہکو پائین کیا
خیر ہین خوش خرام دونو ہین

نہ طلب تم سے کی نہ کچھہ دیکہا
مجہپہ یہہ اتہام دونو ہین

ہی غضب غیر ہے ندیم انکا
قہر ہے ہمکلام دونو ہین

ہی مہ و مہر کو کسیکی تلاش
چرخ مین صبح و شام دونو ہین

دل لگانا کہ جان دے دینی
ایک سے ہی یہہ کام دونو ہین

میری الفت کو انکی نفرت کو
جانتے خاص و عام دونو ہین

دشمن جان ہو تم جفا گر تم
یہہ تمہارے ہی نام دونو ہین

مجہہ مین اور مین نہین کچھہ فرق
ایک کے ہی یہہ نام دونو ہین

قصہ ہجر و داستان وصال
کیا کہین ناتمام دونو ہین

زندگی اور نقش صفحۂ آب
ایک سے بے قیام دونو ہین

مہرومہ اُسکی دید کو رونق
صرف گردش مدام سے کہتے ہین

وہ دل مین اور دل پر اضطراب پہلومین | غضب ہی برق ہے خورشید تاب پہلومین
نہین نہین دلِ پر اضطراب پہلومین | یہہ ہے جہانِ بلا کا جواب پہلومین
ہوا ہے وصل میسر کئی ارزون سے | خدا کو مان کے بیٹھو شتاب پہلومین
نگاہِ ناز مین ہے سحر ہم سے کیون پوچھو | کہان ہے یہان دلِ ناکامیاب پہلومین
سمجھہ چکے ہین کہ بے خود فگن ہی جلوۂ ناز | وہ آکے بیٹھہ گئے بے حجاب پہلومین
بنے ہوئے ہین قیامت کے ہم ہمین دیکھو | کہ رکہتے ہین دل پر اضطراب پہلومین
نہین وہ پاس کہ ہے جان کیف بدمستی | یونہین وہرار ہے جام شراب پہلومین
غرورِ حسن پہ وہان کیا ہے ناز کم سخنی | یہان ہے صبر سے دل لاجواب پہلومین
تم اور خوابِ خوشِ ناز بستر گل پر | چبھین گے کیا رگ ہر گلِ گلاب پہلومین
نہ حظِ وصل ملا کچھہ نہ لطفِ ہم سخنی | یہہ بنکے آئے وہ اک رنگ خواب پہلومین
جو کام آئے تو لین دل کو آپ ہی رکھین | بہت دنون سے پڑا ہے خراب پہلومین
دمِ وصال ہے یہان عیش و جہان ناصح | سوال کا تری یہہ ہے جواب پہلومین
یہہ شان بادہ کشی ہی رہے مدام رہے | شراب جام مین جامِ شراب پہلومین
نگاہ مہر ہو جلوہ کو زیب تسکین دو | کہ کب سے خانۂ دل ہے خراب پہلومین
یہان وہ آئی اور اب آئی شوق ہو ضامن | ذرا تھمی دلِ پر اضطراب پہلومین
مجھے یہہ غم ہے کہ میری نظر نہ لگ جائے | وہ آج سوئے ہین اور بی نقاب پہلومین
کہان سے آئینگے وہ صبر دی خدا مجھکو | تڑپ رہا ہے یہہ زار و نزار پہلومین

کہنچے کہنچے رہو کیون پاس ہی جب آبیٹہے
نہین روا نہین یون اجتناب پہلومین

فغان و آہ و دلِ زار کہئے کیا کم ہے
نہون اگر نہین چنگ و رباب پہلومین

عذاب ہجر سے جان اک حزین کی بچتی ہے
ذرا اُنکو بخیال ثواب پہلومین

نہ ہاتہہ ڈال بلِ پرخلش ہے چارہ سگال
کہ نیشتر ہین بہرے بے حساب پہلومین

تری نظر سے کوہی چین پائے کیا کہ یہان
رہا ہے دل کو عجب انقلاب پہلومین

نہ رنج ہو نہ الم ہو نہ درد ہو رونق
اگر نہو دل حسرت مآب پہلومین

ہدف ستم کا بنا چکے ہین خدنگ دل پر لگا چکے ہین
ہمین وہ کیا آزمائینگے اب ہزار بار آزما چکے ہین

سنان شمشیر و تیر و خنجر اُٹہا اُٹہا کر دکہا چکے ہین
مگر کوہی ہم ہین ڈرنے والے بہت ہمین وہ ڈرا چکے ہین

اُسیکو کہتے ہین وہ محبت رکہا ہے اخلاص نام اسیکا
کبہی جو کی تہی نگہہ اودہر کو زبان پہ سو بار لا چکے ہین

ہنسی کہا انکی مزاج کیسا اگر ہو خوش دل تو لب تک آئے
نہین ہنسے ہم نہین ہنسے ہم بہت بہت وہ ہنسا چکے ہین

یہہ بحر الفت ہی قہر کا تہا کہ تہا نہ پیدا کنارا اُسکا
ذرا مدد اور خضر ہمت کہ اُبتو ساحل پہ آ چکے ہین

نہین ہے کچھہ شکوہ تغافل یہہ ہے نصیبونکی اپنے شامت
پئے عیادت وہ آئے ہین کب کہ جب لحد مین و یا چکے ہین

ہزاروں انگڑائی اور جماہی پھر اُسپہ کہنا کہ نیند آئی
مری اُٹھانے کو بزم سے وہ بہت سے حیلے اُٹھا چکے ہین

یہہ عشق کمبخت ایک بلا ہے کوئی نہ بہولے سے ہین الجھے
بجز ندامت ہوا نہ حاصل بہت سی ہم خاک اڑا چکے ہین

نہ صبر دلمین نہ چین جیمین نہ ہوش سرمین نہ جان تن مین
ہوا ہی جب سے عشق ہمکو ہم اپنی ہستی سی جا چکے ہین

اُنہین عداوت ہے اتنی مجہہ سے کہ لوح ہستی سی نقش میرا
مٹائے جاتے ہین وہ ابھی تک اگرچہ پہلے مٹا چکے ہین

قصور انکا تو کچھہ نہین ہے مری ہی قسمت کی کو تہی تہی
اُنہین کب آیا ہے رحم مجھپر کہ جب مرا سر اڑا چکے ہین

غضب ہی ناوک نگاہ کا تہا کہ دلمین پیوستہ ہو گیا تہا
ہمین تو وہ لطف پھر نہ آیا ہزار ہا زخم کہا چکے ہین

جگر مین تیر اور آگ دلمین نشان مرا اور تیغ سے سر
لگا چکے ہین جلا چکے ہین مٹا چکے ہین اُڑا چکے ہین

۱۳۱۱	نہین ہی اعدا سے انکو فرصت ملین وہ کسطرح ہمسی رونق جمی وہان کیونکہ رنگ اپنا وہ رنگ اپنا جما چکے ہین	

مین پارسا نہین ہون جو میخوار ہی نہین	ہان می پلائین آپ تو انکار ہی نہین
انکار وصل ہی نہین اقرار ہی نہین	کیونکر کہون کہ مجہہ سے سروکار ہی نہین
میری طرح خوش آپ سے اغیار ہی نہین	عقدہ کہلا کہ آپ وفادار ہی نہین

جیتا ہون اور جان ہی پہلو مین غیر کے / ایسی تو زندگی مجھے درکار بھی نہین

مجھہ سے ہی پائے بند وفا ہو گئی رقیب / تم سا کوئی جہان مین طرحدار بھی نہین

انداز جانستانیٔ عشاق دیکھنا / کیا ناز ہے کہ ہاتھہ مین تلوار بھی نہین

گریہ نے نقش چارۂ وحشت مٹا دیا / سر پھوڑنے کے واسطے دیوار بھی نہین

رہنی وہ تختہ مشق ادائے ستم سہی / دل کام کا نہین ہے تو بیکار بھی نہین

اثبات نفی نفی سے سمجھے نہ تا کوئی / انکار مین غضب ہے کہ تکرار بھی نہین

کہتے ہین ذکر ربط عدو پر بجا درست / انکار بھی نہے اور پہر انکار بھی نہین

چلتا ہون بچکے ساز تعلق سے کسقدر / جوشش جنون سے جسم پہ اک تار بھی نہین

آتی تو کام چشم تماشا طلب کہان / گہر مین تو انکے روزن دیوار بھی نہین

جسپر پڑی نگاہ وہی جانستان ہوا / واقع مین ہمکو عشق سزاوار بھی نہین

اغیار ہین مگر نہین ہنگامہ حشر خیز / بسمل تمہاری بزم مین دو چار بھی نہین

واعظ نعیم و خلد کا قصہ نہ چھیڑنا / کچھہ مجھہ سے دور خانۂ خمار بھی نہین

اپنی جدا روش ہے ستم ہین نئی نئی / ظالم شریک چرخ ستمگار بھی نہین

کتنا عذاب ہجر مین ہون مبتلائی ورنہ / یارب مین اسقدر تو گنہگار بھی نہین

کیا ہو شکست توبہ کہ ہے پاشکستگی / قسمت سے پاس خانۂ خمار بھی نہین

وقت نظر ہے برق تجلّی نظارہ سوز / ممکن نہین ہے وصل تو دیدار بھی نہین

واعظ ابھی سے کیا مجھے توبہ کا فکر ہے / ظالم ابھی تو حشر کے آثار بھی نہین

حیران ہے تمکو دیکھہ کے تم دیکھتی ہو کیا / دشمن تو نقش صورت دیوار بھی نہین

آؤ نہ غمکدہ مین مری تم عدو کے ساتھہ / خلوتکدہ نہین تو یہ بازار بھی نہین

ہوتے ہین سنکے درہم و برہم تو حال دل
اور لطف یہہ کہ مانع اظہار بہی نہین

رونق ترا یہہ حال ہے جسکے فراق مین
ایسا تو کچہہ وہ شوخ طرحدار بہی نہین

ہم اُن کو حالِ دل اپنا سنائی جاتے ہین
وہ بیٹہے سنتے ہین اور مسکرائی جاتے ہین

وہ بعد قتل بہی خنجر لگائی جاتے ہین
شہید ناز کی شوکت بڑہائی جاتے ہین

عدو کی بزم مین وہ بے بلائی جاتے ہین
یہان کے آنے مین حیلے بنائی جاتے ہین

امید وصل مین یہان جی پہ آبنی ہی مگر
وہ چٹکیون ہی مین ابتک اُڑائی جاتے ہین

خموش محفل اعدا مین دور بیٹہے ہین
غضب ہی تو بہی وہ آنکہو نمین کہائی جاتے ہین

بظاہر اُن کو محبت ذرا عدو سے نہین
مگر نگاہ مین کچہہ طور پائی جاتے ہین

نمود ہوئی محبت ہے ضبط عاشق سے
کہ مشک و عشق بہی کوئی چہپائی جاتے ہین

ڈبو ہی دینگے کبہی دیدہ ہای اشک فشان
ہمیشہ روز و شب آنسو بہائی جاتے ہین

نہ بار بزم ملا بوالہوس کی جان بچی
کہ مثل شمع وہان دل جلائی جاتے ہین

تری وہ ناز کہ جو اک جہان سی اُٹہہ نہ سکے
ہمین تو دیکہہ کہ کب سے اُٹہائی جاتے ہین

غبار دل مین ہے اور شرم کا بہانہ ہی
ہمین وہ دیکہہ کے مونہہ کو چہپائی جاتے ہین

یہہ انفعال ہی کس کس جفا گری کے عوض
کہ بات بات مین وہ مونہہ چہپائی جاتے ہین

عدو سے ذکر مرا بعد پائمال بہی ہے
مٹا چکے ہین مجہے اور مٹائی جاتے ہین

غرض اُنہین نہین لیکن ستم اُٹہانے کو
کبہی کبہی ہمین اب بہی بلائی جاتے ہین

کہون تو کیونکہ کہون اُن سے حالِ زار اپنا
سمند ناز کو وہ تو اُڑائے جاتے ہین

سمجہہ گیا مین کہونگا نہ کچہہ خدا کی قسم
شراب آپ مجہے کیون پلائی جاتے ہین

یہہ بزم یار مین ہے قدر و منزلت رونق
کر آئے کوئی وہان ہم مٹا ہی جاتے ہین

سیم گون آپ کے رخسار نظر آتے ہین
الفت غیر کے آثار نظر آتے ہین

جنسے داد دل مظلوم کی ہے مجھکو امید
وہ بہی اُسکے ہی طرفدار نظر آتے ہین

صورت آئینہ ہین مطلع انوار جمال
یہہ جو ہمکو در و دیوار نظر آتے ہین

سینہ کاوی ہی سہی جامہ دری کے بدلے
ہاتہہ بے شغل تو بیکار نظر آتے ہین

بن ترے رشک چمن جی پہ بنی ہے اپنے
باغ مین پہول کی جا خار نظر آتے ہین

دیکہکر میری طرف طنز سے وہ کہتے ہین
آپ بہی طالب دیدار نظر آتے ہین

جلوہ حسن بہی چہپتا ہے کہین زیر نقاب
دور سے چاند سے رخسار نظر آتے ہین

بسکہ رہتا ہے شب و روز تصور دلمین
خواب مین بہی انہین اغیار نظر آتے ہین

گل عدو کہائینگے جب قدر ہماری ہوگی
اب تو آنکہون مین ہمین خار نظر آتے ہین

وہ گئے کیا کہ نہین کچہہ بہی ہمارے گہر مین
کیا ہی سونے در و دیوار نظر آتے ہین

ہی قتیل نگہ و شنہ گذار اک عالم
کشتے انبار کے انبار نظر آتے ہین

جوش اُٹہتا ہے چلین اور سر اپنا پہوڑین
اُنکے گہر کے در و دیوار نظر آتے ہین

اُٹہہ گیا جب کہ نگاہونسے دوئی کا پردہ
ایک ہی سبحہ و زنّار نظر آتے ہین

یہہ نہ سینہ سے گیا اور نہ وہ تن سے گئی
جان و دل عشق مین بیکار نظر آتے ہین

دل ہے صد چاک پئے بخیہ لگائی رکہئے
یہہ گریبان مین جو دو تار نظر آتے ہین

باز رہتے ہین محبت سے تری کیون ناصح
مجہکو دشمن کے مددگار نظر آتے ہین

ناتوانی سے تری بزم مین آؤن کیونکر
دو قدم بہی مجھے دشوار نظر آتے ہین

ڈھونڈتے کیا ہو کہ سینہ مین جگر ہی کہا ہین
لخت آنکھو نمین تو دو چار نظر آتے ہین

شوخی و ناز سے اک برق بنے ہین ہمہ تن
چھپتے سو بار ہین سو بار نظر آتے ہین

کوئی حائل نہین ہوتا نظر الفت کا
جلوی اُنکے پسِ دیوار نظر آتے ہین

ہم ہوئی جب سے گرانبار محبت رونق
سبکی انکھو نمین سبکسار آتے ہین

مجھکو شریک کرتے ہین اکثر شراب مین
شاید لڑا ہے اُنسے مقدر شراب مین

ہوتا ہے مہربان جو وہ اکثر شراب مین
تاثیر عشق کچھہ ہے مقرر شراب مین

کیا دیکھتے ہین آپ جھجک کر شراب مین
پیدا ہی عکس زلف معنبر شراب مین

پرتو فگن ہے چشم فسونگر شراب مین
کیا مل گیا ہی فتنۂ محشر شراب مین

بدمستیون کے شوق نے طوفان اُٹھائی ہین
بیٹھے ہین ہم بہائی ہوئے گھر شراب مین

کھلجائے کاش نشۂ مے مین غبارِ دل
ہوجائین کاش ہم سے مکدر شراب مین

ہی بدمزہ اِدھر کو درم میکشی نگاہ
دیتے ہین ہمکو زہر ملا کر شراب مین

جاتے ہین بیخودی مین ترے در پہ بارہا
پاتے ہین اپنے ہوش ہم اکثر شراب مین

نشہ طلوع پر ہے تو گردونیہ ہے دماغ
ذوقِ شہ و گدا ہے برابر شراب مین

مستی مین ہوش دعوی خون حشر تک نہو
وہ عاشقون کو زہر ملا کر شراب مین

ساقی کے در پہ سجدہ کنان مانگی شراب
ڈوبین ہم اور ڈوبین مقدر شراب مین

تر دامنون کو آتش دوزخ سے ہی نجات
جامہ ہے شور بور سراسر شراب مین

ساغر مین عکس آتش رخسار ہی طلسم
بھڑکا رہا ہے آگ فسونگر شراب مین

بے یار موجِ مے سے ہے رگِ جا نمین نشتر
یہہ جانستانیان ہین مقرر شراب مین

کیسی نماز کون پڑھے کسکو ہوش ہے
ڈوبا ہوا ہون پانو سے تا سر شراب مین

وہ رندِ بادہ کش ہون کہ مرنے کے بعد بھی
اٹکی رہیگی جان مقرر شراب مین

حور و قصور و کوثر و تسنیم کو سلام
بیڈھب مزے ہین لطف ہین کافر شراب مین

کچھہ قتل مین بھی چاشنی مے ضرور ہے
قاتل بجھا کے لائیو خنجر شراب مین

پنہان وہ لذتین ہین کہ ہے آب زندگی
پیدا نہ یان جان ہی سراسر شراب مین

تم پہ کھلا شراب سے بابِ ادا و ناز
ہمنے ڈبوئی عقل کے دفتر شراب مین

شیرین کلامیان ہین وہان وقت میکشی
گویا ملا ہے قند مکرر شراب مین

ڈوبا ہوا شراب مین ہون عمر ہوگئی
کب سے ڈبو دیا ہے مقدر شراب مین

کھلتا ہے رنگ رخ سے تری جوہر شراب
کھلتے ہین حسنِ شوخ کے جوہر شراب مین

لیتے ہین دستِ غیر سے ساغر کہ دین مجھے
دیتے ہین مجھکو زہر ملا کر شراب مین

ہو چارۂ جراحتِ دل لطف ہر مزید
دو ایک جام مشک ملا کر شراب مین

گرمی سے نشہ کی وہ جبین ہی عرق فشان
گرتے ہین آسمان سے گوہر شراب مین

محروم بزمِ مے سے نہ پھر جائے محتسب
دیدو کوئی کباب ڈبو کر شراب مین

مستی مین مین ہون مجھہ مین ہی مستی کہون تو کیا
ساغر مین ہے شراب کہ ساغر شراب مین

۲۵۷

رونق نے اُنکے ہاتھہ سے بزمِ رقیب مین
اک خونِ دل پیا ہے ملا کر شراب مین

مبتلائے بلا تو ہم بھی ہین
اک حسین پر فدا تو ہم بھی ہین

غیر ہمدم نہین جلیس نہین
اُسکے در کے گدا تو ہم بھی ہین

ہم نہین بیوفا جو تم ہو تو ہو
تم ہو گر باوفا تو ہم بھی ہین

دیکھیے وہان قبول ہو کہ نہ ہو — مانگ لیتے دعا تو ہم بہی ہین
قتل عشاق ہے اگر منظور — آپ پر مبتلا تو ہم بہی ہین
اور دعوی نہین ہی کچھہ ہمکو — ہان مگر مبتلا تو ہم بہی ہین
خاک ہو کر کسیکے کوچے مین — قابلِ نقش پا تو ہم بہی ہین
قتل کیجے مریض الفت کو — جانتے یہہ دوا تو ہم بہی ہین
وہ کسیکا نہو ہمارا ہو — مانگتے یہہ دعا تو ہم بہی ہین
خود وہ پوچھین اگر تو ہی بہتر — رکھتے کچھہ مدعا تو ہم بہی ہین
دل مومن ہے مثلِ آئینہ — تم اگر ہو خفا تو ہم بہی ہین
اور دینے کو پاس ہی یہان کیا — تمکو دیتے دعا تو ہم بہی ہین

سب برا کہتے ہین تمہین رونق
جانتے کچھہ برا تو ہم بہی ہین

گفتگو یہان کب ہی شکل و شان مین — وضعداری چاہیے انسان مین
جان ہی جب تک ہماری جانمین — ہم رہینگے آپ ہی کے دہیان مین
پہلے تیور اور تھے اب اور ہیں — غیر آکر کہہ گیا کچھہ کان مین
سنکے میرا حال حسرت سی کہا — سچ کہا ہے کچھہ نہین انسان مین
حسرتون کی شکل گر دیکھی نہو — دیکھہ لو آکر مرے دیوان مین
دلمین جو کچھہ تھے ہماری ولولے — بھر دئے ہین ہمنے سب دیوانمین
کب ہوا حاصل کسیکو وصل یار — مرگئے لاکھون اسی ارمان مین
جان عاشق کی بچی تو کیا بچی — لاکھہ آنین ہین تری اک آن مین

اب کہاں عشاق کے دل کو نجات — زلف اُسکی کہہ رہی ہی کان مین
قیمت دل اک نگاہِ ناز ہے — آگے جو آئی ترے ایمان مین
حضرتِ دل کس سے اور کیسی امید — خیر ہے کچھ آپ ہین کس دہیان مین

دل کہین آنکھین کہین باتین کہین
سچ کہو رونق ہو کسکے دہیان مین

صفحۂ دل پہ ہماری وہ رقم ہوتے ہین — ہم پہ جو جو کہ تری جور و ستم ہوتے ہین
غیر پر ہون جو تری لطف و کرم ہوتے ہین — ہم تو حسرت سے روان سوئی عدم ہوتے ہین
یون تو وہ لطف ہین جو مجھپہ ستم ہوتے ہین — غیر کے سامنے حق مین مری سم ہوتے ہین
ہم ٹہرتے ہین جہان رنج والم ہوتے ہین — وہ جہان بیٹہتے ہین جور و ستم ہوتے ہین
مجھہ سی گستاخ بہی عشاق مین کم ہوتے ہین — رات بہر ہاتہہ مری آنکے قدم ہوتے ہین
ہم تحشّم سے روان سوئی عدم ہوتے ہین — کہ جلو مین قلق و درد والم ہوتے ہین
کاش وہ زینت کاشانۂ دل یہان ہوتے — کوچۂ غیر مین جو نقش قدم ہوتے ہین
اُسکو لکہا کہ لکہون نامہ تو ہون ہاتہہ قلم — اپنی تحریر سے یہان ہاتہہ قلم ہوتے ہین
نہ یہان ہین نہ وہان ہین کوئی دیکہے انہین کیا — وہ کہان جلوہ گر دیر و حرم ہوتے ہین
اپنی آنکہون سے اُٹہاؤن کہ دمِ جلوہ گری — ناز ہی ناز وہ سرتا بقدم ہوتے ہین
ہان کوئی ایک نگہہ لطف اودہر بہی ہو جائے — بندے ہم آپ کے بیدام و درم ہوتے ہین
ساتہہ فتنون کے وہ آپ اُٹہتے ہین اُس محفل سے — جسمین اک شوق سے بیٹہے ہوئے ہم ہوتے ہین
اک زمانہ ہی تری عشق مین دشمن میرا — چرخ کلے تجہہ سے بہی کچہہ بڑہ کر ستم ہوتے ہین
چشم مشتاق کو ملتے ہین کفِ پا سے تو ہم — شکر کرتے ہین کہ آنکہونپہ قدم ہوتے ہین

تم ابھی جلوہ دکھا دو جو اُلٹ کر پردہ | تو ابھی ایک ہی سے دیر و حرم ہوتے ہین
گفتگو ہم سے ہے اور آنکھہ ہے اعدا کیطرف | ستم ایجاد یہہ کیا جور و ستم ہوتے ہین
کثرتِ حسرت و اندوہ جو ہوتی ہے تو ہو | حوصلے کیا دلِ عشاق مین کم ہوتے ہین
ماجرا کیا قرۂ اشک فشان کا کہیے | ایک قطرے مین یہان سینکڑون یم ہوتے ہین
کچھہ مری جذبۂ الفت نے دکھائی ہین اثر | لطف جو غیر پہ ہوتے تھے وہ کم ہوتے ہین
مثل خورشید چمکتے ہین زمین پر کیا کیا | راہ مین آپ کے جو نقشِ قدم ہوتے ہین
غم دین و غم دنیا غم جان و غم دل | ایک انسان کے لئے سینکڑون غم ہوتے ہین
کبھی چٹکی کبھی گالی کبھی جھڑکی کبھی چھیڑ | ناز بھی اُنکے غضب ظلم و ستم ہوتے ہین
نہ محبت نہ دلاسا نہ تسلی نہ کرم | تم سے دلدار جفا کار بھی کم ہوتے ہین
اپنی حسرت کے قلق رشک عدو کے صدمے | شب فرقت مین بھی رنج و الم ہوتے ہین

٣٧٠

عشق مین اپنی بھی عزت نہین اب تو ذوق
وہ نکلواتے ہین اور پھر وہین ہم ہوتے ہین

ہو دل بے قرار قابو مین | آئے جب وہ نگار قابو مین
آجکل ہے جو یار قابو مین | اک جہان ہے ہزار قابو مین
دل کو رکھتا ہے یار قابو مین | ہی غضب کا شکار قابو مین
جب وہ قابو مین آئے پھر کیا ہے | کچھہ نہین اختیار قابو مین
ہین وہ ہر پیچ سے نکلجاتے | لاچکا لاکھہ بار قابو مین
سنکے نالے مری وہ آئی گئے | ہوکے بے اختیار قابو مین
ڈالدون قسمتِ رقیب مین ہجر | ہو اگر وصلِ یار قابو مین

یہان نہ کچھہ جذب وہان نہ شوخی کم
کیونکہ آئی وہ یار قابو مین

دل دیوانہ آگیا ورنہ
آئی کب ہوشیار قابو مین

آئے قابو مین کب مری دم سے
ایک ہین وہ ہزار قابو مین

ہاتھہ سے اپنے دل ہی جاتا ہے
نہین آتا ہے یار قابو مین

دلِ صدچاک شانہ بن جائے
آئے جب زلف یار قابو مین

قتل کیجے کہ چھوڑئے اسکو
اب تو ہے جانثار قابو مین

ہی مرے دل مین خارخار یہی
آئے وہ گل عذار قابو مین

دلِ رونق کی روک تہام رہے
خوب آیا شکار قابو مین

ردیف واو

غیر جو نیش زنی سے ہی سراسر بچھو
مار ڈالینگے اُسی ہم ہی سمجھکر بچھو

اُسکے ابرو سے نہوگا کبھی ہمسر بچھو
رکھہ کے دم سر پہ چلے لاکھہ اکڑکر بچھو

ہاتھہ جسکے یہہ پڑی چین نہین ہوش نہین
سیم انسان کے لئے سانپ ہی اور زر بچھو

زلف وابرو کی محبت ہے جہان بیچ دلمین
سانپ ایک ایک مکانمین ہی تو گھر گھر بچھو

روز اُسکی نئی ایک چھیڑ چلی جاتی ہے
ہی مری واسطے میرا ہی مقدر بچھو

زلف و ابرو تری آزار رسان ہین ایسی
کہ یہہ ہے سانپ سراپا وہ سراسر بچھو

حلقۂ گیسوئی پرخم جو نظر آتا ہے
خواب مین رات کو دیکھین گے مقرر بچھو

بل جبین کے وہ عیان کاوش پنہان وہ نہان
سانپ ہین یہان سر بستر تہ بستر بچھو

اُسنے گیسوئی سلسل مین لگائی ہے گرہ — ہی تماشا کہ بنا سانپ سمٹکر بچھو
کاوشِ غم کی یہہ تاثیر ہے دلمین سارے — کہ ہر ایک مو ہی مجھے اپنی بدن پر بچھو
خارشین غم کی وہم گریہ نہ کیون دلمین پڑین — کیا نکلتے نہین برسات مین اکثر بچھو
مرگیا مین جو ذرا آنکھہ بدل کر دیکھا — ہوگئے میری لئے آپ کے تیور بچھو
ہی مقدر کی جو تکلیف تو میری حق مین — بنگیا اخترِ دمدار فلک پر بچھو

ابرو و زلف مین ترجیح کسے دین رونق
سانپ بچھو سے سوا سانپ سے بڑھکر بچھو

چشم قاتل نچھوڑنا مجھکو — دیکھہ بسمل نچھوڑنا مجھکو
سر منزل نچھوڑنا مجھکو — دیکھہ اے دل نچھوڑنا مجھکو
خوش ہون کنج قفس مین مین صیاد — سب کے شامل نچھوڑنا مجھکو
اپنی واماندگی سے کہتا ہون — پاے در گل نچھوڑنا مجھکو
وحشتِ دل سے ہین ارادہ اور — ہان سلاسل نچھوڑنا مجھکو
صورتِ گرد باد بھٹکون گا — اس سے حاصل نچھوڑنا مجھکو
سر بکف آگیا ہون مقتل مین — آج قاتل نچھوڑنا مجھکو
قہر ہو جائے گا اگر چھوڑا — یون ہی بسمل نچھوڑنا مجھکو
یہان تو چھوٹا نہ ہاتھہ سے تیری — وہان بھی اے دل نچھوڑنا مجھکو
شبِ غم مین بلا ہے تنہائی — حضرتِ دل نچھوڑنا مجھکو

حشر پر حشر آئیگا رونق
بی سلاسل نچھوڑنا مجھکو

ہی سرو کار تری زلف رسا سے مجھکو / خیر دیوانہ کہے کوئی بلا سے مجھکو

مدعا ہے نہ کرم سے نہ جفا سے مجھکو / کام ہے جادۂ تسلیم و رضا سے مجھکو

قتل کا رنگ جمایا ہے کسی پر شاید / بو ہئی خون آج جو آتی ہی حنا سے مجھکو

حسن سے عشق یہہ کہتا ہی بصد ناز و غرور / کہ بنایا ہے بڑا ارض و سما سے مجھکو

عزم اپنا ہی پئے سیر شبستان عدم / یاد رکہین مگر احباب دعا سے مجھکو

حشر کا روز تو ہو مونہہ پہ تری کہدونگا / اس ستمگار نے مارا ہی ادا سے مجھکو

ہین دم نالہ کشی کچھہ تو سمجھکر چپ ہون / کام لینے ہین ابھی ارض و سما سے مجھکو

بند آنکھین ہین تصور مین تری شکل حباب / نہ تو کچھہ کام بقا سے نہ فنا سے مجھکو

صورت شیشہ نہ گرجاؤن کہین مستی مین / خوف رہتا ہی بہت لغزش پا سے مجھکو

۲۱۴

ہی یقین قبر سے بہی مین نکل آؤن رونق
وہ پکارین جو کبہی حرف ندا سے مجھکو

مشک یون ہی اُسکی زلف پرشکن کے روبرو / جسطرح انگشت ہو مشک ختن کے روبرو

سب حسین بیقدر رہین اُس سیم تن کے روبرو / کوڑیونکی قدر کیا در عدن کے روبرو

گاہ گل کے روبرو گاہے سمن کے روبرو / ناز کرتے ہین حسینان چمن کے روبرو

ہی کہان لب بستگی پردہ کلام دل کشا / غنچہ کیا مونہہ لیکے آئی اُس دہن کے روبرو

اس سے فتنے اُٹھتے ہین اور اُس سی اُٹھتا ہی غبار / کیا حقیقت کبک کی تیری چلن کے روبرو

یون تو شکوے سینکڑون رہتے ہین ہر دم لبمین یاد / بہول جاتا ہون مگر اُس کم سخن کے روبرو

وہ بیان عیش و نشاط دو جہان آتا نہین / اُسکی فرقت مین مجہے رنج و محن کے روبرو

جلوہ آرا ہی چمن مین کون کسکی داستان / کہہ رہی ہین قمریان سرو چمن کے روبرو

درد و حسرت کے اٹھائی صدمے اور جیتے رہے — جائین کیا مونہہ لیکے اُس عیار فن کے روبرو

واں تو قسمت بزم مین وہ غیر سے باتین کرین — دین ہمین دشنام اہل انجمن کے روبرو

عشق کامل کا مرے اور الفت اغیار کا — امتحان ہوا یکدن اُس تیغ زن کے روبرو

حال کچہہ اپنا بیان کرکے بہت پچہتائی ہم — آپسے نا آشنا ان پیمان شکن کے روبرو

شمع کی مانند ہوتے ہین قلم سر اور زبان — بول سکتا ہی کوئی اُس تیغزن کے روبرو

کچہہ مدد حیرت کرے اب بہی تو شکل آئینہ — مین رہون پہر اُس سیمتن کے روبرو

ہم یہان بیٹھے ہوئے باتین بناتے ہین مگر — قطع ہوتی ہے زبان اُس تیغزن کے روبرو

رونق اس سے دل ہو خوش اور وہ ہی تاب افزای جان
لعل و گوہر کی حقیقت کیا سخن کے روبرو

ہمارے سامنے اغیار سے آنکھین لڑاتے ہو — کسیکی جان بنتے ہو کسیکا دل جلاتے ہو

کہو تو کیا تہے تم ہر بار کیون سینہ پہ لاتے ہو — مگر داغ فراق غیر کو ہم سے چہپاتے ہو

یہان انکار ہے اور غیر کے گہر روز جاتے ہو — ذرا شرماؤ اپنی دلمین کیون باتین بناتے ہو

عداوت ہی نہین اُنسے کہ تم تیغ آزماتے ہو — ہزارون بیگناہ ہونگا عبث کیون خون بہاتے ہو

تمہاری عہد سچے قول سچے اور تم سچے — مگر باتین بناتے ہو نہ آتے ہو نہ جاتے ہو

پڑہا اک غمزہ ہی تو ناگوار چشم ہو کیا کچہہ — تعجب ہی مجہے تم کیونکہ آنکہونمین سماتے ہو

تمہاری اور اعدا کی لڑائی اور صفائی کا — ہمین معلوم ہے سب حال کیون باتین بناتے ہو

جلایا سوز غم سے اور دلاسے دل کو بہلایا — رلاتے ہو ہنساتے ہو لگاتی ہو بجہاتے ہو

کسی ارمان سے زخم دل کبہی اچہا ہین ہوتا — مگر تیغ نگہہ کو زہر قاتل مین بجہاتے ہو

یقین آتا نہین ایسا مگر کچہہ جان آہی ہے — سوال وصل پر خاموش ہو اور مسکراتے ہو

سمجھہ ہی مین نہین آتا ہی کچھہ بات ہی کیا ہکا
کسیکو قتل کرتے ہو کسیکو آزماتے ہو

پڑہی اشعار کچھہ مینے تو سنکر آپ کہتی ہین
تم اس پردہ مین اپنا حالِ دل ہمکو سناتے ہو

زبان تک مدعا آیا نہ تہا اپنا کہ وہ بولے
عبث بے صرفہ باتون سی ہمارا دل جلاتے ہو

محبت مین کشش ہے ہمنے اکثر آزمایا ہے
وہ خود منجائین گے تم حضرتِ دل کیون مناتے ہو

سمجھتے ہو یہہ کیا عالم تمہارا ہی سمجھتا ہون
عدو کا ذکر آتا ہے تو تم شرمائی جاتے ہو

مکان غیر ہے صہبا ہی تنہائی ہی اور شب ہے
قیامت ہونجاہی کسلئے ہمکو بلاتے ہو

نہ آتا ہے نہ جاتا ہے کوئی احباب سے پوچھے
وہ آیا جھوٹ کیون کہہ کہکے مجھکو مجھہ مین لاتے ہو

تمہاری اور تو عیاریان ہین سینکڑون لیکن
مگر یہہ تو کہو تم کسطرح سے دل چراتے ہو

کسیکے روبرو اک بار کیا سو بار ہم کہدین
جلاتے ہو جلاتے ہو جلاتے ہو جلاتے ہو

کبھی لیتے ہو انگڑائی کبھی کہتے ہو نیند آئی
غرض تم ہر بہانے سی مجھے یہان سی اُٹھاتے ہو

یہہ ہر دم گالیان دینی نہین اچھی نہین اچھی
اگر ہم منع کرتے ہین بگڑ کر موہنہ بناتے ہو

فراق یار کے صدمی اگر اُٹھتے نہین رونق
تو پہر اچھے بھلے دل کو کسی سی کیون لگاتے ہو

۲۶۶

ہر روز یہی ہے مجھے ڈر دیکھیے کیا ہو
ہی شام سے ہی فکر سحر دیکھیے کیا ہو

سوزِ دلِ نالان مین اثر دیکھیے کیا ہو
ہی نخل طلب خشک ثمر دیکھیے کیا ہو

اغیار پہ ہے اُنکی نظر دیکھیے کیا ہو
رہتے ہین بہم شام و سحر دیکھیے کیا ہو

عارض ہی پہ جس زلف نے لاکھون کیا قتل
اب آئی ہے وہ تا بہ کمر دیکھیے کیا ہو

فردا پہ نہ کہہ عیش کو امروز کے زنہار
کل صبح کو اور شام قمر دیکھیے کیا ہو

یہان حد سے گذر کر ہے تمنائے تماشا
لیکن انہین اب مد نظر دیکھیے کیا ہو

وہ ہجر کی شب روز قیامت جسے کہیے
مہمان ہے یہان تا بسحر دیکھئے کیا ہو

وہ بال نہیں تار نہیں وہم نہیں کچھ
کہتے ہین جسے انکی کمر دیکھئے کیا ہو

ہے عزم سوئے ملک عدم راہ ہی دشوار
اور پاس نہین زاد سفر دیکھئے کیا ہو

خالی نہیں دنیا مین کوئی فتنہ اٹھیگا
ہے چاک گریبان سحر دیکھئے کیا ہو

آئے نہ قیامت کہین فتنے نہ بپا ہون
کہتے ہین وہ آتے ہین ادھر دیکھئے کیا ہو

ہان کچھ تو لکھین گے وہ جواب خط رونق
اقرار کہ انکار مگر دیکھئے کیا ہو

دیدۂ خونبار کی ہے اشکباری آرزو
اور دل بیتاب کی ہے بیقراری آرزو

صاف کہدیتے ہین ہم جو ہے ہماری آرزو
سرفدائی التجا ہے جان نثاری آرزو

وصل ہے کچھ تو بر آئی اب ہماری آرزو
تھی اسی دن کے لئے امیدواری آرزو

باعث بربادئی دل ہے ہماری آرزو
کیا سکھاتی ہے تمھین غفلت شعاری آرزو

ہے طواف کوئی جانا آرزوئی بوالہوس
خاک مین ملجائیگی اکدن یہہ ساری آرزو

وضع کا پابند ہو جو کوئی اسکے واسطے
التجا شمشیر بران ہے کٹاری آرزو

وصل تم سے جب نہین ہوتا تو مایوسی کے ساتھ
دور سے صورت کو تکتی ہے تمھاری آرزو

آرزوئین اور تو دل کی بر آئین سب مگر
موت کی اک اور ہے باقی ہماری آرزو

جائی اس کوچہ مین کیا غماز ہے بیباک ہے
گرچہ رکھتی ہے تہمت باد بہاری آرزو

اک نگاہ لطف مہرآگین مین ہوتے ہین نہال
کیا ہماری التجا اور کیا ہماری آرزو

جسقدر ہو آرزو اتنا ہی دل بیتاب ہو
ہے دل عاشق مین وجہ بیقراری آرزو

عشق مین کوئی کسیکے یون نہین روتا ہے خون
دلمین بھر کر چشم سے ہوئی ہے جاری آرزو

عمر گذری عشق مین تیری ہمین مرتی ہوئے
کوئی بہی پوری ہوئی کاہو ہماری آرزو

راہ الفت مین چلے جاتی ہین ہن باندہی ہوئے
حسرتین سامان ہین اپنا سواری آرزو

چارہا تین عشق مین جب ہین عاشق کیلیئے
بیقراری اشکباری جانسپاری آرزو

مرگئے اور آپنے یہہ بہی نہ پوچہا ایکدن
کیا تمنا ہے تمہاری کیا تمہاری آرزو

ایکدن وہ تہا کہ تہتے ہی نہ تہی آنکہونسی اشک
ایکدن یہہ ہی کہ اب ہی آہ وزاری آرزو

مرگئے ہین ہم تو آ آکر ہماری قبر پر
روتی ہے بن بن کے اب ابر بہاری آرزو

سر تمہاری پانون پر ہو اور جائے دم نکل
یہہ تمنا ہے ہماری یہہ ہماری آرزو

وصل کی شب مجہہ سے ہنسکر یون وہ فرمانے لگے
اب تو لو رونق ہوئی پوری تمہاری آرزو

آج تو می پئین گے ہم بے خبری نہو نہو
کام ہمین خمار سے دردسری نہو نہو

جب سے گیا ہے نامہ بر یار کی کچہہ نہین خبر
لاکے جواب خط تو دے خوشخبری نہو نہو

ان وہ رہین حجاب مین منہہ سی تو کچہہ جواب دین
دل کو تو ہو قرار کچہہ جلوہ گری نہو نہو

زخم جگر کو دیکہکر کہتے ہین مجہہ سی بخیہ گر
ہم سے تو ایسے زخم کی بخیہ گری نہو نہو

کچہہ تو سنے وہ حال دل کچہہ تو کہی زبان سے وہ
اپنی یہی ہے آرزو شکوہ گری نہو نہو

ہجر سے موت خوب ہے اسکی گلی مین مر رہین
جان چہٹے عذاب سے نوحہ گری نہو نہو

وحشت دل ضرور ہے کچہہ ہو نشان جنون
پردہ دری تو چاہیئے جامہ دری نہو نہو

گو وہ جواب کچہہ نہ دین حال مرا وہ سن تو لین
اس سے نہین ہے بحث کچہہ داد گری نہو نہو

بہاڑ مین جائے یہہ وفا خاک مین ہم تو ملگئے
اب بہی جو صاف دل ترا رشک پری نہو نہو

ایک وہ انکی سادگی اور ہزار شوخیان
حسن و ادا ہی چاہیئے عشوہ گری نہو نہو

ابر ہے سیر باغ ہے بادہ کشی بہی چاہیئے
دُرد تو ہو گی ساقیا تنگ بہری نہو نہو

تیغ نگاہِ یار سے کہائین گے زخم دل پہ ہم
بخیہ گران دہر سے بخیہ گری نہو نہو

راہ مین اُسکی مرمٹے حقِ وفا ادا ہوا
مرگ آل عشق ہے ناموری نہو نہو

کوئی علاقہ عشق کا تجہہ مین نہین ہی بوالہوس
خشک لبی تو چاہیئے چشم تری نہو نہو

رونق خستہ حال ہے خسرو کشور سخن
دردسری اُٹہائے کون تاجوری نہو نہو

مستی مین نہ دیکہو نگہہ قہر سے مجہکو
یہہ آب بقا کم نہین کچہہ زہر سے مجہکو

کیا دیکہتے ہو تم نظرِ قہر سے مجہکو
کیا خوب ڈراتے ہو مگر زہر سے مجہکو

شورش ہے مری دشت نوردی ہی مسلم
وحشت ہے نکلنا ہی پڑا شہر سے مجہکو

سمجہے کہ نہ سمجہے کوئی قاتل تمہین میرا
دیکہو کہ نہ دیکہو نگہہ قہر سے مجہکو

آزاد ہون مین بند تعلق سے غرض کیا
دیوانہ ہون مین کام ہے کیا شہر سے مجہکو

آماج گہہ ناوکِ آفات بلا ہون
دیکہا ہے یہہ کسنے نگہِ قہر سے مجہکو

اچہا ہے کہ کچہہ دیکہہ کے اغیار تو مٹجاتین
خوش ہون کہ وہ دیکہین نگہہ قہر سے مجہکو

سرخوش ہون مئی عشق مین کچہہ سر پہ گذر جائے
کیا خوف ہے آشوب گہہ دہر سے مجہکو

بیفکر ہون دریائے محبت مین شناور
گرداب سے ہی خوف نہ کچہہ لہر سے مجہکو

کچہہ زخم الم دلمین ہین کچہہ داغ جگر مین
یہہ پہول ملے ہین چمن دہر سے مجہکو

شوخی سے تصدق کہ نمایان ہی محبت
یون دیکہتے ہین وہ نظر قہر سے مجہکو

کچہہ کام نہ الفت مین کیا دیدۂ تر نے
کچہہ بہی نہوا فائدہ اس نہر سے مجہکو

دیکہے ہین بہت گریۂ ذوقت کے تموج
کیون بحر ڈراتا ہے عبث لہر سے مجہکو

ہردم دل عشاق کو ہے آرزوئی مرگ
اسواسطے الفت ہے بدل زہر سہی مجھکو

وحشت مین بہی یہان کوئی صنم پیش نظر ہے
ویرانہ سے مطلب نہ غرض شہر سے مجھکو

رونق دم گلگشت ہے اور ساتھہ نہین وہ
نفرت سی ہے نفرت چمن و نہر سے مجھکو

ہو نہ ترک عاشقی کیسا ہی نقصان ہو تو ہو
عشق مین ثابت قدم یون کوئی انسان ہو تو ہو

قتل کرتا ہی جہان کو کسقدر بے رحم ہے
رحم اُس کافر کے دلمین گر مسلمان ہو تو ہو

قاعدہ ہی انس کا ہمجنس کا ہم جنس سے
وہ پری مانوس ہو کسطرح انسان ہو تو ہو

کچھہ پتا لگتا نہین اپنے دلِ گم گشتہ کا
کوچۂ گیسو مین دیکھو کوئی گروہان ہو تو ہو

ہون وہ غمدیدہ نہین تا زیست امید نشاط
بعد مرنیکے دلِ پژمردہ شادان ہو تو ہو

دیکھتا ہون جب اُسے بیجان ہوجاتا ہون مین
ہمکلامی یار سے جب جسم مین جان ہو تو ہو

عشق صادق ہی ترا تو وصل بہی ہوجائے گا
ای دلِ ناشاد یون تو گر پشیمان ہو تو ہو

زندگی دشوار ہی خوش ہون جو سر کاٹے کوئی
بار سر ہو دور گو یون بار جان ہو تو ہو

عمر بہر کی بت پرستی گلرخون کے عشق مین
ای دلِ کمبخت تو اب بہی مسلمان ہو تو ہو

ہی جہان مین کون رونق ہمسر گیسوئی یار
ہان اگر اپنی شب تاریک ہجران ہو تو ہو

ممکن نہین کہ عشق سے دلپر اثر نہو
بیداد ہو نہ کچھہ علاقہ اگر نہو

مفلس بہی کامیاب کبہی عمر بہر نہو
ہی خوار عشق پاس جو انسان کے زر نہو

تو ذبح کر کہ ہجر سے اب تنگ آگئے
کمبخت سر ہی جائے تو یہہ دردِ سر نہو

خوش قامتون سے فیض جہان مین نہو کبہی
حاصل کسیکو سرو سہی سے ثمر نہو

وہ کاش اُنہی بام پر آئین شب وصال — خجلت سے آفتاب نہ نکلے سحر نہو
کہتے ہین جسکو اہل جہان آفتاب حشر — شک ہے کہ وہ مرا کہین داغ جگر نہو
کیا کیا ستم اُٹھانے پڑے ایدل خراب — کہتے تہے ہم کہ شیفتہ اُس شوخ پر نہو
گرمیٔ سوز عشق سے وہ تشنہ کام ہون — دریا بہی ڈال دین تو مرا حلق تر نہو
صاحب نظر اُسیکو سمجہتے ہین اہل دل — جز عشق جسمین جوہرِ فضل و ہنر نہو
ہان آبروئی رفتہ کا آنا محال ہے — تدبیر سے بہر آئے یہہ آب گہر نہو
جو تیری آستانہ پہ اپنی جبین گہسے — اُسکو تمام عمر کبہی درد سر نہو

رونق یہہ ایکدم نہین رہتے ہین آشنا
نازان تو ان حسینون کے اخلاص پر نہو

ہو دردِ دل کہ درد جگر کچہہ نکچہہ تو ہو — دنیا مین دل لگی کا ثمر کچہہ نکچہہ تو ہو
باتین نہ مجہہ سی کیجیے اشارہ تو کیجیے — بزم عدو مین لطف ادہر کچہہ نکچہہ تو ہو
چاہی زیان غیر مین اپنا جو نفع تو — اُس نفع مین ترا بہی ضرر کچہہ نکچہہ تو ہو
حسرت ہو غم ہو درد ہو دلمین دم اخیر — ہمراہ اپنے زاد سفر کچہہ نکچہہ تو ہو
محتاج ہو کبہی نہ مصیبت مین اور کا — انسان کے پاس نقد ہنر کچہہ نکچہہ تو ہو
مین سر کرون نثار کہ قربان جان کو — ہان نذر یار رشکِ قمر کچہہ نکچہہ تو ہو
محشر ہو یا زمین پہ شمس و قمر گرین — وہ شوخ اگر اُٹہائی نظر کچہہ نکچہہ تو ہو
عاشق کو ہو محبت کامل تو ہی یقین — معشوق کے بہی دلمین اثر کچہہ نکچہہ تو ہو

رونق شب وصال مین نالے اگر کرے
گہ ہو جہان زیر و زبر کچہہ نکچہہ تو ہو

۳۷۳

دل ہوا خاک اور جگر بہی تو
پا لیا عشق کا ثمر بہی تو

دل ہے کیا دین ہم انکو سر بہی تو
اس طرف وہ کرین گذر بہی تو

نہین لاتا کوئی خبر بہی تو
مر گیا جاکے نامہ بر بہی تو

کیا وہ باندہینگے قتل پر میرے
کچھہ ہو پہلے وہان کمر بہی تو

صبح کو مین ہون اور مرغِ سحر
ہوگی آخر کبہی سحر بہی تو

وہ جو آئے تو صاعقہ کی طرح
کچھہ نہ آیا ہمین نظر بہی تو

وصل بہی عشقمین مین ہی ہجر بہی ہے
گر ہے جنت تو ہے سقر بہی تو

وقف ہی یون ہی سب پہ دولتِ حسن
کیجئے کچھہ کرم ادہر بہی تو

حق سے کیا کچھہ امید بخشش ہے
چاہیئے کچھہ ہو دل مین ڈر بہی تو

دل نہ کہینچے تو اُسکے کوچے مین
کبہی جائین نہ عمر بہر بہی تو

مجھہ سے جو ہو وہ کوہکن سے ہو
کوئی دیکھے مرا ہنر بہی تو

خوب ہے مشغلہ محبت کا
گر اتنا ہی ہے خطر بہی تو

مفلسی اور عشق ٹہیک نہین
چاہیئے کچھہ گرہ مین زر بہی تو

جان تک ہم تو نذر کر دینگے
اسطرف وہ کرین نظر بہی تو

سوزِ الفت سے آبرو بہی گئی
خشک ہین دیدہائے تر بہی تو

۳۷۴

اتنی غفلت نچاہیئے رونق
تجھکو درپیش ہے سفر بہی تو

کوئی خنجر ہو کہ شمشیر دوسرا تہہ مین ہو
کچھہ علاجِ دلِ بیتاب نگر ہا تہہ مین ہو

باڑ پر حلق نہ رکھدون تو دغا گر ہی نہین
کبہی وہ دن ہو کہ تلوار ادہر ہاتہہ مین ہو

پردۂ ابر مین چہپ جائین ہلال و خورشید
اس غضب حسن پہ شمشیر اگر ہاتہہ مین ہو

مجہکو ڈر ہی کہ نزاکت سے نہ پہنچا اُترے
باندہتے کیلئے تعویذ نظر ہاتہہ مین ہو

تم سوا اپنے کسیکو بہی نہ جیتا چہوڑو
موت انسان کی انسان کے اگر ہاتہہ مین ہو

اُسکو مین اپنے گریبان کی بنا دون تصویر
گر کسی طور سے دامان سحر ہاتہہ مین ہو

کچہہ سیاہی حنا کچہہ وہ بیاض کف دست
کسکے یون تیری سوا شام و سحر ہاتہہ مین ہو

مین وہ دیوانۂ بدبخت سیہ اختر ہون
ہتکڑی ہو مجہے گر حلقۂ زر ہاتہہ مین ہو

قتل ہونیکی تو کیا کچہہ ہے خوشی مجہکو ولی
کیا بنے مجہپہ وہان درد اگر ہاتہہ مین ہو

نبض دیکہے تو بنے شمع ہر انگشت طبیب
کچہہ مری سوز درون کا جو اثر ہاتہہ مین ہو

ہو اگر خوبیٔ قسمت سے موافق طالع
تو زر سرخ ہو مٹی بہی اگر ہاتہہ مین ہو

بید کی طرح سے تہرا ہی زمانہ رونق
گر کبہی اُس ستم آرا کے تبر ہاتہہ مین ہو

وصل اُس سے نہو وصال تو ہو
کہین قصہ کو انفصال تو ہو

گر نہو وصل انتقال تو ہو
نام کو ہی کہین وصال تو ہو

نہ سہی لطف کچہہ عتاب سہی
اُسکے دل مین مرا خیال تو ہو

ہی غلط لاف خوشخرامیٔ کبک
پہلے اُسکی سی چال ڈہال تو ہو

کیون نہ تجہکو حنا سے ہو غبت
یون کوئی اور پائمال تو ہو

زشت خوئی کا داغ کیسا ہے
پہنے مانا کہ نہ جمال تو ہو

خواب مین بہی جو عرض وصل کرون
ہی یقین کچہہ تہین ملال تو ہو

غیر بہی پس نجائین میری ساتہہ
چل رہے بے خود انہ چال تو ہو

وہ تو بخشے ہی گا تمام گناہ
مگر انسان کو انفعال تو ہو

مصلحت ہے طپیدگی دل کی
مگر اُن کو ادھر خیال تو ہو

ہے نہ چارہ وہ حسین مانا
پر تمہاری سی چال ڈھال تو ہو

جی مین آتا ہے توڑئے توبہ
میکشی خوب ایکے سال تو ہو

قول اپنا یہی ہے ای رونق
کوئی فن ہو مگر کمال تو ہو

شیشہ کوئی پیو کوئی دو چار جام لو
تم پیجیے ایک جرعہ نشہ کا نہ نام لو

رحمت ہے عام بادہ پیو اور جام لو
کیون ڈر رہے ہو ساقی کوثر کا نام لو

یہان ہمتو خون دل پئین افسوس و رشک سے
وہان تم عدو کے ہاتھہ سے صہبا کا جام لو

مرتے ہین ہمتو عرض مگر میکشون سے ہے
رکھنا ہمین بہی یاد جو صہبا کا جام لو

بے یار کس طرح سے پئین آب زندگی
جاتے ہین ہمتو خضر علیہ السلام لو

واعظ جو مل گیا کوئی محبوب شوخ و شنگ
ہم بہی کہینگے دور سے حضرت سلام لو

الفت کے داغ اُٹھائیے کہ غم رشک غیر کا
ہوگا یہہ کیونکہ دل سے کوئی ایک کام لو

خدمتین بندگی مین ادب مین مجھہ سے ہون
دو چار کیا ہزار اگر تم غلام لو

بد عہدیون سے کسکو تمہارا ہے اعتبار
دو بوسے اور سر کو مری لا کلام لو

یہہ خوف ہے کہ مونہہ سے نہ باہر نکل پڑے
مین نالہ کش ہون کوئی مری دلکو تہام لو

جب دل ہی دے چکا ہون تو ہے جان بالکیا
موجود میری پاس ہے جو کچھہ تمام لو

رونق بقول حضرت تنویر عشق مین
چہوڑو ہوس کو صبر کے دامن کو تہام لو

۲۷۷

دل وہ دین سے گئین ایکدم مین ستمگر دونو
سحر فن ہین غضب آنکھین تری کافر دونو

زیست اور موت لب و چشم کی جاکر دونو
قتل کرتی ہین جلاتی ہین برابر دونو

عشوہ و غمزہ ہین اُس چشم کے نوکر دونو
زیر دامن ہین چھپائی ہوئی خنجر دونو

مجھہ سے یہہ ضد ہے کہ خط لیکے کبوتر جو گیا
تو ستمگار نے کترے وہین شہپر دونو

کثرتِ درد ہے اور ساتھہ ہجوم غم ہے
کشور دل پہ فرس تاز ہین لشکر دونو

نالہ و آہ کے یہہ رنگ ہین فرقت مین تری
کہ نکلتے ہین فلک سے بہی گذر کر دونو

سرمہ سا چشم کے آتے ہین جو دنبالے یاد
دل مین چبھتے ہین مری صورتِ نشتر دونو

چاندنی رات ہے تو آؤ چلین کوٹھے پر
سو رہین اوڑہ کے مہتاب کی چادر دونو

گردشِ شمس و قمر تو نہ سمجھنا خالی
کہا رہے ہین تری نظّارہ پہ چکّر دونو

جسکو لپٹین پہر اُسے جان ہی لیکر چھوڑین
کیا بلا ہین ترے گیسوئے معنبر دونو

زلف اور رخ کے تصور مین یہہ بیخود ہون
کہ شب و روز ہین آنکھون مین برابر دونو

وہ شہ مصر ہے سلطان دوعالم یہہ ہے
کس طرح یوسف و احمد ہون برابر دونو

قتل ہے عین خوشی تیرے قدم کی سوگند
ہاتہہ باندہے ہین مری کیلئے دلبر دونو

تیرے دیوانہ کا کل کا خدا حافظ ہے
ایک زنجیر ہے اور پانون ہین دلبر دونو

جان احمدؐ پہ فدا دل ہے علی پر قربان
ہین یہہ کونین مین کونین سے بہتر دونو

ہین مرے نام مین جو اسم مبارک اُنکے
یہی مالک ہین مرے اور یہی رہبر دونو

ہجر مین دیکھئے کیا رنگ دکھائے رونق
ڈر ہے آنکھون سے کہ طوفانکی ہین یہ گہر دونو

کثرتِ اندوہ مین آہ و فغان کیونکر نہو
ای ستمگر فوج ہو اسمین نشان کیونکر نہو

کوچۂ دلدار مین اپنا مکان کیونکر ہو
سچ ہے بلبل کا چمنمین آشیان کیونکر ہو

حال مظلومی و خاموشی کا میری عشق مین
سنگکے ہر انسان کے دانتون مین زبان کیونکر ہو

اک اشارہ مین مری سر کو کیا تن سے جدا
قابل تحسین یہہ تیغ بے امان کیونکر ہو

گر قدم رنجہ کری وہ سرو قد وہ رشک حور
گھر ہمارا غیرت باغ جنان کیونکر ہو

محفل اغیار ناکس اور تیری گفتگو
ہر بشر پہ فاش یہہ راز نہان کیونکر ہو

سینہ اُسکا چہد گیا ہے اپنی تیر آہ سے
دشمن جانی ہمارا آسمان کیونکر ہو

ہی شب غم اور نالے ہین ترقی پر مرے
آسمان پر آج شور الامان کیونکر ہو

کہنے کو عاشق بنے معشوق سننے کو بنے
کان ہین گل کے تو بلبل بے زبان کیونکر ہو

کشمکش مین پردہ محمل ہے مثل جان قیس
حال سے لیلی کے واقف ساربان کیونکر ہو

۳۷۹

ہی وہ عالیقدر رونق مہوشان دہر سے
سب مکانون سے بلند اُسکا مکان کیونکر ہو

جب کہ وہ گلعذار پاس نہو
کسطرح دل مرا اوداس نہو

جان ہے یار کیون نہ دہجاؤن
ایک دم بہی اگر وہ پاس نہو

مجہہ کو پینے سے کام ہے ساقی
خم می دے اگر گلاس نہو

آخر انجام عاشقی ہے وصال
ای دل اس ہجر مین اوداس نہو

جان و دل گر نہون تو کیا غم ہی
ہو وہ پاس اور کوئی پاس نہو

۳۸۱

لطف کیا عاشقی کا ای رونق
یار جبتک ادا شناس نہو

نگاہ ناز کہینچو سرمہ کی تحریر تو کہینچو
ذرا صورت گر اُس چشم کی تصویر تو کہینچو

کوئی آسان ہی چھٹنا حضرتِ دل عشق گیسو سے
کوئی دن سر پہ آفت پاؤن مین زنجیر تو کھینچو

بہت گستاخ بک اُٹھتے ہین بیجا لاف الفت ہے
ذرا تم کان اعدا کے دمِ تقریر تو کھینچو

نہ رسی باندھکر تم پاؤن مین کھینچو پسِ مردن
ملانی خاک مین ہے گرمی توقیر تو کھینچو

مرا کیا خوفِ جان ہے تیر یہان دلمین بگڑتا ہے
جو دم نکلے نکلنے دو تم اپنا تیر تو کھینچو

بہت اہل ہوس مین وہاک ہی شمشیر بازی کی
ہمارے سامنے آکر ذرا شمشیر تو کھینچو

عبث نالان ہوا تنے فرقت دلدار مین رونق
اگر ہے کچھہ تمہاری آہ مین تاثیر تو کھینچو

آہ دل سے مرے گر پیدا ہو
چرخ پر جا کے شرر پیدا ہو

سایۂ زلف سے خوف آتا ہے
کہ نہ وہان درد کمر پیدا ہو

حسن یہہ ہے کہ شبِ یلدا مین
رخ جو کھولے تو سحر پیدا ہو

ضبط اسرار نے مجھکو مارا
کس طرح دل کی خبر پیدا ہو

اُسکے دانتون کی جو تعریف لکھون
حرف کے بدلے گہر پیدا ہو

تجھکو سب حسن دیا اب تجھہ سا
کیا کوئی اور بشر پیدا ہو

وہ نظر ڈالیو رونق نہ کہین
جان کا جس سے ضرر پیدا ہو

کچھہ ہو دوا سے اور نہ کسیکی دعا سے ہو
بیمار دردِ عشق تو اچھا خدا سے ہو

دلخستہ جو کوئی نگہ دلربا سے ہو
ممکن نہین کہ فائدہ اُسکو دوا سے ہو

اگلی سی وہ نگاہ نہین وہ کرم نہین
آنکھین یہہ کہہ رہی ہین کہ ہم پر خفا سے ہو

دل ہے مرا وہ غنچۂ خاموش باغ مین
جو اک ذرا شگفتہ نہ بادِ صبا سے ہو

خونریزیون سے باز رہے کیون نہ ترک چرخ
رنگین وہ دست ناز جو رنگ حنا سے ہو

مقصد ہے یہہ علاج سے بیمار عشق کو
صحت نہو تو کام ہی آخر دوا سے ہو

سودا زدہ ہون سایۂ دیوار یار کا
دل کیونکہ شاد سایۂ بال ہما سے ہو

جو استخوان ہے نذر سگ کوئی یار ہے
شرمندہ کیون نہ آنکھہ ہماری ہما سے ہو

تنہا لحد مین چھوڑکے گھر کو چلے گئے
ہمکو امید خاک کسی آشنا سے ہو

ناخن سے اپنے کیا گرہ بخت کہل سکے
الجھا ہوا جب اپنے ہی بند قبا سے ہو

چہرہ ہے زرد خشک ہین لب چشم خونفشان
رونق تم اندنون تو کہین مبتلا سے ہو

ذکر رخصت کیا ابہی ٹہنڈا جگر ہونے تو دو
گھر کو جانا اپنے تم لیکن سحر ہونے تو دو

خون سے رنگین سب زمین ہوگی بنیگا لالہ زار
غیر کا تم اپنے کوچےمین گذر ہونے تو دو

برق سی بیتاب ہوکر آئینگے دوڑے ہوئے
انکو میری بیقراری کی خبر ہونے تو دو

تم سے کیا ہوگا مقابل تاب کیا خورشید کی
چہرۂ پر نور کو کہولو سحر ہونے تو دو

آتش و آب و ہوا و خاک ہوجائینگے ایک
آہ سوزان سے مری پیدا اثر ہونے تو دو

نکلے آتے ہو ابہی سینہ سی میری کسلئے
ایدل وجان اسطرف اُسکی نظر ہونے تو دو

دن کو ملتا ہون تو مجہکو ٹالتا ہے رات پر
شبکو جاتا ہون تو کہتا ہی سحر ہونے تو دو

قدر سمجہیگا مری الفت کی اپنے حسن سے
آئینہ اُس شوخ کی پیش نظر ہونے تو دو

دیکہکر سیر دو عالم پہر کہان جاتا ہے وہ
دلمین میرے تیر کا اُسکے گذر ہونے تو دو

نام سے اغیار کے نفرت اُسے ہوجائیگی
اُسپہ ظاہر میری الفت کا اثر ہونے تو دو

ابر دریا بار پر رونق شرف لیجائیگا

قطرہ ہائے اشک سے رومال تر ہونے تو دو

لامکان تک جائین یہان سے ہم سفر اتنا تو ہو
جستجو اتنی تو ہو عشق کمر اتنا تو ہو

آئینہ دل کا مجلے جسقدر ہو خوب ہے
جسمین صورت یار کی آئے نظر اتنا تو ہو

بود باش تنگ نائے دہر سے دلتنگ ہے
پاؤن پہیلا کر جہان سو رہئے گہر اتنا تو ہو

آئینہ مین دیکھکر دندان کی اپنے آب و تاب
جنکے کہتے ہین کہ خوبی مین گہر اتنا تو ہو

غیر کے پہلو مین میری سامنے بیٹھے ہوئی
مجھسے کہتے ہین محبت مین اثر اتنا تو ہو

آہ آہستہ سے پہر کر نعش پر میری کہا
عشق مین ثابت قدم ہو تو بشر اتنا تو ہو

مثل عنقا جستجو مین ہوگئے ہم آپ گم
گر کوئی ہو محو مضمون کمر اتنا تو ہو

دوستون نے وصل کی تدبیر تو رونق کی
حال کی میرے کرین اسکو خبر اتنا تو ہو

معالج ہماری قضا ہو تو ہو
ہمین موت سے ہی شفا ہو تو ہو

چرا لے گیا کون دل کو مرے
اگر کار دزد حنا ہو تو ہو

تغافل سے شکوہ کئے جاؤنگا
جو اس بات پر تم خفا ہو تو ہو

جدے تیر سے اور بچ جائے صید
جو قسمت ہی سے کچھہ خطا ہو تو ہو

غریق محیط الم کا شریک
کوئی دل ہی سا آشنا ہو تو ہو

مجھے دیکھکر زار کہتے ہین وہ
مسیحا سے اسکی شفا ہو تو ہو

شب ماہ کا لطف رونق کہان
اگر پاس وہ مہ لقا ہو تو ہو

۲۸۶

غیر کی محفل مین جاتا ہے وہ پرفن رات کو
جانتا ہون بڑہ کے کچھہ دشمن سے دشمن بات کو

ہی چراغ نالۂ مجنون جو روشن رات کو — وادیٔ ایمن بنا ہے نجد کا بن رات کو

روز و شب رہتا ہی اپنا جوش وحشت مین یہ حال — دنکو گر ٹکڑے گریبان ہے تو دامن رات کو

شب جو کل آنے کو کہا اُس سے تو اُسنے یون کہا — کسطح خورشید نکلے مشفق مین رات کو

شمع خجلت سے وہین محفل مین ٹھنڈی ہو گئی — اُٹھ گیا جو اُس نقاب رخ کا دامن رات کو

رات کو جاتا ہون تو کہتا ہی دن کو آئے — دنکو جاتا ہون تو کہتا ہی وہ پرفن رات کو

کبک اور پروانہ دونو صبح تک لڑتے رہے — دیکھکر محفل مین اُسکا روی روشن رات کو

کیون الجھتے ہو غلط ہی یہہ کہ بزم غیر مین — آپ اور ہی سے ہوئے آلودہ دامن رات کو

رونق اپنے روی روشن ہی جو وہ اُٹھے نقاب
ذرہ ذرہ ہو زمین کا مہر روشن رات کو

سنج کا رنج نہ راحت کی ہے راحت ہمکو — فیض خالق سے ملی ہے یہ طبیعت ہمکو

مانگتے مانگتے کہا کچھ ہوئی مدت ہم کو — بوسۂ لب کوئی ہو جائے عنایت ہمکو

بعد مردن جو ملی رنج سے مہلت ہم کو — آ گئی یاد لحد مین شب فرقت ہمکو

دشمن و دوست برابر ہین نظر مین اپنی — نہ عداوت ہے کسیسے نہ محبت ہمکو

غرق عصیان مین ہم اک اک سے ہین چھپتے پھرتے — ڈھونڈتی پھرتی ہے اللہ کی رحمت ہمکو

ذوق ہو لینگے نہ دشنام لب شیرین کا — عمر بھر یاد رہیگی یہہ حلاوت ہمکو

دیکھئے کیونکہ نکیرین کو مرقد مین جواب — غم جانان سے تو دم بھر نہین فرصت ہمکو

غمزہ و عشوہ و انداز و ادا اُسکو دئے — درد و یاس و الم و حسرت و فرقت ہمکو

دولت عشق نے عالم سے کیا مستغنی — اب کسی چیز کی مطلق نہین حاجت ہمکو

تیرے کوچہ کی زمین سایۂ دیوار ترا — یہی جنت ہے یہی نعمت جنت ہمکو

جو گنہ ہم سے ہوئے ہون وہ بنے عین ثواب
اپنے عصیان پہ اگر آئے ندامت ہمکو

صورت آئینہ ہم رکہتے ہین دل اپنا صاف
نہین اک ذرہ کسی سے بہی کدورت ہمکو

اُسکی رفتار سے کچھہ بڑہ کے نہین ہی فتنہ
ہوگئی حشر کی معلوم حقیقت ہمکو

دیکھکر مہر جہانتاب کو صبح شب وصل
آگیا یاد وہین روز قیامت ہمکو

مثل اشک اپنی نظر سے بہی گرے جاتے ہین
غم فرقت مین یہانتک ہی ندامت ہمکو

نالہ و آہ سے ہم حشر بپا کرتے ہین
یاد آتا ہے جب اُنکا قد و قامت ہمکو

۲۸۸

لو وہ ایسے ہین کہ ایسونسی بہی ہوتے ہین دوچار
آئینہ دیکھہ کے رونق ہوئی حیرت ہمکو

اُسکے پرتو نے کیا ہے شرمسار آئینہ کو
دیکھتا ہون آپ پیش روئے یار آئینہ کو

رشک سے لیتا ہون اپنے سر سے مار آئینہ کو
دیکھکر مونہہ پیار کرتا ہے جو یار آئینہ کو

دیکھتا ہے کس ادا سے وہ نگار آئینہ کو
بار بار اپنی طرف اور بار بار آئینہ کو

چہوڑتا دم بہر نہین ہی وہ نگار آئینہ کو
کیا ہی قسمت دی ہی اے پروردگار آئینہ کو

دیکھتے ہی دیکھتے لاکھون کو خودبین کردیا
حال سب کہل جائیگا روز شمار آئینہ کو

روز و شب رہتا ہی حیرتمین یہ حیرت مجہے
کس پری تمثال کا ہی انتظار آئینہ کو

سامنے سے اسلئے دم بہر جدا ہوتا نہین
آپ کا مطلق نہین ہی اعتبار آئینہ کو

رشک آتا ہی کہ ہم تو یون پس پردہ رہین
اور دکہائین آپ جوبن کا ابہار آئینہ کو

کیون مکدر ہو نہ انسان آئی جب دلمین غبار
ہان مکدر کرہی دیتا ہی غبار آئینہ کو

آئینہ سی صاف تر رکہتے ہین ہم پہلو مین دل
ای سکندر لیکے اپنے سر سے مار آئینہ کو

اُسکے مونہہ کو دیکھتے ہی عین حیرت بنگیا
جانتے تہے ہم بہت کچھہ ہوشیار آئینہ کو

کوئی جیسا ہو اُسے ویسا ہی آتا ہی نظر
نیک و بد کا کچھہ نہین ہی اختیار آئینہ کو

سامنے سی ایکدم اُسکے جدا ہوتا نہین
اتنی مجبوری یہ ہی یہہ اختیار آئینہ کو

عکس گیسو نے کیا ہی سنبلستان آئینہ
عکس عارض نے بنایا ہے بہار آئینہ کو

حیرتی دونو ہین قابل دیکھنے کے سیر ہے
دیکھتا ہے یار کو آئینہ یار آئینہ کو

دیکھتا ہے جب بہار حسن کو آئینہ مین
چوم لیتا ہے وہ گل بے اختیار آئینہ کو

دل مین رہتا ہے تصور یار کے رخسار کا
کیا لیا ہے ہمنے شیشہ مین اُتار آئینہ کو

اس سی فرصت اُس خود آرا کو نہین ہی ایکدم
ہے دعا توڑی کہین پروردگار آئینہ کو

پاک طینت ہی ہین رونق سبکو منظور نظر
چاہتے ہین مفلس و ذی اقتدار آئینہ کو

کیا دخل مہربان جو کسیکو خبر ہی ہو
پر ہمسے دوستی تمہین مدنظر ہی ہو

جب ہے سخن کہ صحبت اہل نظر ہی ہو
دریا مین ہو صدف تو صدف مین گہر ہی ہو

کیا سوچتا ہے سر کو مری تن سی کر جدا
ای تیغ زن یہہ قصہ کہین مختصر ہی ہو

دیوار و در سے سر کو نہ پھوڑین تو کیا کرین
کاٹو کسیطرح سے شب غم بسر ہی ہو

ناحق ہون چارہ جوئی بیجا سی منفعل
کچھہ چارہ گر سے چارۂ زخم جگر ہی ہو

باغ جہان کی سیر اگر چاہتا ہے تو
غنچہ کیطرح چاہیے مٹھی مین زر ہی ہو

ہم آہ بے اثر کو نہین آہ جانتے
کہتے ہین اُسکو آہ کہ جسمین اثر ہی ہو

انکار میری نامہ بری سے درست ہی
بیچارہ نامہ بر کی وہانتک گذر ہی ہو

اہل دول مین چاہیے ہو جوہر سخا
وہ ہی شجر ہے خوب کہ جسمین ثمر ہی ہو

سینے کہا جو بے کمر اُنکو تو یہہ کہا
چاہین اُسیکو آپ کہ جسکے کمر ہی ہو

سو بار سامنے تری مرجاؤن بہی جو مین
کیا دخل ہی کہ غم سے مری چشم تر بہی ہو

دونو کے دل ہون آئینہ جب لطف عشق ہے
جیسا خیال دلمین ادہر ہو اودہر بہی ہو

یون آدمی تو سب ہین مگر وہ ہی آدمی
جسمین کہ فضل و جوہر و علم و ہنر بہی ہو

الم

رونق ہزار بار ہون وہ ملتفت ادہر
کم بخت اپنے نالہ دل مین اثر بہی ہو

تمنا یہہ نہین کرتے کہ خنجر بہیجدو ہمکو
ہمین سر پہوڑنا ہی کوئی پتہر بہیجدو ہمکو

وہ کس مشکل سے آتے ہین اور آتے ہی کہتے ہین
خدا کیواسطے جلدی سے اب گہر بہیجدو ہمکو

تامل ایکدم کا بہی وارکہون نہ مین ہرگز
جو لکہہ بہیجو کہ دم مین کاٹکر سر بہیجدو ہمکو

تصدق اس زبان کے اس پیام یار کی قربان
کہ اپنا حال دل کاغذ پہ لکہکر بہیجدو ہمکو

نہین منظور تمکو وصل گر ہم سے کسی صورت
تو زہر جانگزا کچہہ مول لیکر بہیجدو ہمکو

بسان سنگ اسود واجب التقبیل ہم سمجہین
تم اپنے آستانہ کا جو پتہر بہیجدو ہمکو

نگاہ کامیاب اسکو سمجہہ لین چشم مین کہین
اگر تم ہاتہہ سے تنکا اوٹہاکر بہیجدو ہمکو

احبا کو لکہا ہے تنگ آکر اس مقدر سے
کہین بکتا ہو تو لیکر مقدر بہیجدو ہمکو

کہین کیا قیمت دل تم سے جو کچہہ ہی تمہارا ہے
مناسب دلمین تم اپنے سمجہکر بہیجدو ہمکو

نجائینگے کبہی یہانسے نہ جائینگے کبہی یہانسے
نہین گر قابل محفل تو در پر بہیجدو ہمکو

دم فرقت تفرجگاہ ہستی سخت زندان ہے
سوئی ملک عدم اب بندہ پرور بہیجدو ہمکو

تمہین منظور ہے کیا ہمسے ملنا اور نہین ملنا
زبانسے گر نہین کہتے تو لکہکر بہیجدو ہمکو

۳۶۱

پیام شوق انہین بہیجا تو رونق یہہ جواب آیا
کہ حال اپنا مفصل خط مین لکہکر بہیجدو ہمکو

دل ایسا بے خود و غم مبتلا ہو | نشان جسکا نہو اُسپر فدا ہو

جفا پر حضرتِ دل یہہ فدا ہو | جو وہ رسمِ وفا برتے تو کیا ہو

حسین ہو رشک گل ہو مہ لقا ہو | مگر یہہ کیا غضب ہے بیوفا ہو

ہمین منظور ہے ہر طرح مرنا | نگاہِ ناز یا تیغ جفا ہو

غلط ہے بات دشمن کی غلط ہے | زبان جلجائے گر کچھہ بہی کہا ہو

اُٹھاتا ہون ستم کس کس طرح سے | بُرا ہو اس محبت کا بُرا ہو

ستم سے ہاتہہ اُٹھاؤ بہی تو اب ہم | کہین گے بیوفا ہو بے وفا ہو

نگاہِ قہر مین جو دان ہے مضمر | الٰہی وہ ہماری ہی قضا ہو

یہہ کج رفتاریون پر کجکلاہی | حقیقت مین غضب ہی کج ادا ہو

ہمین ہے اپنی الفت سے سرو کا | اگر وہ بے وفا ہے بیوفا ہو

تمنا کش ہے جب سے وہان تغافل | یقین ہے یہہ بہی اندازِ قضا ہو

تمہارے ہاتہہ ہے دل کا سفینہ | کہ اس کشتی کے تم ہی ناخدا ہو

کہین تم زہر ہی دیدو دمِ ہجر | کہ بیمارِ محبت کی دوا ہو

اگر بولو نہ مونہہ سے دیکھہ ہی لو | تسلی تو مرے دل کی ذرا ہو

تمہارا حال کہلتا نہین کچھہ | ستم ہو قہر ہو آفت ہو کیا ہو

کبہی لائی نہ بوئی زلف مشکین | نسیم صبح چل یہان سے ہوا ہو

نہو گی کچھہ شب فرقت سے بڑہکر | قیامت خیر کیسی ہی بلا ہو

محبت کا ہماری جب کہلے حال | کہ جب تم بہی کسی پر مبتلا ہو

غرض ملتے ہین وہ تلوونسی اپنے | کسیکی چشم ہو دل ہو حنا ہو

دم تیغ آزمائی چھوڑ دی ہاتھہ　　تجھے ہو وے جسم میرا دعا ہو
تمہارے ظلم اٹھو ہیں ہماری　　اگر کچھ ظلم کی بھی انتہا ہو
ہمارے درد دل کا پوچھنا کیا　　بیان اسکا ہو جسکی انتہا ہو

نچھوڑ و شوق و ذوق بادہ خواری
جہانتک ہو سکے رونق نباہو

نہ نکلا کچھ میری نالون سے پتھر ہو تو ایسا ہو　　کئے ظلم اور بھی مجھپر ستمگر ہو تو ایسا ہو
کیا تسخیر ایک دم میں فسونگر ہو تو ایسا ہو　　لٹا باتون میں دل انداز دلبر ہو تو ایسا ہو
تری جلوون سے نورانی جہان گر ہو تو ایسا ہو　　کہ سب کہنے لگیں خورشید انور ہو تو ایسا ہو
کنارہ بحر الفت کا کسینے بھی نہیں پایا　　جو دریا ہو تو ایسا ہو سمندر ہو تو ایسا ہو
کہوں سو مرحبا لاکھ آفرین ای جذبۂ دل تجکو　　انہیں کیا راہ پر لایا ہی رہبر ہو تو ایسا ہو
نہیں ہی خاک گھر میں اور ہزاروں داغ ہیں دلپر　　جو مفلس ہو تو ایسا ہو تو نگر ہو تو ایسا ہو
اشارا ایک ادنی حاضر ہے عاشق جان نثاری کو　　جو بندہ ہو تو ایسا ہو جو نوکر ہو تو ایسا ہو
نہ نکلے دم نکلنے کی ہی حسرت روز فرقت میں　　تمنا ہو تو ایسی ہو مقدر ہو تو ایسا ہو
کھلا ہی کیا ہی دل کیا بستۂ بند سلاسل ہیں　　غضب کھلتا ہی دیوانونپہ زیور ہو تو ایسا ہو
سیہ تر خال روئی یار سے میرا ستارا ہے　　زبون قسمت سیہ طالع بداختر ہو تو ایسا ہو
دل و جان پر سہے صدمے پی بخشایش امت　　شفیق امت عاصی پیمبر ہو تو ایسا ہو
پڑی ہیں در پہ عاشق اور تجلی زار ہی ایوان　　اگر در ہو تو ایسا ہو اگر گھر ہو تو ایسا ہو
بہر صورت تمہاری خاک پہنچی اسکے کوچہ میں　　ہمارے حکم میں جو باد صرصر ہو تو ایسا ہو
نہ بھولونگا نہ بھولونگا تمہاری یاد ہیں باتیں　　وہ کہنا بزم میں مجکو بداختر ہو تو ایسا ہو

ہمارا رُخ جو روشن دیکھکر ہر ایک کہتا ہی
فلک پر دوسرا گر مہر انور ہو تو ایسا ہو

ترحم خود اُسے آجائے اپنی بیت بازو پر
ستم گر ہو تو ایسا ہو ستمگر ہو تو ایسا ہو

صبا خوشبو بہانسے جہولیان بہر بہر کے لیجائے
بسا دلمین ہمارے زلفِ عنبر بو ہو تو ایسا ہو

غم ہر دو جہان جاتا رہی اک جرعہ سی جسکے
عنایت ہمکو ساقی کوئی ساغر ہو تو ایسا ہو

ہمارے دلمین کیا آسودہ ہو بیٹھا ہی غم انکا
جہانمین بہر آسایش اگر گہر ہو تو ایسا ہو

غضب جانسوز ہی دلکا سویدا آتش دل سے
شرارا ہو تو ایسا ہو جو اخگر ہو تو ایسا ہو

کسیکو دیکہکر دل ہو گیا آئینہ کیصورت
جو حیران ہو تو ایسا ہو جو ششدر ہو تو ایسا ہو

نکلتے وہ نہین گہر سے پڑے ہین مگر دربین ہم
مقدر ہو تو ایسا ہو بد اختر ہو تو ایسا ہو

بمشکل چرخ اکدم ہی بہرتے ہم نہین گاہے
ہمارے پاؤن مین جیسا ہی چکر ہو تو ایسا ہو

۲۹۳

جہان ہو تیرہ و تاریک رونق اپنی آنکھونمین
خدانا خواستہ گر وہ مکدر ہو تو ایسا ہو

تم ہی کہدو کہ اب اسکا مجہے ڈر ہو کہ نہو
ہی تردد کہ شب غم کی سحر ہو کہ نہو

ہو گئے ہم تو فدا اُن کو خبر ہو کہ نہو
ہمنے دل نذر کیا اُنکی نظر ہو کہ نہو

ڈہنگ بیطور ہین کچہہ رات بسر ہو کہ نہو
دیکہئے اس شب فرقت کی سحر ہو کہ نہو

نالہ و آہ سے باز آہی نہ بازآئینگے ہم
دل پہ اُس شوخ ستمگر کے اثر ہو کہ نہو

ہائے آتا ہے غم یار جگر خواری کو
ایک تردد ہے کہ پہلو مین جگر ہو کہ نہو

اپنے مرنے کی نہین ہی مجہے مطلق پروا
ہی یہی خوف کہ کچہہ اُسکو خبر ہو کہ نہو

تو ہی جب ساتہہ نہو اے چمن آرا ای امید
تو گلستان ارم ہمکو سقر ہو کہ نہو

ہون تو مقتل مین مگر دلمین یہی ہی ہوس
کہ اُنہین قتل مرا مد نظر ہو کہ نہو

ہی نہ معدوم نہ موجود غرض ہی کچھہ شے
قتل عشاق پہ باندھی ہی کمر ہو کہ نہو

خوف ہی آپ ہی عالم مین ہین ورنہ کبھو
میری نالون سی جہان زیر و زبر ہو کہ نہو

کچھہ نہین مانگتے ہم اور فلک کیا دیگا
درد دل چاہتے ہین دردِ جگر ہو کہ نہو

ناتوانی یہ کبھی ہی کہ یہہ ہی دل مین خیال
ہمسے طی ملک عدم کا بھی سفر ہو کہ نہو

رشک کہتا ہی مری عشق کی روداد اُنسے
غیر ہین واقف حال اُنکو خبر ہو کہ نہو

خیر کچھہ ہو دلِ پر غم سے نکلتے ہین بجا
نالہ و آہ کئے جائین اثر ہو کہ نہو

نگہ شوق سے حائل در و دیوار نہین
دیکھہ لیتے ہین اُسے روزنِ در ہو کہ نہو

کام گریہ سے رہے گرچہ سرِ مژگان پہ
لخت دل ہو کہ نہو لخت جگر ہو کہ نہو

رنگ لائی ہے بہت تیرگی بخت سیاہ
ہی شب غم مین یہی غم کہ سحر ہو کہ نہو

کوئی جب پاس سی اُٹھہ جائی تو کہئے رونق
درد دل ہو کہ نہو دردِ جگر ہو کہ نہو

یار ہوگا وان دلِ ناشاد تو
ہو نہ صرفِ نالہ و فریاد تو

خاک ہوا ی عاشقِ ناشاد تو
خوش ہین وہ اسمین کہ ہو برباد تو

حشر تک قائم رہے صیاد تو
ہان اسیرون کو نکر آزاد تو

یاد تیری دل سے جاتی ہی کوئی
حشر تک ہمکو رہیگا یاد تو

پھونکدون اک آہ آتش بار مین
ای فلک رکھتا ہی کیا بنیاد تو

اب شادی ہمکو لیکن یاد رکھہ
جور سہنے کو کرے گا یاد تو

اپنی خود بینی پہ جو ہی محو و مست
اُسپہ شیدا ہی دلِ ناشاد تو

شہر دل ویران ہو یا مسمار ہو
ہی دعا اپنی رہے آباد تو

جب عدو کی جان پر بنجائیگی
آپ سن لیگا مری فریاد تو

عشق کے دفتر الٹ ڈالے ہین یہان
کیا پڑہا تا ہے ہمین اُستاد تو

جو رسہ سہکر بہی مرجائے کوئی
کوئی دیتا ہے وفا کی داد تو

سر جدا ہو جائی یا تہہ ایسا لگا
دیکہتا ہے کیا اب ای جلاد تو

ایک فسون تہی بہر تسخیر نگاہ
کاش سن لیتا مری فریاد تو

بزم مین مجہہ سے خفا ہو کر کہا
یہان سے اُٹھہ جا خانمان برباد تو

دل سے اپنی یاد پر قربان ہون
بیخودی مین بہی مجہے ہی یاد تو

روز ہوتے ہین ستم ہم پر نئے
ہی حقیقت مین ستم ایجاد تو

ق

ہم تو چلتے ہین سوئی ملک عدم
شاد رہنا ای دلِ ناشاد تو

مٹ گیا وہ خار جو آنکہون مین تہا
وہ زمانے کو مبارکباد تو

اُن کو ضد ہے نالہ و فریاد سے
ای دلِ نادان نکر فریاد تو

بزم سے جاتا ہون دل دیکر تجہے
ہے نشانی کیا رکہیگا یاد تو

سچ بتا رونق تجہے وہ بہی ملا
عشق مین جسکے ہوا برباد تو

ردیف ہاے ۲۹۵

ایچرخ داغ ہجر دیا کیا مضایقہ
سمجہینگے ہم بہی تجہہ سے بہلا کیا مضایقہ

سر لیجئے جو سینے کہا کیا مضایقہ
کس ناز سے جواب دیا کیا مضایقہ

اک مدت دراز سے تہا دل تو آگیا
اب جان بہی جو لی تو ہوا کیا مضائقہ

ہم بہی تو جان و دل سے ہوئی آپ پر نثار
بوسہ اگر لیا تو لیا کیا مضائقہ

جو دل اسیر اسمین ہی وہ جائیگا کہان
کہو لو تو اپنی زلف ذوتا کیا مضائقہ

کیا غم ہے اور ہاتہہ لگا تو کہ سر مرا
اک وار مین جدا نہوا کیا مضائقہ

اغیار سے ہی تمکو شب و روز اختلاط
اور ہو رہے ہو ہمسی خفا کیا مضائقہ

۲۹۶
رونق بہی تیری دیکھنے والون ہی مین سی ہے
اُسکو بہی کوئی جلوہ دکہا کیا مضائقہ

دیکہکر اُسنے مجہکو پہیرا مونہہ
صبح دیکہا ہے مینے کسکا مونہہ

دیکہکر آئینہ مین اپنا مونہہ
آئینہ کا بہی پہر ندیکہا مونہہ

وصف کیا اُس دہان تنگ کے ہون
ہے بڑی بات اور چہوٹا مونہہ

لے لیا نام اُس شکر لب کا
دفعتاً ہو گیا جو میٹہا مونہہ

آپ کا مجہہ سے کیا بگاڑ ہوا
دیکہکر مجہکو کیون بنایا مونہہ

نام سن سنکے مر گئے لاکہون
پر ندیکہا کسینے اُسکا مونہہ

چہپ گیا مہر پردۂ شب مین
اُسنے غرفہ سے جب نکالا مونہہ

تختۂ گل بنا مرا دامن
اُس گل اندام نے جو پونچہا مونہہ

۲۹۷
خواہش بوسہ اُس سے ای رونق
وہ لب نازک اور تیرا مونہہ

خال عارض وہ ترا مثل شب تار سیاہ
دیکہنا تہا کہ ہوا روز دل زار سیاہ

کفر و ایمان نہین کچہہ پہ تگ پہ ہرگز موقوف
ہی نہ کچہہ سبحہ سفید اور نہ زنار سیاہ

باغ مین آتش رنگ گل تر سی جلکر
ہو گئی بلبل بیتاب کی منقار سیاہ

کہل گیا رنگ صنم قتل سیہ بختی کا
خون سے میری ہوئی جلاد کی تلوار سیاہ

ہوتے ہین ہاتہہ سیہ لینی سی زر کی اکثر
کیا عجب ہی کہ یونہین ہو دل زردار سیاہ

یہہ سیہ بخت جو اُس زلف کے سو مین چلے
خامہ سان نقش قدم ہون دم رفتار سیاہ

معتکف یاد مین اک گیسوی شبرنگ کے ہون
میری آنکہو نمین ہین رونق در و دیوار سیاہ

وہ ربط رکہے اُس بت کافر سی زیادہ
ہو جسکو عداوت دل مضطر سی زیادہ

وہان ربط تہین دشمن خود سر سی زیادہ
یہان رشک سے دم سینہ مین خنجر سی زیادہ

ہونا ہی لکہا ہی جو مجہے قتل کا پیغام
خط یار کا ہے خط مقدر سی زیادہ

اک موج روان یم پر جوش ہی ہستی
کوئی بہی ٹہرتا نہین دم بہر سی زیادہ

ای اہل ہوس کہلتی ہے اتنی مشقت
ملتا ہی نہ کم اور نہ مقدر سے زیادہ

جاتی ہی تو ملتی نہین پہر گرد بہی اُسکی
یہہ عمر روان تیز ہی صرصر سے زیادہ

بگڑی نہ کہین دیکہہ دماغ ایدل نادان
مانوس نہو زلف معنبر سے زیادہ

آئی بہی تو اک شعلہ و سیماب کیصورت
بیٹہے نہ مری پاس وہ دم بہر سی زیادہ

کیون رشک کری رتبہ شہ پر کہ گدا ہی
اکثر سے اگر کم ہی تو اکثر سے زیادہ

نازک ہین مگر اُنکی ادا و نکے معانی
ہین شیشۂ دل کے لئی پتہر سی زیادہ

آئینہ بنایا کہ حسین ہو گئی خود بین
نادان کوئی ہوگا نہ سکندر سی زیادہ

یہہ خشک نہون ہاتہہ سی وہ ہیان سی نیلے
نازک ہین لب یار گل تر سی زیادہ

سو حشر اُٹہاتے ہین وہ رفتار سے ہر روز
اب خوف نہین شورش محشر سی زیادہ

سب اہلِ نظر خاکِ رہِ یار کو رونق
قیمت مین گران جانتے ہین زر سے زیادہ

نہین اب کچھ محبت کی نظر وہ
مروت ہے تمہین رکھنی مگر وہ

نہین آپ سے کچھ واقف مگر وہ
کہ ہین عاشق سے اپنے بے خبر وہ

نہان ہین مجھ سے مجھ مین کسقدر وہ
کہ دلمین ہین نہین آتے نظر وہ

ہمارا مطلبِ جان ہین مگر وہ
کہ ہین بھی اور نہین آتے نظر وہ

جسے صبح قیامت کہہ رہے ہو
مگر ہے روز رخصت کی سحر وہ

سنا ہے ماجرائے جوشِ طوفان
دکھاتی ہے تماشا چشم تر وہ

مجھی سے غیر بھی گرم فغان ہین
کہان سے لائینگی لیکن اثر وہ

حقیقت مین اگر کچھ ہو تو پہلے
ہمارے قتل پر باندہین کمر وہ

یہان تاب فغان دلمین نہین ہے
رہین آسودہ بیخوف وخطر وہ

سنین اور سنکے وہ بیتاب ہو جائین
مری نالون مین یارب ہو اثر وہ

یہان ہین اپنے دل یہہ اور جگر یہہ
وہان انکی مژہ وہ اور نظر وہ

کسیکا درد کیون پوچھین کسی سے
طریق عشق سے ہین بے خبر وہ

جنہین در تک رسائی بھی نہین تھی
ہوئے ہین آپ کے مدِّ نظر وہ

گئے وہ دن کہ دل مین ولولے تھے
ستمگر اب نہ سودا وہ نہ سر وہ

ہماری سرگذشتِ غم سنین کیون
نہین اب اپنے نالون مین اثر وہ

دمِ نظّارہ یہان حیرت وہان شرم
ہوئے بیخود ادہر ہم اور اُدہر وہ

نہین جو باخبر وہ ہین خبر وا
خبر رکھتے ہین جو ہین بے خبر وہ

ہوئے تھے ہم سے جو کچھہ عہد و پیمان
تجھے کچھہ یاد ہین ای بے خبر وہ

محبت غیر سے ہو جائے دونی
ہمارا زخم دل دیکھے اگر وہ

کبھی تاثیر تھی دل کی کشش مین
رہا کرتے تھے یہان دو دو پہر وہ

چھپے ہین کیا کہ حالِ شب عیان ہے
مجھے تو مونہہ دکھائین ہین کدھر وہ

نہین ملتین قیامت زا نگاہین
محبت رکھتے ہین دل مین مگر وہ

بڑھائے جاتے ہین رنگ تمنا
ہمین مشتاق اپنا جانکر وہ

مرادین اب مرے دل کی بر آئین
ارادہ شرط ہے چاہین اگر وہ

بس اتنے آسرے پر زندگی ہے
کہ ہنس دیتے ہین مجھکو دیکھکر وہ

رہی جو زخمی الفت وہ دل ہے
پریشان جو رہے رونق ہی سر وہ

حنا سے ہین تری یہہ سیمتن ہاتھہ
کہ رشکِ ماہ تو رشکِ چمن ہاتھہ

اگر دیکھین ترے ای گلبدن ہاتھہ
ملین حسرت سے گلہائی چمن ہاتھہ

مری مٹھی مین ہے گلزار فردوس
دیا ہی تونے ای رشکِ چمن ہاتھہ

بہت ڈہونڈا کئے ہم مثل عنقا
نہ آیا ایک مضمون دہن ہاتھہ

مری جان پر ستم کس طرح توڑی
یونہین ٹوٹین تری چرخ کہن ہاتھہ

نہ ایسے ہین کسیکے پاؤن نازک
نہ ایسے ہین کسیکے سیمتن ہاتھہ

کبھی کیا رخ پہ ہمنے گل کی پہتی
ادہر لانا ذرا رشکِ چمن ہاتھہ

لحد مین سوز غم سے کچھہ نہین ہے
ملے بہر کفن دزد و کفن ہاتھہ

تم اُٹھے مبتلا ہو جاؤ مجھہ پر
کوئی ایسا مرے آجائی فن ہاتھہ

بمشکل آکے پہنچا ہون لب بام ذرا دینا مجھے رشک چمن ہاتھہ
پہنچنے کے لئے اُن کے قدم تک بنے ہین شوق مین ہم جملہ تن ہاتھہ
کسیکے عشق مین گل کہاتی اتنے کہ ہین اب شاخ گل پر طعنہ زن ہاتھہ
ملے کیا بوالہوس کو دولتِ عشق کہین آتی ہے بے رنج و محن ہاتھہ

غزل لکھہ اس زمین مین ایسی رونق
کہ تیرے چوم لین اہلِ سخن ہاتھہ

ملے ہین تجھہ سے کیا ای جانمن ہاتھہ سراپا بنگئے ہین جان و تن ہاتھہ
تری جز و بدن ہین سیمتن ہاتھہ سمن بر تو ہے اور برگ سمن ہاتھہ
بڑھائے عمر بھر دستِ تمنّا ترے پا تک نہ پہنچے گلبدن ہاتھہ
مجھے دے پھیرلون مین آپ خنجر کہ نازک ہین تری نازک بدن ہاتھہ
کبھی دل پر کبھی داغ جگر پر بنے ہین میرے پھر سوختن ہاتھہ
تاسف کے عوض ہر رشک اُٹھا کہ مجھہ پر مل رہے ہین مرد و زن ہاتھہ
تری ہاتھون کے قربان دو ہی کرنا لگانا اسطرح کا تیغ زن ہاتھہ
غضب سوی گریبان دوڑتی ہین ہمارے پاؤن کا سیکھے چلن ہاتھہ
مری وحشت مین وہ دیوانگی ہے ملاتے تک نہین اہل وطن ہاتھہ
مری سینہ پہ رکھہ و بعدِ مردن کہ تسکین دل کو دین زیر کفن ہاتھہ
بھلا ایسے سے کیا چشم درستی زبان ہے دل شکن پیمان شکن ہاتھہ
اُٹھے کیا قتل پر وہ دستِ نازک کہ ہو رنگ حنا سے خستہ تن ہاتھہ
تری پائے نگارین تک وہ پہنچے عدو کے چوم لون ای گلبدن ہاتھہ

رہیگا خون حسرت بار گردن
نہ ہی رنگ حنا کو دل شکن ہاتہہ

پسِ مردن ہے ماتم حسرتون کا
نہین رُکتے مرے زیرِ کفن ہاتہہ

جنازہ تیرے کشتے کا اُٹھا ہے
لگا تو بہی تو اے رشکِ چمن ہاتہہ

قرار وصل پر بہی مجہہ سے رونق
ملاتا کب ہے وہ پیمان شکن ہاتہہ

ردیف یائے مثناة تحتانی

تحتانی

تری گیسو ہین ایسے عنبر افشان پُر شکن کالے
چمکتے ہین زمین پر رشک سے جل جلکے ہرن کالے

نہین تنگ مسے سے لب تری شیرین دہن کالے
یہہ دودِ آتشِ گل سے ہین برگِ یاسمن کالے

ترا وہ حسن دلکش ہے کہ عالم مین تری رخ پر
بہت گوری ہین قربان اور بہت نازک بدن کالے

مجہے ڈر ہے کہ میری خون کی گرمی سے کہین جلکر
نہ جوہر ہون تری تلوار کے اے تیغزن کالے

خدا سمجہے کہین تجہہ سے کہ گہر کتنے ہوئے دم مین
تری برقِ ستم سے جلکے اے چرخ کہن کالے

سیہ کاری ہماری اہل مقتل پر نہ چہا جائے
نہ ہو جائین پسِ مردن شہیدون کے کفن کالے

مری آنکہون مین تجہہ بن اے سمن بر ہے جہان تیرہ
نظر آتے ہین سب گلہائے نسرین و سمن کالے

سیہ کاری کرنے کیلئے عہد جوانی ہے
نہین پیری مین رہتے دیکہہ لو موئے بدن کالے

کسیکے عارضِ شفاف سے کیا اُسکو نسبت ہے
کہ رخ پر ماہ کے ہین داغ اے چرخ کہن کالے

۳۰۳

جو کوئی دیکہہ لے اُس کاکلِ مشکین کو اے رونق
زبان سے پہر نہ ہرگز نام وہ مشک ختن کا لے

ہے جان مین طاقت نہ تنِ زار مین دم ہے
جان الجہی ہوئی عشق مین ہے یار مین دم ہے

لب صد مہ غم سے تیرے بیمار مین دم ہی
الجھا فقط اک حسرت دیدار مین دم ہے

دم بھر مین کئی مرتبہ جاتی ہے فلک پر
اتنا تو مری آہ شرربار مین دم ہے

دم لیگی نہ عاشق کے گلے ملنے سے ہرگز
جب تک کہ ستمگر تری تلوار مین دم ہے

سینہ مین کسیکے ہو لبون پر ہی کسیکے
پوچھے کوئی مجھہ سے تو مرا یار مین دم ہے

کیا دیجئے جان اُسکی نگہ ہائی غلط پر
اُس شوخ فسون کار کی پرکار مین دم ہے

ارہ کیطرح کاٹ رہا ہے سجشٔہ عمر
مصروف شب و روز اسی کار مین دم ہے

یہہ حال ہے عشاق کا اُس بزم مین رونق
دو چار جو بے دم ہین تو دو چار مین دم ہی

مری بھی دل کی ہون مشکین صنم کہین ڈھیلی
ذرا تو ہو گرہ زلف عنبرین ڈھیلی

وہ آئے تیغ کشیدہ تو فرط ہیبت سے
عدو کے تن پہ قبا ہو گئی وہین ڈھیلی

ذرا نہ دیر ہو تا قتل پر الٹنے مین
رکھی ہے اسلئے قاتل نے آستین ڈھیلی

رقیب ایک ہے حیوان عجیب لایعقل
رسن نچھوڑیو تو اسکی سہ جبین ڈھیلی

یہہ سب سہی کہ نہین چین ہجر مین لیکن
عنان ضبط نچھوڑا ای دل حزین ڈھیلی

نزاکت اُسکی جو دیکھے تو بیر مین شک سے ہو
قبائے غنچۂ نسرین و یاسمن ڈھیلی

بدن سے شوق ہم آغوش مین ہو چسپیدہ
پہن ہی لے جو قبا کوئی نازنین ڈھیلی

نفس نفس مین الٹ دی جہان کو نفس شریر
طناب عمر ہو اسکی جو ہمنشین ڈھیلی

بندھی ہین اسمین پریشانیان ہی دل کی طرح
نہ کیجو بندش جعد بلا قرین ڈھیلی

کشش نہ چھوڑیو ای دست جذب قیس فدا
مہار ناقۂ لیلی نہو کہین ڈھیلی

کچھہ اسکو بندش الفاظ سی کیا ہی چسپت

دگر نہ اصل میں رونق ہی یہہ زمین ڈھیلی

کانہیں بجلی ہے وہاں بُندے کے گوہر کے تلے　　یا یہہ ماہِ نو نظر آتا ہے اختر کے تلے

یادِ مژگاں میں کسیکی نیند کیا آئے مجھے　　سینکڑوں نشتر بچھا رکھے ہیں بستر کے تلے

بعد مردن اب یونہیں عاشق کو رکھیو زیر خاک　　عمر گذری تیری در پر ایک چھپر کے تلے

صورتِ دولاب پھرتے ہیں زمین و آسمان　　گاہ اوپر ہیں تلے کے گاہ اوپر کے تلے

شورِ محشر کے بھی ہنگاموں سے جاگ اُٹھا نہیں　　خواب میں ہے بسکہ وہ زانو مرے سر کے تلے

اضطراب شوق میں پاس ادب بھی شرط ہے　　مرغِ دل اپنا نہ تڑپا اُسکے خنجر کے تلے

دیکھیو رونق وہ ابروئے ہلالی زیر خال
صاف ماہِ نو نظر آتا ہے اختر کے تلے

غیر سے مجھکو اُلجھتا دیکھکر چلتے ہوئے　　دیکھتے تلوار تو باہمدگر چلتے ہوئے

وہ گیا اُٹھکر کہ تم جلدی سے گھر چلتے ہوئے　　کان میں کچھہ کہہ گیا دشمن مگر چلتے ہوئے

جان لب پر آ ہی اور آئے خبر لینے کو تم　　جذبۂ دل نے دکھایا کچھہ اثر چلتے ہوئے

غنچۂ دل کی مرے ہے وہ ہی غم سے بستگی　　گرچہ اک مدت ہوئی بادِ سحر چلتے ہوئے

جائے حیرت ہے کہ منزل پر نہ پہنچا آجتک　　چرخ کو مدت ہوئی شام و سحر چلتے ہوئے

حال اُنسِ اقربا کا بعد مرنے کے کھلا　　چھوڑ کر مرقد میں اپنے اپنے گھر چلتے ہوئے

غیر سے لڑتے تھے ہم وہ سامنے جب آگیا　　ایک جانب پھینک کر تیغ و سپر چلتے ہوئے

وادیٔ الفت میں رونق سوچکر رکھنا قدم
ہر قدم پر یہاں رہے ہیں راہبر چلتے ہوئے

گوش کا گوہر رُخِ نازکبدن پر بار ہے　　قطرۂ شبنم بھی برگِ یاسمن پر بار ہے

جب سے دیکھی ہین وہ چشم مست و زلف عنبرین
زندگی اُسدن سے آہوی ختن پر بار ہے

گر نجائے اب ستون آہ اُسکو چاہیے
میرے نالون کا بڑا چرخ کہن پر بار ہے

ضعف میرا حد سے گذرا ہے تمہارے ہجر مین
اب قبائے زندگی اپنے بدن پر بار ہے

کہل گیا رونق کہ یہہ صدمہ سے اُسکے سخن ہین
پان کا رنگ اُس ستمگر کے دہن پر بار ہے

[illegible]

دیکھہ لے تجکو جو الفت کی نظر سے آدمی
دور بہاگے سایۂ شمس و قمر سے آدمی

غیر کو کہنا کہ یہہ آیا ہے گہر سے آدمی
چھپ کے جاتا ہے کہان میری نظر سے آدمی

آدمی تجھہ سا نہ دیکھا آجتک اے رشک حور
سینکڑون گذرے ہین اپنی ہی نظر سے آدمی

کچھہ نہ استغنا سے پوچھا گرچہ در پر آپکے
شام تک حاضر رہا میرا سحر سے آدمی

گھر مین وہ گرم سخن ہین حشر ہے باہر بپا
سر پٹکتے ہین کھڑے دیوار و در سے آدمی

عشق کا جوہر ہے مجھہ سے عشق سے میری نمود
آدمی سے ہے ہنر اور ہے ہنر سے آدمی

آدمی کیا کبک و بلبل پر رقابت آرہی
اور ہون گر ایک دو اُس فتنہ گر سے آدمی

جانتے ہین عہد جوشش مانتے ہین عہد نوح
کانپتے ہین مثل بید اُس چشم تر سے آدمی

آسمانکو یاس سے حیرت سے مین تکنے لگا
دور جب اُنکا ہوا میری نظر سے آدمی

لامکان تک باندہتا ہے اور تو مضمون سب
ہان مگر ناچار ہے اُسکی کمر سے آدمی

وہ بنے ہین واسطے اسکے نہ یہہ اُنکے لئے
اسلئے ممتاز ہین شمس و قمر سے آدمی

ہو تجھے منظور یارب تو بشر سے ہو ملک
تو اگر چاہے تو ہو پیدا شجر سے آدمی

بوئے زلف اُسکی سونگھا دو جان تازہ پائیگا
کوئی مرتا ہے اگر ہو درد سر سے آدمی

کسکو دنیا مین ہے رونق کچھہ ٹھہرنیکی امید

[illegible]

خاک کتنے ہو گئے والا گہر سے آدمی

جھوٹی قسم یہ وصل کا دم دیگیا مجھے
بدلے دوا کے ہای وہ سم دیگیا مجھے

دین سبکو اور کچھہ مرحمت نشانیان
دردِ فراق و رنج الم دیگیا مجھے

دعوی ہے عشق کا تو رضاجوئی یار ہو
وہ لکھہ کے اک یہہ طرفہ رقم دیگیا مجھے

بی اسکے ایکدم بھی نہین لطف زندگی
پر کیا کرون کہ اپنی قسم دیگیا مجھے

رونق وہ زخم دل پہ نہین داغ دیگیا
گویا ہزار باغ ارم دیگیا مجھے

کچھہ اس قدر سہی وہ ناوک دل و جگر مین چبھے
کہ خار بنکے گلِ تر مری نظر مین چبھے

خمیدہ بار الم سے ہوئے ہین کچھہ اتنے
کہ سوئی دشت چلے ہم تو خار سر مین چبھے

پڑا ہی شیشۂ دل چور ہوکے اُس رہ مین
یہہ خوف ہے نہ کہین پای نامہ بر مین چبھے

وہ سوئی بستر گل پر تو مجھکو خوف رہا
کہ مثلِ خار رگِ گل نہ وہان کمر مین چبھے

اگرچہ ضعف سے ہین سوکھہ کر ہوا کانٹا
مگر وہ خار ہون دشمن کے جو جگر مین چبھے

وہ زار ہین کہ جو دوزخ مین ہمکو ڈال دیا
تو نشتر کی طرح پہلوئے سقر مین چبھے

۳۱۱

فروغ اسکو نہین اُسکے روبرو رونق
وہ رشکِ ماہ نہ کیون دیدۂ قمر مین چبھے

کچھہ یارسی کی مینے نہ تقریر ادب سے
وہان لب ہین مری غنچۂ تصویر ادب سے

اُس بزم مین کیا کیجئے تقدیر ادب سے
برہم ہوئی وہ ہای ری تقدیر ادب سے

بسمل بھی تری کتنے ادا سنج ادب ہین
دم تک بھی نہ کھینچا تہ شمشیر ادب سے

مدحِ خطِ عارض مین نہ گستاخ ہوا دل
پڑھہ سورۂ اخلاص کی تفسیر ادب سے

اللہ کا گھر جان کے کیا اوبت کافر — بیٹھا ہے مری دلمین ترا تیر ادب سے
توڑو نہ دل خستہ کہ خود کی ہی قضا نے — اس منزل انوار کی تعمیر ادب سے
ہاتھون کا جہان کام ہو آنکھو نسے نکالین — دل سے نہ نکالینگے ترا تیر ادب سے
گر دست رسا پائین منہ خور صفت چشم — آنکھونپہ رکھین آپ کی تصویر ادب سے

شمشاد اقامت سے ہے گلشنین سرافراز
رونق یونہین انسان کی ہے توقیر ادب سے

آنکھون مین سرمہ آپ مقرر لگائیے — ہے عزم قتل سان پہ خنجر لگائیے
دل تک ہو چاک تیغ جو سر پر لگائیے — عاشق ہون ہاتھ سوچ سمجھکر لگائیے
اڑجا ئیگی جس سے تیر وہ دلبر لگائیے — صید شکستہ بال کے یون پر لگائیے
یہہ ہے علاج آپکے مجروح کا کہ اور — پہلو مین زخم تیر پہ خنجر لگائیے
چہرے پہ ناز کی ہی نہ آئی کہین گزند — رخسار سے نہ آپ گل تر لگائیے
افتادہ زیر قصر ہین کچہہ اجنبی ہی لوگ — دو چار تاک تاک کے پتھر لگائیے
ساقی کے لطف خاص کی تعظیم ہے ضرور — آنکھون سے جام بادۂ احمر لگائیے
گیرائی عام کیجیے نہ پر تو جمال کے — سودائیون کی بہیڑ نہ در پر لگائیے
اس سنگ در پہ ناصیہ سائی بہی شرع ہے — ہی جبین ایک زور سی ٹکر لگائیے
ہے جبین بہر نور نگہ اسکی خاک پا — سرمہ کی جا اگر ہو میسر لگائیے

۳۱۴ یہہ دلمین ہے کہ چہوڑ کے رونق جہان کو
کوچہ مین اس نگار کے بستر لگائیے

اسکی فرقت مین شب جو رو بیٹھے — ایک عالم کو ہم ڈبو بیٹھے

تم حیا شوخیون سے کہو بیٹھے
اب تو نچلے ذرا رہو بیٹھے

وہ جو ایک چیز تہا بساط مین دل
سو کسیکی طلب مین کہو بیٹھے

اُسکے کوچہ مین جب قدم رکہا
عزت و آبرو کو رو بیٹھے

غم کی آلودگی سے پاک ہین وہ
ہاتہہ جو زندگی سے دہو بیٹھے

وہ مری جان کے ہوئے دشمن
اُسکے پہلو مین دوست جو بیٹھے

کیون کشاکش قبول درد اُٹہائے
غم ترا میرے دل مین ہو بیٹھے

اُسکے در پر بٹہا کے دل نے کہا
بس یہین عمر بہر رہو بیٹھے

کچھہ تو ان بن ہے ورنہ شکوۂ غیر
ہم کہین اور تم سنو بیٹھے

قصر دل ہی مین دیکھہ لو سب کچھہ
اک ذرا صبر سے رہو بیٹھے

اپنی شوخی سے دور رہین وہ
میرے پہلو مین ہین وہ گو بیٹھے

۳۱۴
کس لئے چپ ہو حضرت رونق
شعر ہی اپنے کچھہ پڑہو بیٹھے

وہین عمر اپنی بسر ہوگئی
تری جلوہ گہہ مجھکو گہر ہوگئی

مری جان کی طرح وہ ہیچ تہی
کمر باندہنے سے کمر ہوگئی

ڈبویا مرے ساتہہ نام وفا
غضب ہے اگر چشم تر ہوگئی

گلے کچھہ کے کچھہ تہے مگر خیر خیر
جو ہونی تہی ای بے خبر ہوگئی

یونہین زلف و عارض پہ مرتا رہا
یونہین عمر اپنی بسر ہوگئی

مرا نالۂ دل ہے اک زلزلہ
زمین جس سے زیر و زبر ہوگئی

مرا دل کہ تہا دانۂ بارود کا
نگہہ اُسکی اُس پر شرر ہوگئی

ق

برا ہو ترا اے تمنائے وصل
نہ باتین ہوئین کچھ نہ راز و نیاز

وہ آئی تو شکلِ دگر ہوگئی
لپٹ کر جو سوئے سحر ہوگئی

ہوئی ہوئی شب رنگ اپنے سفید
اٹھا تو رونق سحر ہوگئی

رخ پہ چھوڑی زلف کیا اس ماہ رشک حور نے
روزِ عاشق پر کیا سایہ شبِ دیجور نے

دی مئے گلگون جو بھر کر ساقی مخمور نے
رشک سے تاکا مرے ساغر کو چشم حور نے

جلوۂ خورشید پایا ہے رخِ پر نور نے
سامنے تیرے نہ کین آنکھین پری و حور نے

جان دی عشاق نے فرطِ نیازِ عشق مین
بات تک لیکن نہ پوچھی اُس بتِ مغرور نے

کاوشِ مژگان نے اسکی رفتہ رفتہ گھر کیا
ہاتھ ڈالا میرے دل کے زخم پر ناسور نے

پیگئے اصرارِ ساقی سے جو اک دو جرعہ ہم
آبلے ڈالے زبان پر بادۂ انگور نے

خالِ رخ نے گل چراغ انجم گردون کیا
مشعلِ مہ کو کیا ٹھنڈا رخ پر نور نے

کچھہ بنائی ہے قیامت نے مری طرزِ طپش
کچھہ اُڑائی ہے ادا نالہ کی بانگ صور نے

حالِ دل لب تک نہین آیا کہ کچھہ کچھہ سوچکر
پھر کی آنکھون سے دیکھا مجھکو اُس مغرور نے

وقتِ رخصت تھا شرر افشان سپیدہ صبح کا
دلپہ میرے کام آتش کا کیا کافور نے

گر یہی ہے شوقِ آرایش تو پھر عاشق کہان
کب اُٹھایا رشک آئینہ کا اُس مہجور نے

جز دلِ عاشق تحمل کسکو سوزِ عشق کا
جل گیا دیکھا جو اُس آتش کا شعلہ طور نے

پڑ رہی ہین دمبدم کیا کیا نگاہین تیز تیز
دل کو چھلنی کردیا رونق کسی مغرور نے

۳۱۶

اُنہین جو پاس مرے ایکدو نفس گذری
تو جانتے ہین کہ زندانین سو برس گذری

بس ابتو دیجیے تکلیف دست و بازو کو
امید قتل مین ہمکو کئی برس گذرے

فراق یار مین و نزات سینہ کوبی ہے
یہی ہے زیست تو ہم اس سی ہمنفس گذرے

مثال کوچۂ جانان ہے رہگذار جہان
کہ پانچ آئے ادہر سی ادہر سی دس گذرے

نہ برملا مئی گلرنگ یون پیو رونق
یہہ خوف ہی کہ نہ اس راہ سی عسس گذری

جو گرا اس رہ مین مضطر پاؤن اوپر سر تلے
ہی یہان بہتر سی بہتر پاؤن اوپر سر تلے

حسن وہ شی ہے کہ ہاروت اُسکے چاہِ عشق مین
گر پڑا یون ہوش کہو کر پاؤن اوپر سر تلے

ہو سکا جسطرح طے کی عاشقون نے راہ عشق
گرچہ تہا ایک اک قدم پر پاؤن اوپر سر تلے

بیستون پر کوہکن تہا گرم قطع راہِ عشق
ہو گیا کہاتے ہی ٹہوکر پاؤن اوپر سر تلے

جسنے دیکھا اک نظر گرمِ خرامِ ناز اُسے
یون گرا وہ کہا کے چکر پاؤن اوپر سر تلے

دوڑ چلنا کیا کوئی راہِ وفا مین سہل ہے
ہو گئے اعدا کے اکثر پاؤن اوپر سر تلے

روسیاہ و کور باطن کے ہین یون الٹی ہی کام
جسطرح رکہتی ہی شب پر پاؤن اوپر سر تلے

سر سے طے کر جادۂ حق مہم مستمند
دیکھہ کیا رکہتا ہے نشتر پاؤن اوپر سر تلے

جو زمین پر ناز سے رکہتے نہ تہے رونق قدم
چلدئے آخر وہ ہو کر پاؤن اوپر سر تلے

رنج والم کا عشق جولانا کشورِ دل پر لشکر ہی
یہان بہی نالہ و آہ کا اپنی اُسکے برابر لشکر ہی

ناز و ادا و غمزہ کا تیری ساتہہ ستمگر لشکر ہی
کعبۂ دل کو جسنے مٹایا یہہ وہ کافر لشکر ہی

رنج والم نے آگہیرا ہی دیکھین کیا کچہ ہوتا ہے
نرغہ کرکے کیا کیا آتا قلعۂ دل پر لشکر ہی

عشق کے فیض و لطف سے ہم بہی لشکر شاہی سے کہتی ہین ۔۔ دستہ دستہ یاس و الم ہے حسرت لشکر لشکر ہے
ایسا کچھہ آیا ہے زمانہ جسکو دیکھو ہے وہ حزین ۔۔ کوچہ بکوچہ رنج کی فوجین غم کا گھر گھر لشکر ہے

رنج و غم و اندوہ سے رونق سر بر ہونا سہل نہین
دیکھہ سنبہل کر سامنے آنا یہہ ہام آور لشکر ہے

جو ایک دم رہے آغوش اُس سے یہان خالی ۔۔ نظر پڑا مجھے ایک ایک سے جہان خالی
اسے جہان کی تمنا اُسے جنان کی ہوس ۔۔ بشر کوئی بہی نہین زیر آسمان خالی
یہہ فکر دین سے وہ سرشار حسنِ دنیا سے ۔۔ کب این و آن کی ہوس سے ہی این و آن خالی
جو آہ کیجے تو آنسو بہی متصل ہون رواں ۔۔ بغیر فوج کے چلتا نہین نشان خالی
یہہ کیونکہ ہو کہ نہو جان نذر ناوک یار ۔۔ یہہ کیونکہ ہو کہ یونہین جائے یہان خالی
لبون پہ آہ علامت ہے سوز الفت کی ۔۔ بغیر آگ کے اُٹھتا نہین دہوان خالی
حسین جہان کے تری بزم مین ہین پروانہ ۔۔ پڑا ہے باغ مین بلبل کا آشیان خالی

ق

کبہی وہ دن تہے کہ تہا چشم سے روان دریا ۔۔ اور اب کہ ضعف سے لیتے ہین ہچکیان خالی

کہان سے روز کے رونیکو رونق آئین سرشک
مثل ہے راست کہ ہو صرف سے کنوان خالی

اُس سے یون وصل کی تدبیر بنی اور بگڑے ۔۔ ہائے تقدیر کہ تقدیر بنے اور بگڑے
جیسے اطفال کی تحریر بنے اور بگڑے ۔۔ ہم ترسے تو وہ صد تیر بنے اور بگڑے
نہین قسمت مین مگر ذوقِ اسیری کے مزے ۔۔ ورنہ حداد سے زنجیر بنے اور بگڑے
فکر مین آنہ سکی خوبی ترکیب اُسکی ۔۔ ورنہ مانی سے وہ تصویر بنے اور بگڑے

قتل عشاق اُنہین جبکہ تماشا ٹھہرے — دمبدم کیون نہ وہ شمشیر بنی اور بگڑے
وصل کی شکل بگاڑی ہے بناکر یارب — حشر تک یہہ فلک پیر بنے اور بگڑے

اُسکی محفل مین کسے بار سخن ہے رونق
جبکہ اک بات مین توقیر بنے اور بگڑے

غیرون کو گزک ہمکو عوض چاٹ کے مٹی — کچھہ سانپ نہین ہم کہ جُین چاٹ کے مٹی
اک طفل مرے سامنے ہین کوہکن و قیس — کہتا ہون مین یہہ بات مگر چاٹ کے مٹی
بے یار کے سب خاک ہے بزم مے عشرت — شیشہ کے بہرو مونہہ مین عوض ڈاٹ کے مٹی
بیتابیٔ دل سے نہ اُڑی کنج لحد سے — بہرنا مرے پہلو مین ذرا اُواٹ کے مٹی

ق

اک داغ بہی ہے دامنِ اشراف مین سو عیب — پوشاک مین رہتی ہے لگی جاٹ کے مٹی
ہوتی ہے ذرا داغ سے کم قیمتِ اطلس — کیا غم ہے لگی بہی جو رہی ٹاٹ کے مٹی

گل پہول لگائی عجب اس طرح مین رونق
کیا خوب بنایا ہے چمن کاٹ کے مٹی

ہوا ہی عجز سے کب آسمان زمین کے تلے — کہ ڈھا رہا ہے غضب آسمان زمین کے تلے
رہیگا چین سے کب آسمان زمین کے تلے — بنی گی ہجر کی شب آسمان زمین کے تلے
عروج رتبہ کو افتادگی بہی لازم ہے — نہین بغیر سبب آسمان زمین کے تلے
بہت اُٹھائی الم اب اُٹھا نہین سکتے — دبا دے ہمکو بہی اب آسمان زمین کے تلے
ستمکشان محبت کو کیا دبا ئیگا — گیا ہے آپ ہی دب آسمان زمین کے تلے
گئے ہین سینکڑون عشاق ہاتھہ سی تیرے — اُٹھا کے رنج و تعب آسمان زمین کے تلے

دن اور کئے بہی تو بہرنے دی کاش ہستی مین
عدو کو کرکے طلب آسمان زمین کے تلے

دعائین موت کی کیا مانگتے ہوا ہی رونق
رکھیگا چین سے کب آسمان زمین کے تلے

تری تکرار بیجا سے ہمارا دل الجھتا ہی
تو اپنا وار کر کسواسطے قاتل الجھتا ہے

غضب ہے کثرت انظار مجنون راہ لیلی مین
کہ ان خارون مین اکثر پردۂ محمل الجھتا ہے

بتا تو خال عارض کو کہین کیا ہم کہ وہ بدخو
کہین اختر تو لڑتا ہے جو کہئے تل الجھتا ہے

صفا مشرب ہین لیکن کچھہ شعار ایسا ہے رندونکا
کہ انکے ہر سخن پر ناصح جاہل الجھتا ہے

شکن گیسو کی بگڑی سی ہین ژولیدہ ہی پیراہن
تری وارستہ وضعی پر دل عاقل الجھتا ہے

مگر سر سے گذر کر سہل طے کیجے رہ الفت
کہ یہان اک اک قدم پر رہبر کامل الجھتا ہے

پڑا ہی سایہ شاید ساربان پر زلف لیلی کا
کہ ناحق قیس سے ظالم سر منزل الجھتا ہے

سبب کیا پوچھتا ہی مجھہ سی پیچ و تاب کا ہمدم
بڑی الجھاؤ پڑتے ہین کہین جب دل الجھتا ہے

مری ناکامیون نے مجھکو اس گیسو مین الجھایا
عدو کیون مثل ناصح مجھہ سی بیحاصل الجھتا ہے

تجھے جنت سے ہی کام اور کوئی یار سے مجھکو
عبث کیون مجھہ سی واعظ تو سر محفل الجھتا ہے

علاقہ کچھہ تعلق سے نہین صافی نہادون کو
کہین کانٹون مین رونق دامن ساحل الجھتا ہے

فصل گل و سنبل ہے مزا اور ہی کچھہ ہے
پینے دو مئی ناب ہوا اور ہی کچھہ ہے

نسخہ مین طبیبون نے لکھا اور ہی کچھہ ہے
بیمار محبت کی دوا اور ہی کچھہ ہے

اغیار سے تہین میری ستانیکی صلاحین
اور مینے جو پوچھا تو کہا اور ہی کچھہ ہے

ذوق ہوس وصل پہ مرتے ہین عدو کیا
در دغم ہجران کا مزا اور ہی کچھہ ہے

کہتے ہین وہ گھبرا کے مجھے دیکھکے غش ہین
مرجائینگے یہہ آنکو ہوا اور ہی کچھہ ہے

مانگے کوئی دولت کوئی عزت کوئی جنت
اور عاشقِ بیدل کی دعا اور ہی کچھہ ہے

اعدا کی ملاقات سے انکار مسلّم
کیا کہئے مگر ہمنے سنا اور ہی کچھہ ہے

ہرچند حسین اور بہی دنیا مین ہین لیکن
ہم جسپہ مٹے ہین وہ ادا اور ہی کچھہ ہے

راضی ہو نمین اسمین کہ عدو سے ہو تغافل
ہرچند تلافیٔ جفا اور ہی کچھہ ہے

ہرچند قیامت ہے تری چشم کی شوخی
شوخی مین مگر رنگ حیا اور ہی کچھہ ہے

تقریر سے قاصد کی گمان ہین مجھے کیا کیا
کہتا ہے یہہ کچھہ اُسنے لکھا اور ہی کچھہ ہے

آئی ہے کسی کاکلِ مشکین سے لپٹ کر
بو تجھہ مین کچھہ اے بادِ صبا اور ہی کچھہ ہے

اب فصلِ گل آخر ہوئی آمد ہے خزان کی
جلد کیجئے گلشن کی ہوا اور ہی کچھہ ہے

ہان زمزمۂ بلبل و قمری یہ نہ جانا
رونق دلِ نادان کی صدا اور ہی کچھہ ہے

۳۰۵

حشر تک بازارِ عاشق تیز ہی
گرچہ ہی رفتار حشر انگیز ہے

آسمان پر آہ جاتی ہے مری
برق گرنے مین زمین پر تیز ہے

حال کیا ہو تارِ رگِ جان کا وہان
جونکہ ہے نشترِ سر تیز ہے

ذبح کی لذت مجھے کیا آئیگی
خنجرِ قاتل نہایت تیز ہے

جا بجا ہے رنگ میری چشم کا
کیا غضب وہ غمزۂ خونریز ہے

خاک چھانا مین کیون نہ اک اک راہ کی
کسکی بوئے زلف عنبر بیز ہے

یادِ ساقی مین جگر ہو چاک چاک
یہہ نشہ اب تند زہر آمیز ہے

جامِ مے دیتا ہے گر ساقی تو دے
عمر کا پیمانہ یہان لبریز ہے

زندگی کا لطف کیا بے دردِ دل
مجھکو درمان سے بہت پرہیز ہے

زیست اپنی موت ہی اور موت زیست
زہر دارو سے مجھے پرہیز ہے

حلق پر خنجر ہے ذوقِ قتل مین
رونق اپنا آج لوہا تیز ہے

اُس رشکِ مہ کے ہاتھہ مین جامِ شراب ہے
حیرت یہہ ہے کہ ماہ بکف آفتاب ہے

دونی چمک ہی رخ پہ جو شغلِ شراب ہے
کیا کیا قمر مین روشنیٔ آفتاب ہے

بے یادِ یار دیکھئے گذری ہین کتنے دم
روزِ حساب مجھکو بہی لینا حساب ہے

پہلے قدم پہ راہِ محبت مین خاک ہون
ہان عشق کے سفر کا یہی باتراب ہے

مینائے می بغل مین ہے پہلو مین اک نگار
واعظ معاف رکھہ کہ یہہ عہدِ شباب ہے

چھپتے ہین مجھہ سے پردۂ انبوہ بزم مین
ہین کتنے بے حجاب کہ اتنا حجاب ہے

بے پردہ ہین حجاب خدا داد دیکھکر
حسنِ نظارہ سوز سے مونہہ پر نقاب ہے

اللہ ری شوقِ الفتِ پنہان کی گرمیان
سینہ مین دل سے لیکے جگر ایک کباب ہے

کیا وصل و ہجر مین غم و شادی کہ ہی یقین
دنیا تمام کارگہہ انقلاب مین

اُڑتی ہے خاک رونق مضطر کی جابجا
کتنی خراب وضع جہان خراب ہے

آہ یون بے اثر نہین ہوتی
اُسکو میری خبر نہین ہوتی

باندھتے کیا مرے ستانے پر
اگر اُن کے کمر نہین ہوتی

قاصد آتا نہ یہان جواب تو کیا
کچھہ بہی وہان سے اگر نہین ہوتی

غمکدہ بہی مرا ہے وہ ظلمات
کہ کبہی وہان سحر نہین ہوتی

حشر ہے اک مرے جنازہ پہ / مگر اُسکو خبر نہین ہوتی

خوش ہے گردون جفاکشی سے مری / قدر کچھ بے ہنر نہین ہوتی

نہین تسکین اگرچہ کیا تدبیر / بہر دردِ جگر نہین ہوتی

رات ہی رات مین ہوا کیا ظلم / اسطرف کیون نظر نہین ہوتی

کوئی آفت جہان مین اے رونق / عشق سے سخت تر نہین ہوتی

خرام ناز کو ایجاد فن لگے کرنے / وہ رہگذار کو اپنی چمن لگے کرنے

ہم اس دلیل سے ثابت دہن لگے کرنے / کہ ایک ایک سے وہ اب سخن لگے کرنے

سمجھ کے مجھکو کسی چشمِ شوخ کا وحشی / ہزار جی سے محبت ہرن لگے کرنے

وہ آئینگے تو مرون گا رفیق میرے کیون / ابھی سے فکر مزار و کفن لگے کرنے

اب اُس مقام پہ ہین بیخودان جلوۂ دوست / کہ آزمایش دار و رسن لگے کرنے

نشاط پرسش احوال مین چھلک اُٹھے / ہم اُن سے شکوۂ رنج و محن لگے کرنے

جو ربط خسرو شیرین کا ذکر مینے کیا / وہ شرح جانکنی کوہکن لگے کرنے

یہہ ہوش رشک نے کھوئی کہ آہ سرو سے ہم / علاج شورش داغ کہن لگے کرنے

کچھ ایسے رنگ مین حسن آگیا کہ اہل ہوس / ہوس فروشئی دار و رسن لگے کرنے

بنا کرنے کا حیلہ نہ کچھ وہان شب وصل / وہ تازہ رنجش عہد کہن لگے کرنے

کہا جو مینے کہ ہون زندگی سے اپنی تنگ / تو ہنسکے سامنے چاہ ذقن لگے کرنے

وہ ماہ وش مرے ظلمتکدہ مین جو آیا / تو لوگ چاند پہ ثابت گہن لگے کرنے

کہا جو مینے کہ رونق سے رم ہی کیون تو کہا

یہہ خوف ہے کہ نہ دیوانہ پن لگے کرنے

سچ تو یہی ہو سب سے کچھہ تو جان گسل تر چاندنی
کیا شب فرقت مین نکلی ہے چمک کر چاندنی

وہ نہ آسکتا ہی گہر میری نہ جا سکتا ہون مین
میری حق مین ہو گئی سدِ سکندر چاندنی

حسرتون کا کیا شب مہتاب فرقت مین حساب
بنگئی ہے آفتابِ روزِ محشر چاندنی

کچھہ اُبہاریگا نہین بیشک مزاج فتنہ جو
رنگ کچھہ اپنا دکھائیگی مقرر چاندنی

وصل کی شب حسن گیرا کے کرشمی سب کہلے
صبح تک گہر سے مری نکلی نہ باہر چاندنی

وصل کی شب مین یہہ سامان کسقدر مرغوب ہے
دلمین ہے آنکہونمین آجائی سمٹ کر چاندنی

ہو گیا ٹہنڈا شب مہتاب مین مجروح ہجر
کام اپنا کر گئی زخم جگر پر چاندنی

ہو گیا سیماب نورِ ماہ اُنکو دیکہکر
رہگئی آئینہ سان حیران و ششدر چاندنی

شوخیون کی حد بہی کچھہ اک پہوا راک کی چہیڑ
لوٹتی ہے پاؤن پر مثلِ کبوتر چاندنی

یار ہم پہلو و ساقی مہربان باور فلک
ہان جو دیکہے تو رقیب تیرہ اختر چاندنی

مونہہ دکہانا غیر کو ہے اور جلاتا ہی مجہے
آج تو نکلی ہے بہ ڈہب ہی چمک کر چاندنی

ہون شب مہ مین قلق سی مین تماشائی جہان
لے ہی آئیگی تمہین مجہہ تک مقرر چاندنی

چاندنی مین کس خرام جانفزا سے ہے خرام
اب کوئیدم مین لپٹ جاتی ہے اُڑ کر چاندنی

چلتے ہو بی سدہ سے اور خوبی جہانکی ساتہہ ہے
سدرہ ہی پاؤنمین اُنکے الجہکر چاندنی

مین تمہین دیکہون اُسے تم اک رقابت آپڑی
مین مکدر اُس سے اور مجہہ سے مکدر چاندنی

گہر سے باہر جب نکل آتا ہے وہ خورشید رو
صاف اُڑ جاتی ہے رونق مثل شب پر چاندنی

رشک کہتا ہی مگر عاشق ہے تم پر چاندنی
وصل کی شب صبح تک قائم ہے کیونکر چاندنی

تم سے با تمکین جو نازک تن کو لائے بام پر
ہے حقیقت مین قیامت کی فسونگر چاندنی

کامیابی شب مہ سے کسیکو کیا خبر
پڑ رہی ہے صاعقہ بن بنکے کس پر چاندنی

تیرہ تیرہ کچھہ نظر آئی شب مہتاب ہجر
مین مکدر ہون کہ ہی مجھہ سے مکدر چاندنی

ہین گل افشان کیا ہی رخ کی جلوہ ہائی رنگ رنگ
بنگئی ہے سربسر پھولون کا بستر چاندنی

جلوہ صیقل کا رہے دیوار و در ہے آئینہ
وہ قمر ہے گھر کے اندر در کے باہر چاندنی

مجھہ سے تجھہ سے حشر جو اٹھی تو میرا کیا گناہ
ہے تری شوخی مری شورش کی مصدر چاندنی

عاشقانہ جستجو پر رشک آتا ہے مجھے
ڈھونڈتی پھرتی ہے آخر کسکو گھر گھر چاندنی

تیری در پر ہے یہہ افتادہ وہ گھر کے صحن مین
اتو چل نکلی ہے کچھہ عاشق سے بڑھکر چاندنی

وہ مہ بیمہر ہے قسمت سی مہمان صبح تک
آج کیا جائیگی میری گھر سے باہر چاندنی

چاندنی کو دیکھکر کیا ہوش سے جہی انہین
واقعی ہے سب بدافعالی کی مصدر چاندنی

خاک پر لوٹے رہے اور وہ نہ دیکھے صبح تک
لیکے آئی ہے مگر میرا مقدر چاندنی

کیا شب تیرہ مین چھپکر آپ جاتے ہین کہین
کھل رہی ہے روئی روشن سی سراسر چاندنی

صبر اپنی حسرتون کا پھر کسی گھر تو پڑے
مضطرونکی بیقراری سے ہی مضطر چاندنی

ہی فلک پر تو رہائی یار فرط ذوق سے
یہان زمین پر ماہ ہی اور وان فلک پر چاندنی

چشمہائی شوق کچھہ نکلینگے کچھہ اہائے ناز
دیکھیے تو فرش کی اپنے الٹ کر چاندنی

دیکھتے ہو کسقدر خوش خوش امنگ اٹھتی ہی کچھہ
روئی دشمن پر ہوئی ہی کیا مصور چاندنی

ناز پامالی اسے ہی شوق مایوسی اسے
ماہ پا ہین اُن کے زمین پر ہی فلک پر چاندنی

خوف سے غنچہ رونق مین آتا تو کہا
جھانکتی ہے روزن در ہی سی اکثر چاندنی

۱۳۳۳

آج دیکھے گا اگر وہ مہرِ انور چاندنی | کچھہ ہو ہی جاتی ہے جامہ ہی سے باہر چاندنی

مجھکو دلواتی ہے یادِ وصل اکثر چاندنی | ہے شبِ غم جانگزا اور اُس سے بڑہکر چاندنی

لیگئی آنکو اُڑا کر غیر کے گھر چاندنی | جانتا ہون مجھہ سے کیا جائیگی باہر چاندنی

آئی ظلمت خانۂ عاشق مین کیونکر چاندنی | یون ہی سر پہوڑا کری باہر ہی باہر چاندنی

چاندنی ہے فرقتِ جانان مین کیونکر چاندنی | برق ہی آتش ہے کیا ہی خاک پتہر چاندنی

ہی وہی مقصود عالم ہی وہی امن سمیع | میری حیرت سے ہوئی شاید مصور چاندنی

پاؤن سے اُسکے یہہ کسب نور کرتی ہی سدا | اُنکے گہر کی چاندنی سے ہو نہ ہمسر چاندنی

اُسکی وضع حیرتی پر کیون کوئی حیران نہو | مونہہ کو کسکے دیکہتی رہتی ہے اکثر چاندنی

دیکہکر آئینہ عشق اپنا ہوا حیرت بڑہی | رنگ اُڑا اُڑ کر ہوئی آخر مصور چاندنی

خیر یہہ بہی عاکس اک جرمِ فروزانکا سہی | ہی تو کیا ہے اُنکے پرتو کے برابر چاندنی

سر پٹکتی ہے نگہہ اپنی تہ دیوار یار | حیرت آتی ہے کہ چڑہ جاتی ہی کیونکر چاندنی

وان تو جہہ کچھہ نہین یہہ رنگ ہی خالی ہی کیا | دیکہیے کس رنگ پر ہو اب مصور چاندنی

یار ہو پہلو مین رونق اور یہہ سب کچھہ نہو
نغمہ خوش گلستان صہبائی احمر چاندنی

نہین کیے عشق مین جو ہون تہ ہم کہین کے ہوئے | ہوئی خراب نہ دنیا ہی کے نہ دین کے ہوئے

جہانکی خاک تہے عاشق بکین وہین کے ہوئے | غبار رہگذر یار مہ جبین کے ہوئے

زمین کی خاک اُڑا ہی رکہا فلک سے غبار | نہ آسمان کے ہوئی اور نہ ہم زمین کے ہوئے

ملے تہے وقت کچھہ آسودگی کے بلبل کو | وہ صرف چند نوا ہائی آتشین کے ہوئے

سیر خلاص تو کیسا اسی مین الجہے ہین | کہ ہم اسیر کسی زلفِ عنبرین کے ہوئے

صدا بہی کوئی خموشان کے ساکنونکی نہین ۔ یہہ سب قتیل کسی چشم شرمگین کے ہوئے

بجز سکوت کچہہ اب ناصحون کو بات نہین ۔ پسی ہوئے کوئی اُس چشم شرمگین کے ہوئے

سمجہہ سکا نہ کوئی نکتہ نا کسی سے رقیب ۔ بہت کرشمی تلف چشم شرمگین کے ہوئے

نگہہ اِدہر سے اُدہر کی کہ اتنی فرصت ہین ۔ کسی سے لاکہہ سخن چشم شرمگین کے ہوئے

مقدمہ مین مرے کوئی بہی مرا نہوا ۔ مرے رفیق دمِ فیصلہ اُنہین کے ہوئے

مقام پر وہ پہنچنے سے پیشتر پہنچے ۔ کہ گام سنج رہ وادی یقین کے ہوئے

جواب آپ کے انکار کا کوئی نہ بنا ۔ خیال سب مرے صرف ایک ہی نہین کے ہوئے

گئے نہ دیر و حرم مین رہے اسی در پر ۔ تمہین بتاؤ کہ ہم بہی بہلا کہین کے ہوئے

وہ ہمنفس کہ جنہین اپنی جان مین کہدون ۔ کہ یکلے عشق مین سب سانپ آستین کے ہوئے

۳۲۳

ہزار خاک رہِ دیرین ہوئے رونق ۔ غبار تو وہی الفت کی سرزمین کے ہوئے

سمجہہ کہینچ کہینچکر تری شمشیر آدہی رہگئی ۔ شاید اپنے شوق مین تاثیر آدہی رہگئی

سرگذشتِ ہجر کی تقدیر آدہی رہ گئی ۔ وصل کی شب ہائی ری تقدیر آدہی رہگئی

نیم جانونکا وہ دردِ دل سنین اوس چپ رہین ۔ کیا کرین نالہ ہی مین تاثیر آدہی رہگئی

عاشقون کے دل سے دو وہ آہ اُٹھکر جہا گیا ۔ مہرِ عالمتاب کی تنویر آدہی رہ گئی

خواب مین شبکو ملے وہ آکے یہان دنکو گئی ۔ ہو کے میری خواب کی تعبیر آدہی رہگئی

قیس کے پیکر سے بہی پیکر مین ہم کچہہ گھٹ رہے ۔ غم سے ہم آدہے رہی تصویر آدہی رہگئی

اور کچہہ اغیار ناقص گوسی رہئے ہمکلام ۔ دیکہئے تو شوخی تقریر آدہی رہگئی

مضطرب سے اُٹھکے در تک آئی اور پہر رہگئی ۔ جذبۂ دل کی مرے تاثیر آدہی رہگئی

نیم کشتہ مصلحت سے تم نے چھوڑا صید کو
لوگ سمجھے برش شمشیر آدھی رہ گئی

جوش آیا حسرت صحرا نوردی کا تو کب
جب کہ کٹنی پاؤنکی زنجیر آدھی رہگئی

ماہ روشن اپنی جا پر ہے ہمیش آفتاب
تمنے دیکھا شمع کی تنویر آدھی رہگئی

نیم قد محفل مین وہ اُٹھے پی تعظیم غیر
سبکی آنکھون مین مری توقیر آدھی رہگئی

نصف چادر کیا دمن کی لیگیا ل وقت خواب
واقعی عشاق کی توقیر آدھی رہ گئی

رکھہ لیا خورشید رونق نام اُسکا خلق نے
کھنچتے کھنچتے اُسکی جو تصویر آدھی رہگئی

کیا کرون کیا ہی پڑی ہی مجھے مشکل بھاری
توشۂ دبدرقہ مفقود ہی منزل بھاری

ہون گرانبار محبت نہ اُٹھا تو مجھکو
میری ہونے سے ہوئی ہی تری محفل بھاری

اس نزاکت پہ وہ کسطرح سے پہنے زیور
رنجہ جس شوخکے سرمہ کا ہی ہو تل بھاری

اضطراب دلِ مضطر سے خطر ہی پس مرگ
چاہیئے قبر پہ رکھنے کے لئے سل بھاری

مجھکو ڈر ہے کہین بازو کو نہ صدمہ پہنچے
اسقدر تیغ نہ رکھہ ہاتہہ مین قاتل بھاری

کیا ہی کشتونکی تڑپ حشر بپا کرتی ہے
اس نزاکت پہ ترا ہاتہہ ہی قاتل بھاری

حسرتین دل مین ہزارہین جسم مین کاہش غم سے
کوئی تولے ہی تو ہی مجھہ سی مرا دل بھاری

تھک گیا سعی سے جی ٹوٹ گیا الفت سے
چلتے چلتے ہوئی آخر مجھے منزل بھاری

حیلۂ غم ہے بہت رو ہی نہ لین فرصت سے
باز حسرت سے رہین کیلئے ہم دل بھاری

ساربان عشق ہوا تمکنت حسن بڑہی
ہو گیا ناقہ سبک تازہ تو محمل بھاری

دست و پا کھل گئے ہین ویہ وحشت آئی
پاؤن مین ڈال دو تم اوسد سلاسل بھاری

شوقِ مجنونکی ہوا مین جو اُڑا جاتا تھا
کون کہتا ہے کہ تھا ناقہ پہ محمل بھاری

اہل زندان کی محبت سے قدم کیا اُٹھے — ہو گئی پاؤن مین کچھہ اور سلاسل بھاری
طعن تشنیع رقیبون کی اُٹھائین کیونکر — ہے اُنہین آنکھہ اُٹھانی سر محفل بھاری

بار خون رونق بیدل کا اُٹھا کب اُس سے
جسکی گردن مین ہو پھولونکی حمایل بھاری

پل مین تولا ہے پل مین ماشا ہے — یار کیا ہے کوئی تماشا ہے
ہر وہ نازک نگاہ ناز اُسکی — طایر دل کے حق مین باشا ہے
قتل کر ڈالنا جلا دینا — اُسکے نزدیک اک تماشا ہے
تیغ ابرو نے دل نہین کاٹا — شیشہ تلوار نے تراشا ہے
صید کو دیکھتے ہی وہ صیاد — دوڑتا کیا ہی بے تحاشا ہے
کیا تماشا ہی چشم سحر طراز — تم نے دیکھا جسے تماشا ہے
ٹھوکرین کیونکہ ہر قدم پہ نہ کھائے — عشق چلتا ہی بے تحاشا ہے
دل کے ماتم مین گرم ہی عاشق — ہاتھہ ہے چوب سینہ تاشا ہے

مین مرون اُسپہ اور وہ غیرون پر
یہہ بھی رونق کوئی تماشا ہے

گر پتنگونکی وہ گلفام اُڑاتا جوڑی — چرخ شرمندین کی خجالت سے چھپاتا جوڑی
محض گریہ سے نہ جو عشق کی گاڑی چلتی — نالہ و آہ کی مین اُسمین لگاتا جوڑی
بیشہ عشق کا تنکا بھی نہ اُٹھتا اُس سے — مگدرون کی کوئی گر لاکھہ ہلاتا جوڑی
تم در اشک جو لیتے پئے آویزہ گوش — موتیونکی کوئی ہر روز بناتا جوڑی
اُنکے خوش ہونے کو محفل مین لرما نہ لاتا — گر کبھی زہرہ و ناہید کی پاتا جوڑی

غمزہ وہ چوک گیا ورنہ پی شورش غم
بزم مین نوحہ سرایون کی بلا تا جوڑی

اُس فرشتۂ عشاق کا گر خط لاتا
نامہ بر مجھہ سے کڑون کی ابھی پا تا جوڑی

ہاتھہ جوڑے ہوئی موجود ہین یونہین عاشق
کیا غرض اُسکو منگائی جو وہ ہاتا جوڑی

کاش ملتا دلِ آزاد مجھے بہی رونق
نفس اور حرص کو کتون کی بنا تا جوڑی

رونق

گرا ہون سبکی آنکھون سے نہ کچھہ توقیر ہی میری
یہہ صورت آپکی الفت مین بی تقصیر ہی میری

کری جو سنگ کو بہی موم وہ تقریر ہی میری
کری جو موم کو بہی سنگ وہ تقدیر ہی میری

لگایا تم سے دل مینے بڑی تقصیر ہی میری
جفا و جور ہو مجھہ پر یہی تعذیر ہے میری

سنا ہی یہہ کہ میری قتل کو آتا ہی وہ کافر
جو یہہ واقع مین سچ ہی تو بڑی تقدیر ہی میری

کسی صورت سی وہ اکبار میری دلمین آجائے
تو پہر شب بہر ہو نمین اور وہ ہی اور تقریر ہی میری

اثر کرجائی کچھہ تو اُسکے دلمین دردِ دل اپنا
مگر شوخی سے وہ سنتا ہی کب تقریر ہی میری

کسیکی زلف پیچاں کی محبت مین جو الجھا ہون
کوئی میرا نہین اک پاؤنکی زنجیر ہے میری

دماغ اتنا تو عالی ہو نظر اتنی تو ہو سچ ہے
وہ کہتے ہین کہ مہر و ماہ مین تنویر ہے میری

تمہین کاوش ہی مجھہ سی روز و شب مجھکو ستاتے ہو
بتاؤ تو کہ ایسی کونسی تقصیر ہے میری

برنگ تیر بہی پیکان اثر دلمین نہین کہتے
غضب ہی پی اثر کچھہ آہ بی تاثیر ہے میری

ادہر وہ آئینہ رو سامنے ہی جلوہ گر رونق
ادہر حیرت سے حالت صورت تصویر ہی میری

رونق ۱۲۸۱ سر انجام

سوال کب سے ہی ساقی لبِ شراب ملے
شراب بہی نہ ملے تو ہمین جواب ملے

قرار کب ہے نہ جب تک وہ بیحجاب ملے
الہی خاک مین میرا دلِ خراب ملے

ستم رسیدہ و غم دیدہ و حزین و ملول
جناب عشق سے کیا کیا ہمین خطاب ملے

گلہ ہے یار سے کیا اپنی اپنی قسمت ہے
تغافل اُسکو ملے ہمکو اضطراب ملے

جو بار سر میرے تن سے اُتار دے قاتل
خدا کے گھر سے تجھے اجر بیحساب ملے

ذرا سی بات پہ دل آپ پر کیا قربان
صلہ مین اسکے مرا مدعا شتاب ملے

حجاب مین ہے اور اک خلق ہے فدا اُسپر
قیامت آئی جو وہ ہوکے بے حجاب ملے

لگا ئین چشم مین سرمہ کی جا اُسے رونق
جو ہمکو خاک کف پائے بوتراب ملے

کیون کوئی غمزدہ کچھہ ملنے کی تدبیر مین ہے
آپ ملجائیگا مرقوم جو تقدیر مین ہے

قتل ہوتا ہے اگر کوئی تو جی جاتا ہے
کیا اثر آب بقا کا تری شمشیر مین ہے

بن بلائے وہ چلے آئے ہماری گھر مین
جذب سا جذب کوئی آہ کی تاثیر مین ہے

حسن صورت مین کوئی اور بھی ایسا ہی سہی
بحث یارون سے تو اک خوبی تقدیر مین ہے

زخم کہاتے ہین پئے جاتے ہین عاشق تکلیف
کچھہ تو لذت تری آب دم شمشیر مین ہے

مردے جی اُٹھتے ہین اور زندہ مرے جاتی ہین
کیا اثر اُس لب جان بخش کی تقریر مین ہے

تمنے گر صید کیا باندہ بھی فتراک سے لو
ایک یہہ اور تمنا دل نخچیر مین ہے

ایکدن خاک مین ملنا ہے تجھے اے رونق
سعی بیجا طلب عزت و توقیر مین ہے

موسم گل ہے ہوئی بات بڑی پانی کی
میرے اشکون نے لگا دی ہے جھڑی پانی کی

ہمسری باغ مین کرنے لگے جو گل اُس سے
ابر نے زور سے اک دہول جڑی پانی کی

اپنے کاکل کو نچوڑا جو اُٹھا کر اُس نے
خود بخود بنگئی موتی کی لڑی پانی کی

فرقت یار مین ہم اخگرِ آتش سمجھے
بوند جو ابر بہاری سے پڑی پانی کی

کہیلتے بہی ہین وہ پانی سے نہائیں سدا
رشک آتا ہے کہ قسمت ہی بڑی پانی کی

گل رخِ یار کی خجلت سے ہے پانی پانی
ہنگئی ہاتہہ مین پہولون کی چہڑی پانیکی

تو بہی اب گریہ سی دریا ہی بہادی رونق
سیر کرتے ہین وہ دو چار گہڑی پانی کی

تم برے ہو نہ کچھہ رقیب برے
ہین ہماری ہی کچھہ نصیب بُری

واقفِ رازِ دردِ عشق نہین
سب زمانے کے ہین طبیب بُری

سبکو اچہے ہین لیکن اپنے کو
ہین سخنہائے عندلیب بُرے

سب تہے اپنے مقام پر اچہے
آکے گہر سے ہوئے غریب بُری

دور کہینچین گے آپ کو اغیار
ہین یہہ بیٹھے ہوئے قریب بُری

نالہ و آہ سے ہے شوکتِ عشق
کام کے ہین یہہ دو نقیب بُرے

ذکر تک بہی نہین محبت کا
خطبے پڑہتا ہے کیا خطیب بُری

سب سے اچہے ہین اپنے حق مین ہین
عاشقانِ بلا نصیب بُرے

اُن سے ملتے ہی ہو گئے مجھہ سے
سب عزیز اور سب قریب بُرے

فائدہ کیا علاج عاشق سے
ہین سب آثار ای طبیب بُرے

دیکھکر رنگ اُسکے عارض کا
گل ہوئے پیشِ عندلیب بُری

ہے برائی مجھے مین ای رونق
ورنہ کب ہین مری حبیب بُری

۲۴۴

پڑی ہین بلبل پہ عشقِ گل مین جو آفتین رنج اور محن کی

گلے ہین جو مرغِ گل وسمن کے شکایتین ہین چمن چمن کی
صباحتِ روئی دلربا سے نزاکتین مٹ گئین سمن کی
شمیم گیسوئی جانفزا سے اُڑی ہے بو نافۂ ختن کی
نہ باز آتا کبھی کجی سے اگرچہ دشمن بہی جانئی جی سے
نظر جو سیدہی ہوئی کسی سے تو مٹ گئی بات بانکپن کی
خیال گیسو ہے دل پہ طاری اسی سے ہے زندگی ہماری
برنگِ خون ہے رگون مین ساری ہوائی الفت شکن شکن کی
غضب قیامت اُٹھا رہی ہی عجب تماشا دکھا رہی ہے
ادا ادا کو بنا رہی ہے نگہ نگہ چشمِ سحر فن کی
رقیب سے کچھہ رُکے ہوئے ہو یہہ کون سمجھے یقین کسی ہو
سخن سخن پر اُلجھہ رہے ہو یہہ بات ہے تنگئے دہن کی
کسیکی بات اور کسی سے کہنی یہہ طرزِ گفتار کیا ہے اچھی
کسیکو اک روز پہونکدیگی یہہ گرمیان آپکے سخن کی
اگرچہ پہلے بہی تہے وہ کم گو مگر نہین بات تک بہی تہی جو
ملی سند خامشی کی اُن کو صفت جو کی تنگئے دہن کی
جو یہان دلِ غیب دان بہی آئی تو پہر کے سالم کبہی نجائے
نپائے رہ ٹہوکرین ہی کہائے وہ راہ ہی زلفِ پرشکن کی
کجی ہو جنکی طبیعتون مین کبہی وہ رونق پہلین نہ پہولین
ہزار مینہ ابر تر سے برسین نہ شاخ سرسبز ہو ہرن کی

۳۴۳

غیر کا پاس کیا ای ستم آرا تو نے
نہ سنا کچھہ نہ سنا حال ہمارا تو نے

یہہ نیا ظلم کیا ای ستم آرا تو نے
تیغ دشمن سے مری سر کو اتارا تو نے

خوف تہا یہہ لگا سے کہین جی نہ اٹھے
نہ دیا میری جنازہ کو سہارا تو نے

میری مرقد ہی پہ رکہدی اسی پہولونکی عوض
رات کا ہار گلے سے جو اتارا تو نے

یہان تو کیا روز قیامت بہی کہونگا تجہہ سے
مجہے مارا مجہے مارا مجہے مارا تو نے

ہے شب وعدہ یہہ کچہہ شوق ہین بیتاب ایدل
غم فرقت کو کیا کیونکہ گوارا تو نے

آ کے سینہ مین نہ ٹہیرا کوئی دم ناوک یار
کچہہ نہ کی ایدل بیتاب مدارا تو نے

ایک جلوہ مین شادی وہ پریشان نظری
خوب بگڑی ہوئی عاشق کو سنوارا تو نے

وہم یہہ تہا کہ اڑا لون نہ کہین ذوق نگاہ
سوئی اغیار کیا کچہہ نہ اشارا تو نے

تجہکو پروا نہ تہی اور ہمکو غنیمت یہ تہا
لیکے دل پہیر دیا کیون نہ ہمارا تو نے

عاشق غمزدہ سے بحث وفا کی کیا تہی
اور مرجانے پہ مرتے کو ابہارا تو نے

بات کرنی ہی نہ تہی آنکہہ ملانی ہی نہ تہی
مونہہ دکہایا مجہے بیصرفہ خود آرا تو نے

مین تو حیران ہون کہ قاتل سے کوئی یہ پوچہے
کسلئے رونق دل خستہ کو مارا تو نے

دارو ئے جان بیخبر لادے
خبر یار نامہ بر لادے

ہم بہی پہچانتے ہین انسان کو
کیونکہ اسکا پتہ بشر لادے

بد دعا بہی کرون عدو کیلئے
کوئی پہلے مجہے اثر لادے

ذرۂ خاک راہ یار زندون
گر کوئی مجہکو گنج زر لادے

تجہپہ قربان ای نسیم قبول
مجہکو پہر دعا اثر لادے

جنگ جو گر نہیں تو کیوں کوئی
دوش پر تیغ اور سپر لادی

اُسکے آئینہ وار ہم بنجائیں
گر کوئی شمس اور قمر لادی

پیکے مے ہی خطاب عاشق سے
تو کباب دل و جگر لادی

لب زخم جگر سے بوسہ لوں
یار کی تیغ کوئی گر لادی

ہے اتنا نہیں کوئی رونق
کہ وہاں کی مجھے خبر لادے

میں نہ اچھا ہوں نہ میرا کوئی کام اچھا ہے
لب پہ میرے فقط اسد کا نام اچھا ہے

شکل بیمثل ہے انداز خرام اچھا ہے
سر سے پا تک وہ گل اندام تمام اچھا ہے

دار پر حضرت منصور جو پہنچے تو کہا
واسطے سیر دو عالم کے یہہ بام اچھا ہے

توبہ توڑی ہے بنے گی ہمیں آخر آخر
فصل مرغوب ہے مے خوب ہے جام اچھا ہے

اک سلیقہ ہو تجھے کام پہ موقوف نہیں
گر یہ ہی ڈھنگ سے ہو تو یہی کام اچھا ہے

کبک و طاؤس اور اُنسے ہوں مقابل کیا خوب
یہہ تو مانا کہ یہہ اک رنگ خرام اچھا ہے

آ پڑی در پہ جو عاشق تو اٹھاؤ اُسی کیوں
مفت ملجائی تو اک تازہ غلام اچھا ہے

جانتا ہوں تری پیچیدہ کلامی واعظ
بہر صید دل نا فہم یہہ دام اچھا ہے

قاصد آیا ہے جو اسطرح سی بشاش مگر
کوئی لایا ہے پیام اور پیام اچھا ہے

منحصر کچھ نہیں نامی شعرا پہ رونق
جس زبان سی ہو دلاویز کلام اچھا ہے

۳۴۶

آتش غم سے نہ کیونکر دل مضطر جلجاے
یہہ وہ آتش ہے کہ خود سینہ سمندر جلجاے

کیا ہے وہ آہ کہ جس سی کوئی اختر جلجاے
آہ وہ ہے کہ عدو اُس سی برابر جل جاے

حالِ سوزِ دلِ محرور کو اپنی لکھکر
باندہ دون جسکے گلے مین وہ کبوتر جلجاے

جل گیا عشق مین دل اب رہی کچھہ توقیر
آب اسکی رہے کیا خاک جو گوہر جل جاے

ذبح کرتا ہی وہ اور گرمی خونسی اپنی
مجھکو ڈر ہے کہ نہ آب دمِ خنجر جل جاے

آتشِ گرمی رخ سے تری جی ڈرتا ہی
کہ مری دلکی طرح سے نہ کوئی گھر جلجاے

ہین کرشمی ہی نئے رنگکے ای عشق ترے
عیش بلبل کو ہو پروانہ تڑپ کر جل جاے

گرمی عشق سی گھل گھل کے جلاہے یون دل
شمع جس طور سی شعلہ سی پگھل کر جل جاے

کفِ رنگین کے جو نیرنگ دکھائی ساقی
آتشِ رنگ حنا سے ابھی ساغر جل جاے

ہی نہین گرمی ہنگامہ سی اپنے مطلب
رونق اچھا ہی اگر کوئی بد اختر جل جاے

ٹوٹتے ہین استخوان سر گردنکے بوجھہ سے
ہان بارِ عشق بڑھکی ہی سو من کے بوجھہ سے

لچکی کلائی یار کی سمرن کے بوجھہ سے
سمرن زیادہ ہوگئی سو من کے بوجھہ سے

گر یہہ ہی نازکی ہے تو اللہ یار ہے
بازو مین انکے درد ہی جوشن کے بوجھہ سے

حیران ہی عقل انکی نزاکت کو دیکھکر
سو بل کمر مین پڑتے ہین دامن کے بوجھہ سے

بیڑی نہین تو طوق سہی ہتکڑی سہی
وحشی کو تیری ذوق ہی آہن کے بوجھہ سے

قاتل نے آج مجھکو سبکدوش کر دیا
مین زیرِ بار تھا سر و گردنکے بوجھہ سے

سیتا ہے چاکِ سینۂ شمع وہ نازنین
جنبش مین دستِ ناز ہی سوزن کے بوجھہ سے

رونق یہی ہے خوب قباے برہنگی
مجھکو معاف کیجیے چپکن کے بوجھہ سے

کیا کسینے اسکے جی مین ڈالدی
بات میری کیون ہنسی مین ڈالدی

مجھکو بھی دیکھا عدو کو دیکھکر / کچھہ خوشی بھی ناخوشی مین ڈالدی

مٹ گئے ہم رہگذار یار مین / خاک چشم خودسری مین ڈالدی

مونہہ جو دیکھا تو نے ای آئینہ رو / جان گویا آرسی مین ڈالدی

کہہ یا فردا پیام وصل پر / کشمکش رنج وخوشی مین ڈالدی

لائے تہے اک خاطر آشفتہ ہم / سو کہین وہ دل لگی مین ڈالدی

مین نے جو جو کچھہ کہا وہ سن لیا / کچھہ خدا نے اُسکے جیمین ڈالدی

ہے تحمل عشق کا کچھہ آس پر / اک حلاوت جانکنی مین ڈالدی

صبر عاشق تیری دم پر ای نسیم / زلف کسکی برہمی مین ڈالدی

ترک دنیا کیا ہے اک تہوڑی سی خاک / دامن آسودگی مین ڈالدی

مجھکو مارا اور پئے تہدید غیر / لاش کہچواکر گلی مین ڈالدی

پی رہے تہے می وہ مجھکو دیکھکر / جان اپنی بیخودی مین ڈالدی

آنکھہ اُٹھائین بزم مین کیا دخل ہے / اک متانت نازکی مین ڈالدی

۳۴۹

تو نے رونق کہہ کے راز دل کی بات
کیون دہان مدعی مین ڈالدی

قاتل خلق تری ہر شکن دامن ہے / گل بہی اک کشتۂ گلگون کفن دامن ہے

سر پہ اک آفت رنج و محن دامن ہے / خار جو دشت مین ہے راہزن دامن ہے

شعلہ رویون سے لپٹنا بہی بہت خوب نہین / شمع روشن مین درِ سوختن دامن ہے

آب و رنگ گہر عشق ہی اس سے کیا گیا / داغ خون ایک سہیل یمن دامن ہے

داغ غم دامن دل سے نہ مٹی گا ہرگز / کو نہی چہٹتا بہی یہہ داغ کہن دامن ہے

ہر چمن کے لئے دنیا مین خزان ہی لازم
بیخزان ایک ہمارا چمنِ دامن ہے

دیکھہ لیتے ہو اودہر تم بھی تماشی کیطرح
اشکِ گلگون سی یہہ رنگین چمنِ دامن ہے

عام ہی فیض مری جامہ دریکا سرِ دست
وقفِ ہر خار مرا پیرہنِ دامن ہے

اشکِ گلرنگ مری مصلحتاً پونچھی ہین
چشمِ خونناب فشان اک چمنِ دامن ہے

دیکھکر مجھکو جو دامن سی کیا تمنے حجاب
لب پہ ایک ایک کے کیا کیا سخنِ دامن ہے

قتلِ عاشق کو بھی چھپتا ہی کہ حجت ہی صریح
داغِ خون وان پئے افشا سخنِ دامن ہے

پا بدامانِ خودی اور رہون تا فصلِ بہار
کوئی دن اور یہہ بیت الحزنِ دامن ہے

اشکِ گلگونکی بدولت کوئی دیکھی رونق
کیا تر و تازہ ہمارا چمنِ دامن ہے

وہ جو غصّے سے مرا سنکے سخن کانپ اٹھے
خوف سی دیکھنے والے ہمہ تن کانپ اٹھے

گل ہی کیا دیکھکے ای غنچہ دہن کانپ اٹھے
روکشی سی تری ہر سروِ چمن کانپ اٹھے

یاد مین اوسکی چمن مین جو دمِ سرد بھرین
بید کیطرح سی ہر نخلِ چمن کانپ اٹھے

زلزلہ کیا ہی وہ یہہ ہی کہ سبا رکانِ زمین
تیری بیداد سی ای چرخِ کہن کانپ اٹھے

گر جنازہ پہ بھی تو لائے عدو کو ہمراہ
غیض سے کشتہ ترا زیرِ کفن کانپ اٹھے

شبِ فرقت مین جو کھینچون کوئی نالۂ دل سے
سنگ لرزان کیطرح چرخِ کہن کانپ اٹھے

تم تو واعظ مجھے سمجھانے کو آئی تھی مگر
دیکھتے ہی اسے خود مشفقِ من کانپ اٹھے

ضعفِ پیری سی نہین جسم پہ رعشہ طاری
خوفِ عصیان سی ہین اعضائے بدن کانپ اٹھے

ہی یہہ نازک جو گذر جائی یہان وہم و خیال
مثلِ خورشید کی وہ غنچہ دہن کانپ اٹھے

چپ ہون کچھہ سوچکے ورنہ جو دمِ سرد بھرون
کرۂ نار بھی ای چرخِ کہن کانپ اٹھے

مجھہ سے غربت زدہ عشق کا قصّہ ہی عجیب
ذکر سنتے ہی مرا اہل وطن کانپ اٹھے

ذکر آئے جو مری سوز دروں کا رونق
صورتِ شمع زبان وقت سخن کانپ اٹھی

ہو بیوفا اگرچہ تشکیل و حسین بنے
اچھے بنے ہی تم تو کچھہ اچھے نہین بنے

خوبی سے چشم اہل جہان کے مکین بنے
گویا مری جلانے کو تم یہہ حسین بنے

اچھے ہوئے تو ہم سے بگڑنا ہی فرض ہے
مانا کہ آپ ایک جہان مین حسین بنے

ربط عدو کو لاکھہ چھپایا نہین چھپا
فقرے ہزار تمنے بنائے نہین بنے

میری جفاکشی سے بنے ہین وہ تندخو
اب اُن سے اور رقیب سے شاید نہین بنے

کیا کہئے کیونکر طے کئے ہین عشق کے مقام
یونہین رہا کہ ہم کہین بگڑے کہین بنے

اے رشک مردہ غیر سے ہی وہ بگڑ گئے
ایسا نہین مزاج کہ اُنسے کہین بنے

بیٹھے ہم اسقدر کہ عدو جل کے اٹھہ گئے
اس بزم مین بگڑ کے ہی تو ہمین بنے

جو جور وش ہی وہ ہی دل آزار خلق ہے
گویا ستم ہی کے لئے ہین سب حسین بنے

جتنے جہان مین تنگ ستم تھے نہان نہان
آنکھون مین آپ کی نگہ شرمگین بنے

اُس جامۂ حریر کی تقدیر ہائے ہائے
تم سے تنک مزاج کی جو آستین بنے

تو جس سے خوش ہی دشمنِ جانی ہی وہ مرا
کب مجھہ سے تجھہ سے اے دلِ اندوہگین بنے

باز آئین کیون ستم سے کہ میری زبان پر
جب حرف شکوہ بھی سخن آفرین بنے

جور زمانہ شاق ہی کس درجہ کاشکے
تیرا ہی وہ ہی غمزۂ سحر آفرین بنے

رکھہ سکتے ایکدم نہین دل ہاتھہ مین مرا
تم بھی مری بگاڑنیکو نازنین بنے

وحشی کے خاک اُڑانیکی شایستگی نہین
اک اور گردش فلکی سے زمین بنے

رونا بھی یاد یاسمن بر مین ہے بہا
جتنے گرے سرشک گلِ یاسمین بنے

روشن کبھی کسیکی شب تار کے نہین
کہنے کے واسطے یونہین تم مہ جبین بنے

وعدہ کی شب بھی آج ہے غیظ قلق بھی آج
ناصح بھی آج آکے مری ہمنشین بنے

گم کردہ نام خلق مین مجھہ سا نہو کوئی
گم ہو جو میری نام کا رونق نگین بنے

بت صومعہ مین بتکدہ مین بت شکن بنے
ایسے بنے کہ شورشِ ہر انجمن بنے

تم کچھہ سنو تو کیون نہ خموشی سخن بنے
تھی جو سخن زبانیہ مہر دہن بنے

رنج و محن کیواسطے پیدا ہوا ہون مین
میرے لئے جہان مین رنج و محن بنے

خط بھی پڑا نہ تن پہ لگائے پچاس ہاتھہ
تم تو برائے نام عبث تیغ زن بنے

خوف عدو طلسم ہوا وقتِ مے کشی
تھے گل ابھی تو آپ ابھی یاسمن بنے

محروم ہم رہے یونہین گلہائے وصل سے
بے فیض آپ کہنے کو رشکِ چمن بنے

عاشق کے گھر جو آؤ تو حیرت کے جوش سے
آئینہ خانہ کیونکہ نہ بیت الحزن بنے

اول ہی سے نمود دہن مین کلام ہے
صورت گرون سے کیونکہ تمہارا دہن بنے

خسرو ہی شاہ ناز اٹھانے سے کام ہے
فرہاد اک گدا ہے نہ کیون کوہکن بنے

وحشی کے پاؤن کھل گئے دل تو نہین کھلا
صحرا نہ کیونکہ گوشہ بیت الحزن بنے

مارا ہی روک ٹوک سے الفت کی راہ مین
ہم آپ اپنے دل کے لئے راہزن بنے

غمزون نے اسکے لوٹ لیا جنس ہوش کو
جو رہنما مری ہوئی وہ راہزن بنے

ملزم ہین اپنے تم سے جفا جو سے ہلکے ہم
خود ہی عدو ہوئی جان سراپا محن بنے

کیا مونہہ کہ حقِ شکر خدا ہو سکے ادا

رونق زبان شکر جو ہر عضو تن بنے

عبث ہے اُس مژہ کے سامنے تقریر بچھو کی
کہان توقیر اُسکی اور کہان توقیر بچھو کی

تری ابرو کے باعث سے بڑہی توقیر بچھو کی
فلک بھی سینہ پر رکھتا ہی اک تصویر بچھو کی

تصور بھی تری ابرو کے ہین نشتر شکن دلمین
ضرر کرتی نہین کچھہ ہاتھہ مین تصویر بچھو کی

مشابہ ہو کے اُسکی زلف و ابروسی غضب توڑا
خطا کچھہ سانپ ہی کی ہی نہ کچھہ تقصیر بچھو کی

جمائی حلقہ کرکے پہلوئی عارض مین کیون گیسو
لگائی آئینہ پر تونے کیا تصویر بچھو کی

عدوئی کجروش کا سر کچلئے سنگ تمکین سے
کہ کچھہ بھی غیر سرکوبی نہین تعذیر بچھو کی

مشابہ ہین تری ابروسی کیا کیا دلم کہا ہین
نظر مین شکل لگتی ہے بسان تیر بچھو کی

کسیکی ابروئی خمدار کی الفت مین وحشت ہے
عجب کیا ہو جو شکل حلقۂ زنجیر بچھو کی

نہ کیونکر نیش زن ہو چرخ کجرفتار روز و شب
کہ قرب برج عقرب سی ہوئی تاثیر بچھو کی

خیال ابروئی جانانہ ہر دم چاہئے ای دل
بھلا کیا دوستی ای واژگون تقدیر بچھو کی

خیال ابروئی دلدار صبح و شام رہتا ہی
ہمارا ملک دل بھی ہو گیا جاگیر بچھو کی

نہ کیون آزار دی بیوجہہ دشمن کج نہادی سے
کہ خوئی بد سے ہے ایسی ہی کچھہ تاثیر بچھو کی

خطا کیا ہے تری پیکان کی دل جو آپ آ لپٹے
کوئی گر نیش کہائی خود تو کیا تقصیر بچھو کی

گذر کرتے ہی دلمین اک سراپا آگ لگ اُٹھی
مگر رکھتا ہے کچھہ تاثیر تیرا تیر بچھو کی

تمہاری کاکل و ابروسے نسبت اُنکو دیتے ہین
بڑی قسمت ہے افعی کی بڑی تقدیر بچھو کی

کوئی مرنیکو از خود دوڑ کر آتا ہی کب رونق
قضا لاتی ہے لیکن ہو کے دامنگیر بچھو کی

۳۵۴

چھوڑ الفت مین رونا جی کی کلفت اس سے جاتی ہے
ہر اک آئینہ دل کی کدورت اس سے جاتی ہے

محبت کچھہ عجب شی ہے رعونت اس سے جاتی ہے
ہدایت اس سے آتی ہے ضلالت اس سے جاتی ہے

نہ دین ہم قرض دلکو وعدۂ نظارۂ رخ پر
برا ہے قرض واقع مین محبت اس سے جاتی ہے

بلا ہے قہر ہے آفت ہے یہہ بیماری فرقت
اگر ہو ایکدن سو دن کی طاقت اس سے جاتی ہے

غضب ہے سحر ہے حسنِ جہان آشوب کی شوخی
ولی و شیخ و زاہد کی کرامت اس سے جاتی ہے

اُٹھا لینی عدو کی بات گو آسان ہے آسان
مگر ہان آپ کی شانِ نزاکت اس سے جاتی ہے

بہت دشوار ہے ملنا تو اچھا اک نظر دیکھو
سمجھہ جاؤ کہ برسونکی شکایت اس سے جاتی ہے

ہوس پیشہ دل افسردہ ہون انکی سردمہری سے
کوئی دل گرم الفت کی حرارت اس سے جاتی ہے

تقاضی سے وہ چھپتے ہین پیام آنیکا دیجے کیا
کبھہ و بیگاہ ملنے کی ہی صورت اس سے جاتی ہے

تم اور اغیار کم مایہ سے برتو رسم ہم بزمی
سرافرازانِ رعنائی کی شوکت اس سے جاتی ہے

عدو کا رشک آفت ہے قدم اُٹھتا نہین اپنا
تمہاری بزم مین آنیکی طاقت اس سے جاتی ہے

ہمین اصرار جتنا ہے اُنہین انکار ہے اُتنا
بہت کچھہ اسطرف **رونق** طبیعت اس سے جاتی ہے

۳۵۸

اب نہ کچھہ شرم اور حیا کیجے
خانۂ دل ہی مین رہا کیجے

درد اگر ہو تو دوا کیجے
عشق کے بیمار کا کیا کیجے

قتل ہی گر نہین ممکن وصال
ایک ہی وعدہ کو وفا کیجے

مین کہین ہوتا ہون جدا آپ سے
سر ہی اگر تن سے جدا کیجے

جور ہی کیجے مگر اک وضع سے
مین نہین کہتا کہ وفا کیجے

دل ہی پہ جب اپنے نہین اختیار
کسکے تغافل کا گلا کیجے

ہم ہین اسیر آپکے مجبور ہین
خواہ وفا خواہ جفا کیجے

جب کہ ذرا یار کو پروا نہو | کیون نہ صفتِ شمع جلا کیجیے
ہم سے گئے تھے یہی قول و قرار | سامنے آنکھین تو ذرا کیجیے

اُسکے ہین رونق ہمین بخشیگا وہ
لاکھہ اگر اُسکی خطا کیجیے

مجھہ سا ہی گرچہ ایکجہان محوِ ناز ہے | سمجھو گے کچھہ اگر نظرِ امتیاز ہے
اُسکی نگاہِ مست مین کیا رنگِ ناز ہے | ایک ایک سینہ عرصہ گہِ ترکتاز ہے
اچھا ہے شغل ختم نہوگا تمام شب | زلفِ دراز تر کی حکایت دراز ہے
جتنے ہین نقش عشق کے برعکس ہین تمام | محمود بادشاہ غلامِ ایاز ہے
ملنے کی ہمکو اُن کو نہ ملنے کی ہے ہوس | دنیا مین ہے وہ کون کہ جو بے نیاز ہے
دل سے بھی جھلک رہی ہین گلے جورِ یار کے | ایک ایک مدِ آہ زبان دراز ہے
دل پھٹ گیا ستیزہ بیوجہہ سے ملے | اب بھی ملو تو آؤ درِ صلح باز ہے
بیچارگی سے آکے پڑے اُسکی راہ مین | ہم بھی سمجھہ چکے ہین کہ عاجز نواز ہے
جو تم سے اس جفا پہ ہے دل کو معاملہ | اللہ ہی جانتا ہے کہ دانائے راز ہے
ہو کس سے اُسکے جور و ستم کا مواخذہ | کسکو سنا دیا کہ درِ توبہ باز ہے
بیمارِ غم کو دس سے ہے خونابۂ جگر | اچھی وہی دوا ہے کہ جو خانہ ساز ہے
پہنچا مرض نے طول تو دی ہے نویدِ وصل | اپنے مریضِ غم کا وہی چارہ ساز ہے
دیر و حرم مین شمع فروزان کی ہے نمود | یہہ بھی تو اک نتیجۂ سوز و گداز ہے
منصور چڑھ کے دار پہ سوتا ہے زیرِ خاک | دنیا مین کیا یہہ نکتۂ شیب و فراز ہے
اک عمر مین پہنچتے ہین مر کر مقام پر | ملکِ فنا کی راہ بھی دور و دراز ہے

وان تیغ ہاتھہ مین ہی یہان سر جھکا ہوا — کس ناز کے جواب مین کیسا نیاز ہے

پڑتی ہی آنکھہ برق نگاہون کی بار بار — ہمکو بھی اُسکے رخ کی طرح دلپہ ناز ہے

انسان تو کیا ہی اُسکی کسیکو خبر نہین — جو درمیان عاشق و معشوق راز ہے

ہاتو نمین اُسکو لاؤ جو رونق تو کچھہ بھی بات
کہتے ہین تمکو سحر بیانی پہ ناز ہے

آپ جو گلشن مین مونہہ پر رکھکے دامن ہنس پڑے — مسکرائی غنچہ اور گلہائی گلشن ہنس پڑے

حالِ دل مینے کہا اُس سے تو دشمن ہنس پڑے — بات بڑہ جاتی ہنسی مین گر وہ پرفن ہنس پڑے

بزم جانان مین جو مینے آہ کی بے اختیار — رو پڑے سب دوست میری اور دشمن ہنس پڑے

نغمہ سنجی جب تری جانین کہ جب ای عندلیب — سنکے تیرا زمزمہ وہ شوخ پرفن ہنس پڑے

بخیہ گر دیکھے مرے چاک گریبان کو اگر — ہاتھہ سے مجنون کی صورت رکھکے سوزن ہنس پڑے

جان ہی تنگ آکے ہم رونے گئے تہے در دل — دیکھتے ہی وہ بہار روئی روشن ہنس پڑے

کون آیا ہے سہی ملکر چمن مین سیر کو — خود بخود یکبار کیون گلہائی سوسن ہنس پڑے

اُف رے بیرحمی جو آئے زخم دل کو دیکھنے — دیکھکر تیرون کے میری دلمین روزن ہنس پڑے

ہمکو گریہ سے نہین فرصت ہنسائین کیا تجھے — ورنہ سایہ بھی ترا ای رشکِ گلشن ہنس پڑے

حیف میری گفتگو سنکر تو ہو چین بر جبین — اور عدو کی بات پر وہ شوخ پرفن ہنس پڑے

راز جو مین نے کہا وقتِ نزاعِ ہمدگر — سنکے میری گفتگو شیخ و برہمن ہنس پڑے

میری مرنے کی خبر پہنچی جو اُن کے کان تک — کیا تماشا ہے کہ جائی شور و شیون ہنس پڑے

آئی وہ رونق عیادت کو ہماری نزع مین
اُنکی صورت دیکھکر ہم وقت مردن ہنس پڑے

موار کاری عشق کے باری نظر آنی لگے	چشم گریان سہی جگر پاری نظر آنی لگے
اُنکے کچھہ پردہ سہی رخساری نظر آنیلگے	زندگی کے کچھہ نشان باری نظر آنیلگے
چاک دود آہ سے یون چمکے انوار قبول	ابر گویا پہٹ گیا تاری نظر آنے لگے
بہر آرایش جو پیشانی پہ وان افشان چنی	آسمانِ حسن پر تاری نظر آنے لگے
بزمِ خوبانِ خود آرا مین جو بیٹھے نازسے	چاند وہ اور سب حسین تاری نظر آنیلگے
تیرگی پہیلی یہہ کچھہ روز سیاہ ہجر کی	دن کو مثلِ شب مجھی تاری نظر آنی لگے
آہ سوزان سی ہوا ہی آسمان مثلِ تنور	سب تاری مجھکو انگاری نظر آنی لگے
سوز غم سے باغ مین تشکلِ انار آتشین	مجھکو آتش ریز فوّاری نظر آنے لگے
گریۂ بیصرفہ سے نیرنگ طغیان کہل گیا	سوئی مژگان مجھکو فواری نظر آنیلگے
عام جلوی ہوگئے پردہ نگہہ کا اُٹھہ گیا	کوچہ کوچہ عشق کے ماری نظر آنے لگے
جانِ دلبرا بتو آفت کیا قیامت آگئی	آپکے انداز سب پیاری نظر آنے لگے
صدمۂ فرقت پڑا ایسا کہ آنکھین کہل گئین	رات کیا دن کو مجھے تاری نظر آنیلگے
کہو دیا اُس چشم نے سیری طرح سبکا قرار	جو ثوابت تہی وہ سیاری نظر آنے لگے
اُسکا آنا تہا کہ بالین مریض ہجر پر	چارہ گر دساز بیچاری نظر آنے لگے
شیوہ آموز رقابت ہی غرض یہہ عشق بہی	مجھکو دشمن دوست بیچاری نظر آنے لگے
شمع حسنِ گرم سے اک آگ بہڑکی باغ مین	مثلِ نخلِ طور فوّاری نظر آنے لگے
خوابِ غفلت سے اُٹھا پردہ تو آنکھین کہل گئین	دوش پر عصیا نکی پشتاری نظر آنے لگے

۳۵۶	شاید اپنی آہ دلمین یار کے گہر کر گئی ابتو رونق اُسکے ہرکاری نظر آنیلگے

مرقدِ دلبر جو اُسکے زخم خنجر کی نشانی ہے
خط اخلاص پر الفت کی دفتر کی نشانی ہے

سرِ سلطان پہ دونوں تاج و افسر کی نشانی ہے
گئے جب قبر مین پھر خاک پتھر کی نشانی ہے

مٹاؤ تم نہ سنگِ آستان سے داغ خون ہرگز
تمہارے عاشقِ سرباز و مضطر کی نشانی ہے

نہ مٹ جائے کہین اس خوف سے سجدہ نہین کرتے
نشانِ جبہہ سائی یار کے در کی نشانی ہے

وفورِ آہ و نالہ ہے ہجوم عشق کو لازم
نمودِ پرچم رایات لشکر کی نشانی ہے

ہمارے زخمِ دل پر تو نہ رکہئے چارہ گر مرہم
کہ مثلِ حرزِ جان یہہ اُسکے خنجر کی نشانی ہے

جفا جو یونکی ہم بزمی سے قاتل عاشقونکا ہے
یہہ آئینہ کہ دنیا مین سکندر کی نشانی ہے

نہ شرماؤ اگر لاکہون تجہے ہرن آنکہین
تمہاری شوخیٔ چشمِ فسونگر کی نشانی ہے

کسیکی کوئی سنتا ہے نہ اپنی کوئی کہتا ہے
ترا کوچہ بہی شورش گاہِ محشر کی نشانی ہے

بہت کی جان جلتی ہے بہت کی خاک اُڑتی ہے
خرامِ بادپائی یار صرصر کی نشانی ہے

پتا کیا پوچھتے ہو خانۂ تاریک عاشق کا
شبِ یلدا کی تاریکی مرے گہر کی نشانی ہے

ہوئے ہم اشتیاقِ دید مین یہہ محو نظارہ
کہ اپنی آنکہہ گویا روزنِ در کی نشانی ہے

پتا دیتے ہین آہ و نالہ میری شورشِ دلکا
کہ ہان اُٹھنا دہانکا صاف مجمر کی نشانی ہے

حباب بحر کہئے یا سراب اس زندگانی کو
بسانِ خطِ آبی زیست دم بہر کی نشانی ہے

ہوا داغون سے روشن سینہ اپنا عشق مین اُسکے
یہہ ادنی سی تری روئے منور کی نشانی ہے

گلو مین طوق بیڑی پاؤن مین اُلجہی ہوئی باتین
یہہ رونق عاشقِ گیسوئے دلبر کی نشانی ہے

لیجائیگا عدم مین خیالِ دہان مجھے
عین الیقین دکہائیگا میرا گمان مجھے

کوچہ سے اپنے تو نہ اُٹھا میری جان مجھے
جاؤن کہان مین اور جگہہ ہے کہان مجھے

دیکھے جو اک نگاہ وہ جان جہان مجھے
کھلجائے سب حقیقت راز نہان مجھے

ایسا کچھ اسکے غم نے کیا ناتوان مجھے
صحت کے بھی خیال مین بار گران مجھے

جو کچھ بھی کچھ نہین ہی کہ دیکھا ہی غور سے
اپنا خیال ہے نظر آیا جہان مجھے

مطلب کی بات بی وہنی پر بھی کب چھپے
دیتے ہین مدعی کو دعا گالیان مجھے

ہین بہر جلوہ حسن طلب رنگ رنگ سے
آخر ملا ہی حسن تجھے اور زبان مجھے

دل کے لئے بہت طپشین جمع کر رکہون
دم بھر بھی دی قرار اگر آسمان مجھے

فرقت مین شکوہ سنج مقدر رہون روز و شب
بہتر تو تھا یہی کہ نہ ملتی زبان مجھے

ہین مسلک وفا مین ہون سرخیل اہل درد
فرہاد و قیس بھیجتے ہین ارمغان مجھے

ہون عندلیب گلشن تصویر عشق مین
عالم مین ایک سی ہی بہار و خزان مجھے

جب اپنی زندگی ہی گیا آئی وہ یہان
لیجائی پا اٹھاکے کوئی یہانسے ہان مجھے

گاہے خیال وصل ہی گہہ شکوہ رقیب
دن رات سوجھتی ہین یہی شوخیان مجھے

اس ضعف کے نثار کہ ہون جسسے ہمدمین
در پر تری نہ دیکھ سکا پاسبان مجھے

آخر وہ سنکے مجھ سے شکایت کرینہی گے
کیا کیا غضب کہائیگی میری فغان مجھے

۳۶۱

اس ضعف کا برا ہو کہ رونق کیا نہ قتل
اس شوخ نے سمجھ کے بہت ناتوان مجھے

کیا تری چال ہی اے شوخ پری کے ٹکڑے
ہوگئے ہین جگر کبک دری کے ٹکڑے

کاوش غمزۂ پنہان کے تماشے دیکھے
ہین یہہ مژگان پہ عقیق جگری کے ٹکڑے

دلمین پیکان کے نکلنے پہ بھی ہین سو خلشین
رہگئے ہین تہ ناوک بے سری کے ٹکڑے

کار عالی نسبی سلک محبت مین نہین
ہین یہان رشتۂ والاگہری کے ٹکڑے

ہی عجب گردن تسلیم و رضا عاشق کی
ہو گئے دشنۂ بیدادگری کے ٹکڑے

غیر گستاخ کشاکش ہین پئے جذب نگاہ
ہو نہ جائین کہین تارِ نظری کے ٹکڑے

بن تری نغمۂ بلبل نے جگر چاک کیا
دل ہوا چلنے سے بادِ سحری کے ٹکڑے

کیا ہی بیوقت شبِ وصل مین بول اُٹھا ہے
کاش ہون گردنِ مرغِ سحری کے ٹکڑے

تجھپہ کیا جانئے کس بات پہ دل آیا ہے
ورنہ ہین اور بھی دنیا مین پری کے ٹکڑے

کوئی جھگڑا ہی نہ اب دستِ جنون نے رکھا
جیب کے ساتھہ گئے بخیہ گری کے ٹکڑے

وہ مرا حال کہے خاک کہ ہو جاتے ہین
اُسکی چلمن سے نسیمِ سحری کے ٹکڑے

کونسی عشوہ گری ہے جو اُنہین یاد نہین
خود سراپا ہین حسین عشوہ گری کے ٹکڑے

جانگزا ہین تری مژگان کے تصور ہر دم
دلمین بیڈھب ہی چبھی ہین یہہ سرکی کے ٹکڑے

من وسلوائی توکل پہ ہو قانع کیونکر
جسنے کہائی ہون نہین دریوزہ گری کے ٹکڑے

دوش پر بار ہے آج اُنکے قبائی زربفت
جو لئے پھرتے تھے کاندھے پہ دری کے ٹکڑے

۳۰۶۲

اُس اشارہ پہ تصدق ہون کہ جس سے رونق
ایکدم مین ہوئی قرصِ قمری کے ٹکڑے

ہان جاؤ نہ اغیار کے گھر کیون نہین جاتے
جاتی ہے جدھر بات اُدھر کیون نہین جاتے

رونق جو کیا عشق تو مر کیون نہین جاتے
اس دجلۂ پرغم سے اُتر کیون نہین جاتے

اغیار کے گھر فرض ہے کیا رات کا جانا
بیباک ہو تم وقتِ سحر کیون نہین جاتے

کہتے ہین مرا حال دلِ زار وہ سنکر
جینے سے ہو گر تنگ تو مر کیون نہین جاتے

اسطرح اُٹھاتے ہین مجھے بزم عدو سے
لو رات زیادہ گئی گھر کیون نہین جاتے

الماس فشان گر وہ تبسم نہین تو پھر
جو دل کے مرے زخم ہین بھر کیون نہین جاتے

ہر دل مین اُترتے ہین نگہہ کے تری پیکان
حسرت ہی مجھے خون سے بھرکیون نہین جاتے

مرتا ہون کہا مینے تو جھنجلا کے یہہ بولے
مرنے پہ جو مرتے ہو تو مرکیون نہین جاتے

رونق سے اگر لاگ نہین ہے تو بتاؤ
جاتا ہے جدہر وہ تو اُدہر کیون نہین جاتے

سرِ عشاق اگر تن سے جدا کرتا ہے
کوئی قاتل سے نہ الجھو کہ بجا کرتا ہے

اُن سے دل کیا گلہ جور و جفا کرتا ہے
خوبرو کوئی بھی دنیا مین وفا کرتا ہے

چارہ گر کا مرے لقمان سے بھی ہو کچھہ علاج
مجھہ سے بیمارِ محبت کی دوا کرتا ہے

دوست کا شکر عبث شکوہ عدو کا بیجا
سب بد و نیک مقدر ہی مرا کرتا ہے

گریہ آتا نہین اور دل پہ ہجوم غم ہے
مینہ برستا نہین اور ابر رہا کرتا ہے

خسرو چرخ نگر راہ کے ذرے ہی ہونگے
سایہ قامت کا تری کام ہما کرتا ہے

کچھہ سمجھہ جاؤ جو دوزخ کے تماشے دیکھو
آتش غم سے کوئی کیونکہ جلا کرتا ہے

ذبح کر شاق ہے گر تجھہ پہ اسیری میری
کیون خزانمین مجھے صیاد رہا کرتا ہے

میری وحشت مری دلسوز سے پوچھے کوئی
کہ سدا چاک گریبان کے سیا کرتا ہے

کمرِ یار کے مضمون جو بندھے تو یہہ کھلا
کہ کبھی دام مین عنقا بھی پھنسا کرتا ہے

تم نگر شام سے بے پردہ پڑے پھرتے ہو
رات ہوتی ہے تو خورشید چھپا کرتا ہے

سطحۂ آب مین جس طرح سے عکس خورشید
چشم گریان مین وہ اس طرح رہا کرتا ہے

کوئی مرجائے کسی پر تو یہہ پوچھے کوئی
کہین ایسا بھی زمانہ مین ہوا کرتا ہے

قتل کرتا ہے وہ بی جرم جہان کو رونق
کوئی کہتا نہین اُس سے کہ یہہ کیا کرتا ہے

۳۶۴

دل اُس بت پہ شیدا ہوا چاہتا ہے
غضب کا تماشا ہوا چاہتا ہے

ہدف اُس نگہہ کا ہوا چاہتا ہے
خدا جانے دل کیا ہوا چاہتا ہے

الجھتا ہے ذکر محبت مین ناصح
بہت جلد رسوا ہوا چاہتا ہے

یہہ ایما ہے انکا خودی کو مٹا دے
اگر تو ہمارا ہوا چاہتا ہے

مری ضبط کا اور تمہاری ستم کا
کسی روز چرچا ہوا چاہتا ہے

یہہ طغیان سمایا ہے گریہ مین میرے
کہ ہر قطرہ دریا ہوا چاہتا ہے

مدارائی اغیار واجب ہی دلبر
جو عاشق کسیکا ہوا چاہتا ہے

ندیکہہ آئینہ مین رخ حیرت افزا
کہین تو بہی مجہہ سا ہوا چاہتا ہے

اُٹہانے کو ہین اپنی محفل سے مجہکو
جہان زیر و بالا ہوا چاہتا ہے

۲۶۶

خیال اُسکی ابرو کی رہتی ہین رونق
کہ دل طاقِ کسری ہوا چاہتا ہے

جو سر ہی نہ کچہہ ڈہنگ کی اے یار بچہائی
وس بار اُٹہائی اگر اک بار بچہائی

عشاق صفت چال سے ایکبار الٹ دے
کیا ظلم کی شطرنج ستمگار بچہائی

زندانمین بہی اک خوابگہ عیش بنادی
بستر کی جگہہ خاکِ درِ یار نہ بچہائی

گلگشت سی ہون وادی پرخار مین خوش
کیا چینہہ ہے بالائے سرِ خار بچہائی

دوران نے جو کی بزم جہان اس سے فروزان
اک مسند عزت پی اغیار بچہائی

ہین چین سے عاشق پڑی اُس قصر کی نیچے
ہی خاک کی قالین تہ دیوار بچہائی

آتش پہ ہین کیا لوٹ رہی رشک سے فتنے
کیا آگ قدم گرمی رفتار نے بچہائی

غیرون کیے گذر کوچۂ جانان مین ہوتے
کیون آگ نہ اے آہ شرربار بچہائی

ہین قدرت اللہ کے قربان ہون رونق
کیا اُسنے زمین آب پہ ہموار بچھائی

کچھہ ذرا تجھہ سے شکایت نہین صیاد مجھے | لائی ہی کنج قفس مین میری فریاد مجھے
کچھہ مری جورکشی کی تو ملے داد مجھے | کاش خود قتل کری وہ ستم ایجاد مجھے
کچھہ سمجھے تو ہین وہ مورد بیداد مجھے | شاد باش اید ل ناشاد کیا شاد مجھے
عید تقریب ہے قربانی عاشق کیلئے | ہوگیا ہی مہ نو خنجر فولاد مجھے
حسرت کشتۂ اُستاد کی دعوی تو کرون | کاش ملجائی کہین تیشۂ فرہاد مجھے
اپنی ویرانی پہ آتا ہے تاسف کیا کیا | نظر آتی ہے جو بستی کوئی آباد مجھے
نقش ہین دل پہ اشارات نہانی شب کے | حشر جو تمنے اُٹھائی ہین وہ ہین یاد مجھے
وہ ہی نظارۂ اول کی خرابی سب ہے | خوب معلوم ہی اس عشق کی بنیاد مجھے
عشق کیا ہے یہی ایک ایک نظر سی گرنا | اسکی پہلے ہی سے معلوم ہی افتاد مجھے
بیخودی مین بہی ہون محویت الفت کا اسیر | آپ سمجھین نہ کسی حالمین آزاد مجھے
خود ہوا ولولۂ ذوق تقرب مین اسیر | دام سے بڑہ کے ہوئی الفت صیاد مجھے

اس محبت نے کہین کا بہی رکہا رونق
میری قسمت نے کیا خوب ہی برباد مجھے

سب بلندی اور پستی دیکھلی | خوب اس ہستی کی بستی دیکھلی
چشم نے رو رو کے اک طوفان کیا | جب گھٹا کوئی برستی دیکھلی
اک نگہہ پہ بہی ہزارا نکار ہین | جنس دل کیا ایسی سستی دیکھلی
ہی تو کچھہ ہی وان بہی فیض چشم یاس | می کشونکی می پرستی دیکھلی

تا ابد پہر بستی اُسکو نہین　　جسنے اپنی اصل ہستی دیکھلی

سوزِ غم سی اشکباری کی عوض　　آتش آنکھون سی برستی دیکھلی

بیہوشی پر مر رہی ہین ہوشیار　　کیا تری آنکھون کی مستی دیکھلی

مٹ گئی سب دل کے اپنی حوصلے　　ہمنے جب طالع کی پستی دیکھلی

کوہکن کا حالِ مزدوری کھلا　　قیس کی بہی فاقہ مستی دیکھلی

یہہ گریبان کے ہین پرزی ایچہون　　دیکھلی ہان تنیر دستی دیکھلی

لب پہ توبہ دلمین طغیان ہوس　　شیخ کی بہی حق پرستی دیکھلی

کثرتِ غم سے بہت آباد ہے
ہمنے رونق دلکی بستی دیکھلی

اس ڈہب سے کوئی یار مین بادِ صبا چلی　　جیسے جہان مین حورِ خوش آئین ادا چلی

سوئی فلک جو آہِ دلِ برق زا چلی　　شاید جہان مین آگ جہان کی لگا چلی

دشمن ہین دل شگفتہ دم سرو سی مرے　　دنیا مین ہے گمان کہ بادِ صبا چلی

لائی نسیم یار کے آنے کی جو خبر　　جان اپنی پیشوائی کو مثلِ صبا چلی

اب مرگ کسطرح سی خدا جانے پیش آئے　　یہہ زندگی تو اپنے کرشمی دکہا چلی

ہی روشنئ قلب کا مانع خیالِ غیر　　روشن رہا چراغ نہ جبتک ہوا چلی

عشاق نامراد ہوس پیشہ کامیاب　　کیسی جہان عشق مین اُلٹی ہوا چلی

ہرگز نہ بارِ غم کے سبب سے اُٹھا اسکی　　ہرچند میری خاک پہ بادِ صبا چلی

افتادگی یہہ ہے کہ نہ میرا غبار اُٹھا　　آندہی سی گرچہ کوچہین اُسکے ہوا چلی

ماتم ہے عاشقون مین ہمارے وصال کا　　ہم کیا چلے کہ آج جہانسے وفا چلی

سرتا قدم ہون برگِ خزان دیدہ ضعف سے
ہین خاک پر گرا جو ذرا بہی ہوا چلی

ساقی پلا شراب مغنی بجا رباب
یون آکے مثلِ عمر یہہ کالی گہٹا چلی

مارا ہے سبکو مہرۂ شطرنج کیطرح
کیا چال تو نے تہر کی ای بے وفا چلی

رونق وہی ہی اب بہی کہ طفلی ہین ناگ تہا
شہرِ یا ذرا کہ سر ہین سفیدی بہی آچلی

توجو اُسکا ہی تو ہی کون و مکان تیری لئے
ہی زمین تیری لئے اور آسمان تیری لئے

جو جہا نمین ہی وہ ہی جان جہان تیری لئے
توجہان کیو اسطی ہے اور جہان تیری لئے

جان و دل کہو ئی تو کام جان و دل حاصل ہوا
تجھکو جب پایا کہ چہوڑا اک جہان تیری لئے

دل بہی تیری نذر جان نیم جان تجھپر نثار
پاس جو کچھہ ہی مری ہے مہربان تیری لئے

نام کو چہوڑا نہین دل ہین خیال غیار کا
ہمنے خالی کر رکہا ہی یہہ مکان تیری لئے

آپ کہتی ہین کہ ہین میری لئے عیش و نشاط
اور ہین درد و الم آہ و فغان تیری لئے

گوشۂ دل سے سن ذرا حالِ دلِ رنجور کو
یاد کر رکہی ہے ہمنے داستان تیری لئے

توکہان سرگشتہ پہرتا ہی تلاش عشق ہین
روز و شب گردش مین ہین سب آسمان تیری لئے

حق نہ بہولو نگا ترا مین ای سگِ کوی صنم
مینے رکہہ چہوڑی ہین اپنی استخوان تیری لئے

وہ مزا پایا ہی نوش درد الفت مین کہ مین
مانگتا ہون حق سے عمرِ جاودان تیری لئے

ایک مین بہی صاف تو نکلا نہ رونق سے کبہی
ای ستمگر ہمنے اکثر امتحان تیرے لئے

کم نہین تنویر مین کچھہ داغ دل خورشید سے
دور رہو پہا ہا اگر تو جائی ہل خورشید سے

ہی خجل خورشید یون روی فروزانسی ترے
دیدۂ خفاش جیسی منفعل خورشید سے

دیکھتے ہی یار کے حسنِ جہان افروز کو
بات بن آئی نہ کچھہ ہو کر خجل خورشید سے

یون تصور مین رخ تابانکی پژمردہ ہی دل
جس طرح سے ہو گل تر مضمحل خورشید سے

دور ہی جانا نسی ہے کچھہ نندگی ذرہ بھی
کوئی جا نبر ہو نہ ہو کر متصل خورشید سے

ایکدن آجائی گہر میری اگر وہ مہروش
میری قسمت کا ستارا جا ہی مل خورشید سے

اُس سی روشن ہی زمین اُس سی منور آسمان
کم نہین تنویر مین اُس دُر کی سِل خورشید سے

گر حرارت چاہیے تو مجھہ سی لیجے مستعار
زور رکھتا ہی ہمارا داغِ دل خورشید سے

چاہئی ای آسمانِ حسن عارض پر تری
ایک تل ہو ماہ سی اور ایک تل خورشید سے

نور حیرت زا کو دیکھا اور وہ بکسے ہو رہے
اُسکے کوچی مین ہین اکثر پا بگل خورشید سے

ایک ہی خورشید پر کیا آسمان کرتا ہی فخر
اُس رخِ پر نور پر ہین چار تل خورشید سے

میری داغِ دل کو رونق تم ابھی سمجھے نہین
ہے جدا یہہ ایک جزو متصل خورشید سے

مجھے چاہیے اپنی رب کی خوشی
کہ اُسکی خوشی مین ہی سبکی خوشی

مقدر سے ہین عشق مین مبتلا
ہمین کب ہی رنج و تعب کی خوشی

مزا آگیا ہے غمِ عشق کا
نہین مجھکو رنج و تعب کی خوشی

عوض مین ملا رنج دونا مجھے
شبِ وصل کی یاد جب کی خوشی

رخِ بادہ کش کیون نہ گلرنگ ہو
کہ ہی عقدِ بنت العنب کی خوشی

کسیکے رخ و زلف کے عشق مین
نہ دن کا مجھے غم نہ شب کی خوشی

دیا اُسکے بدلے ہمین رنج و غم
فلک سے ذرا جو طلب کی خوشی

تری آب خنجر سے تر ہو گلو
یہہ ہے ابتو اس تشنہ لب کی خوشی

مری دل مین جوش الم دیکھکر
ندین اُسکو تکلیف اقرارِ وصل

دلِ غیر مین جاکے وہ کی خوشی
اگر ہو نہ اُس غنچہ لب کی خوشی

سوئے کعبہ رونق چلو سر کے بل
جو ہی سیرِ ملکِ عرب کی خوشی

دمبدم ہین شجرِ عمر کو کہاتے جاتے
دل لگانے کی سزا روز ہین پاتے جاتے

یہہ جو آرہ کیطرح سانس ہین آتے جاتے
پھر بھی ہم دل ہین حسینو نسے لگاتے جاتے

سرسے چلتے کسی کوچہ مین جو آتیجاتے
حیف ہی کیون مری کوچہ سے وہ گذرے ہو خاش

نقش پا یار کے آنکھو نسے لگاتے جاتے
گالیان ہی مجھے دو چار سناتے جاتے

ڈوب گیا بارِ غمِ عشق مین اتنا لیکن
دیکھہ لینا کہ وہین ہجر سے مرجاؤنگا

پھر بھی احباب مجھی کو ہین دباتے جاتے
غیر کے گھر تجھی دیکھا ہی جو آتیجاتے

کوچۂ یار بھی کتنا ہے مسافت کتنی
یاد آئی نہ دمِ مرگ ہمین اپنی راہ

پائی اندیشہ جہان تھک گئے آتیجاتے
ورنہ یہہ ہستئی موہوم جلاتیجاتے

پاس سے مجھکو اُٹھانا اُنہین منظور نہین
جا ملے غیر سے شاید وہ کہین خبر نہین

پاؤن سے ہین مری دامن کو دباتیجاتے
مجھہ سے تقریر مین ہین آنکھہ چراتیجاتے

سہ دہرا اسلئے سرگشتہ پڑی پھرتے ہین
دیکھتے حضرتِ ناصح جو کبھی شکل تری

دیکھہ لین تا کبھی اُس شوخ کو آتیجاتے
جانبِ دشت ابھی خاک اُڑاتیجاتے

تمکو دیکھو کہ شب و روز جلاتے ہو ہمین
ہمکو دیکھو کہ یہہ صدمہ ہین اُٹھاتیجاتے

شعر گوئی سے مری تھے جو وہ ہوتا رونق
شعر اپنے اُسے پڑہ پڑہ کے سناتیجاتے

۳۴۷

دم آخر یہہ نصیحت ہی مری یارون سے
دل لگانا نہ کوئی آئینہ رخسارون سے

اسکی آنکھون سی اور ان چاند سی رخسارون سے
دل کو یارب مری محفوظ رکہہ ان چارون سے

ہین ابوبکرؓ و عمرؓ حضرتِ عثمانؓ علیؓ
دین قائم ہی محمدؐ کا انہین چارون سے

ہی یہہ ہستی کہ الہی کوئی غمخانہ ہے
سینہ کوبی کی صدا آتی ہی دیوارون سے

کیا شب ہجر مین ہو بستر گل پر آرام
پہول ہین گرم زیادہ مجہے انگارون سے

موت بہی انکو نہین تا کہ الم سی چہٹین جان
موت بہی تنگ ہی کیا تیری بیمارون سے

تو الجہتا ہے جو ہر بات مین مثل شانہ
دلمین بل ہی تری کاکل کے گرفتارون سے

ہی سیہ نامہ جو عصیان سی تو کیا غم رونق
رحمتِ حق کو علاقہ ہی گنہگارون سے

آج سر ہمنے کئی تن سے اتاری ہوتے
غیر آجائین تری پاس ہماری ہوتے

گر فلک سے مری قبضہ مین ستاری ہوتے
تیری سر پر سی تصدق مین اتاری ہوتے

یار ملتا جو ہمین ہی تو مزا کیسا ہوتا
ہم بہی محفل مین تری ایک کناری ہوتے

نہ گئے بزم مین اُس شوخ کی گر خوب ہوا
ہم نہ ہوتے اگر اعدا سی اشاری ہوتے

اُڑ گئی شکل خزان دیکہکے کیون ای بلبل
چار دن اور بہی گلشن مین گذاری ہوتے

ہٹتے ہرگز نہ کبہی سنگِ درِ جانان سے
لاکہہ ٹکڑے بہی اگر سر کے ہماری ہوتے

مرگ دشمن کا غضب سے گلہ لئی بیٹہے ہو
عید کا روز ہے کپڑے تو اتاری ہوتے

کچہہ نہین سادگی ایسی کہ گمان مین کچہہ
بال تو زلف پریشان کے سنواری ہوتے

جمع یکجا ہون اگر آکے حسینان جہان
ہم کبہی دیکہین کسیکو نہ تمہاری ہوتے

ہی عبث شکوہ حسینون کی جفا کا رونق

یہہ کیسے کبھی ہوئے ہین جو تمہارے ہوتے

قتل کو مقتل مین عریان تیغ جب قاتل نے کی — پیشوائی دس قدم بڑہکر ہماری دل نے کی

یا خطا قسمت نے کی یا کوتہی کچھہ دل نے کی — قتل کرنیمین ہی تاخیر کیون قاتل نے کی

مال و جان سے دین و ایمان سی یکایک کہو دیا — یہہ محبت سی عنایت مجھپہ میری دل نے کی

مرتے دم تک بھی رہا اُسکا ادب مد نظر — سر کٹا یا اور نہ کچھہ جنبش تری بسمل نے کی

سن لیا سب حال دل لیکن نہ سمجھا وہ ذرا — یہہ خرابی ہائی میری قصۂ مشکل نے کی

میکشون کو میکشی سے محتسب کرتا ہی منع — بات اس نادان کی باور کب کسی عاقل نے کی

ایکدن کی روکشی پر حرف کاہش زور ہے — رخ سی تیری ہمسری اچھی مہ کامل نے کی

مہر و مہ کو تاب حسن یار سی نسبت ہی کیا — مہروش مہرو کہا یہہ مدح کس جاہل نے کی

یہہ منور گر نہوتا تو بڑا اندھیر تہا — روشنی کاشانۂ تن مین چراغ دل نے کی

شوق بڑہتا ضبط جاتا راز کہلتا عشق کا — قیس کی کچھہ پردہ داری پردۂ محمل نے کی

یار کی بزم تماشا مین مری مٹی خراب — چشم نے کی لب نے کی رخسار نے کی تل نے کی

محفل رونق نہ تہی رونق پہ وہ جب تک تہا
رونق محفل مگر اُس رونق محفل نے کی

داستان سنکے اُسکے جانے کی — ہمنے ٹہانی ہے زہر کہانے کی

آپ تیر افگنی سے کام رکہین — ہے مرا دل جگہہ نشانے کی

مین جو رویا تو اُسنے ہنس کے کہا — یہہ بھی ایک طرز ہی ہنسانے کی

دوست جو تہے وہ اب ہین دشمن جان — کیا ہے بدلی ہوا زمانے کی

ابر چہایا ہے مینہ برستا ہے — فکر ہے یار کے بلانے کی

ای جفا کار عشق مین تیرے	سیکھنے باتین سنین زمانے کی
کس سے سیکھے ہین آپ سچ تو کہین	یہہ نئی وضع مسکرانے کی
دم مین جی اٹھتے ہین ابہی مردے	دیر ہے ان کے لب ہلانے کی
بار عصیان سے دی نجات خدا	مجھہ مین طاقت نہین اٹھانے کی
وعدۂ وصل یاد رکہیے گا	آپ کی خو ہے بہول جانے کی

۲۷۷

مفت مین تمنے جان دی رونق
اب سزا پائی دل لگانے کی

دیکھا تو ادھر اسکی نگہہ آج کڑی ہے	شاید مری جانب سے کچھہ اعدا نے جڑی ہے
مضمون دہن مین مجھے مشکل یہہ پڑی ہے	چھوٹا دہن یار ہے تقریر بڑی ہے
افلاک سے یہہ آہ رسا جا کے لڑی ہے	ای نالۂ دل وقت مدد ہی کہ چھڑی ہے
جب سے تری آنکھون پہ نگاہ اپنی پڑی ہے	آنکھون نے لگائی مری شکوونکی جھڑی ہے
یہہ آہ رسا بھی مری بیباک ہے کتنی	جب دیکھو اسے بام فلک پر ہی کھڑی ہے
وہ تاڑ گئے عشق مرا ایک نظر مین	ہے عمر تو چھوٹی سی مگر آنکھہ بڑی ہے
وصف در دندان مین دہن درج گہر ہے	جو شعر نکلتا ہے وہ موتی کی لڑی ہے
کیا چین سے گذری کو ئیدم بزم جہانمین	ہر وقت قضا مثل فلک سر پہ کھڑی ہے
میزان بیتاب یہہ رکھا ہی چھپا کر	سمجھے نہ کوئی جیب مین کافر کے گھڑی ہے

۲۷۸

دل شوق مین کیا وصل کے بیتاب ہے رونق
ایک ایک مہینا مجھے ایک ایک گھڑی ہے

جسکو نفرت عشق کی تقریر سے	مر مٹے ہین اسپہ ہم تقدیر سے

میری خون گرم کی تاثیر سے
شعلہ باری ہے تری شمشیر سے

زندگی فرقت مین ہے سر پر وبال
قتل کروائے کوئی شمشیر سے

خیر مر رہنے کا حیلہ ہی سہی
یہان وہ آجائے کسی تدبیر سے

ہون خمیدہ ضعف سی یہہ قید مین
مل گیا ہون حلقۂ زنجیر سے

عشق زلفِ یار مین بیکار ہون
ہو سکے کیا بستۂ زنجیر سے

مین ہوا جسوقت زندان سی رہا
شور اُٹھا خانۂ زنجیر سے

ای ستمگر اپنی قسمت کا لکہا
کہل گیا ہمکو تری تحریر سے

منتِ یوسف اُٹھائین کسلئے
باز آئے خواب کی تعبیر سے

آئینہ مین دیکہکر مونہہ بدر کو
دیکہتا ہے یار کس تحقیر سے

قتل عالم سے غرض قاتل کو ہی
کیا خطا سے کام کیا تقصیر سے

خون ٹپکتا تیغ قاتل سے نہین
پہول جہڑتے ہین مگر شمشیر سے

ہائی وہ خوابِ پریشان ہے مرا
ربط جو رکہتا نہین تعبیر سے

بنگیا آئینہ رشکِ آفتاب
نور عکس روئی پر تنویر سے

کوئی اُس ناوک فگن سے تیر کی
لذتین پوچہے دلِ نخچیر سے

تم سے کیا لیکن عدو سنتے ہی پیام
ڈر ہمارے نالۂ شبگیر سے

کچہہ نہ بن آئی یونہین حیران رہا
مل گئے تہے رات کو تقدیر سے

وصل مین رونق موذن کی اذان
ہے زیادہ ذبح کی تکبیر سے

۳۷۹

گاہے نہ بزم یار سے اغیار کم ہوئی
آ بیٹہے اور پانچ اگر چار کم ہوئے

ملنے لگے وہ ہم سے جو اغیار کم ہوئے
ارزان وہ جنس ہے جسکے خریدار کم ہوئے

عاشق بہت سے مٹ گئے دنیا پلٹ گئی
لیکن تری ستم نہ ستمگار کم ہوئے

دل کہو لکر جنون نے نہ سر پہوڑنے دیا
وہان لیگیا جہان در و دیوار کم ہوئے

لاتا ہون ڈہونڈکر خلش جان کیواسطے
یہان دلمین ہین جگر کے اگر خار کم ہوئے

پاس ادب سے اب بہی قدم رکہتی کیونکہ وہان
بکہرے ہین گل چمن کے اگر خار کم ہوئے

کچہہ تو جہان کو چین ملا وقت خواب ناز
کچہہ فتنہ ہائی نرگس بیمار کم ہوئے

اب کیا یقین ہو آپکے اقرار و عہد کا
کیا ہمسے پہلے آپکے اقرار کم ہوئے

یہہ راز ہین کہ موت کو آتے نہین نظر
کیا اُن کے درد عشق کے ہم زار کم ہوئے

رحمت کو عام دیکہکے کرتی ہی خلق جرم
بخشیگا کسکو حق جو گنہگار کم ہوئے

کچہہ سخت جانیون سے بچا ورنہ دلپہ کیا
تیغ نگاہ ناز کے کچہہ وار کم ہوئے

چلتا ہے ہمسے ہجرد و نیر یہہ دام عشق
دانا تہے جو وہ اسمین گرفتار کم ہوئے

یون تو ہوئے ہین عاشق و معشوق بیشمار
لیکن جو غور کی تو وفادار کم ہوئے

بگڑی خزان سہی گو کہ چمن کے چمن مگر
گلہائے داغ دل سے نہ زنہار کم ہوئے

اتنا ہون زار عشق تو کسکو نہ رحم آئے
لاکہون ہی گر ہوئی تو مری یار کم ہوئے

پہیلا کے ہاتہہ سامنے ساقی کے گر پڑے
ہمسے ہی جوش نشہ مین ہشیار کم ہوئے

۳۸۷

رونق بڑہے جو درد و جنون فراق و غم
عقل و حیا و خواب و خورش خوار کم ہوئے

سنا ہی یہہ کہ اُسنے شیوہ ہائی فتنہ زا چہوڑے
کچہہ اُسنے ہاتہہ جبہیر تیغ کے بی انتہا چہوڑے

ہماری بعد مر سکیے اگر چہوڑی تو کیا چہوڑے
نہ میری جان جو دل چہوڑی نہ میری دست و پا چہوڑے

عیادت کو مری آتے ہین وہ ناز و تحشم سے
قضا سے کوئی کہدے اکطرف ہو رستہ چھوڑے

اسی امید پر مین منتظر بیٹھا ہون مقتل مین
کہ گردن پر مری وہ ہاتھہ کب تلوار کا چھوڑے

جنون کے ہاتھہ سے نوبت ہی چاک دامن جانکی
نہ جیب پیرہن چھوڑی نہ دامان قبا چھوڑی

تری اوروں کے ہاتھوں سے بہت ہی تنگ آیا ہون
نہ تو خوئی جفا چھوڑی نہ یہہ رسم وفا چھوڑی

جلایا تو جلایا کام آتش کا جلانا ہے
دل بیمار کو کس طرح آہ شعلہ زا چھوڑے

گمان گذرا کہ خورشید آگیا ہے پردہ شب مین
اگر وہ عارض پرنور پر زلف دوتا چھوڑے

کبھی اچھا نہین ہوتا کبھی اچھا نہین ہوتا
مریض عشق سے کہدو دوا چھوڑے دوا چھوڑے

کدھر ہے دھیان ہم بھی تو شریک بزم رندان ہین
ہمین کسواسطے جاتا ہے خالی ساقیا چھوڑے

۳۸۱
بلا ہی دین و ایمان رونق اسکا حسن کافر ہے
جو دیکھے متقی اسکو تو اپنا اتقا چھوڑے

رہنے دو خنجر ہم کو سر پہ فلک تو ہے
دشمن ہے گرچہ اسمین مگر کچھہ پھڑک تو ہے

آنکھون مین آکے رہیے کہ پردہ کا ہے مکان
دونون مین ایک ایک مگر مردمک تو ہے

روکش ہو حسن رخ سے کبھی مونہہ ہے ماہ کا
اسکے مقابلے کو تمہاری چمک تو ہے

ہم خوب جانتے ہین کہ انکے دہن نہین
لیکن حدوث کو بلبان سے شک تو ہے

آؤ کہ انتظار مین کل کی خبر نہین
آنکھون مین جان اٹکی ہوئی آج تک تو ہے

تارے فلک سے توڑ کے لاتا ہے بار بار
ابتک ہی دست فکر مین اتنی اچک تو ہے

نالہ کا میری کوئی ہم آہنگ ہی نہین
البتہ ایک رعد مین ویسی کڑک تو ہے

اے چارہ گر جو تجھکو مری زخم کیلئے
ملتا نہین ہے مشک تو اچھا نمک تو ہے

پیش نظر ارادہ کہان کا ہے دیکھیے
پہنچی ہماری آہ رسا چرخ تک تو ہے

اچھا ہوا جو درد جگر کا تو کیا ہوا
پہلو مین اور سینہ مین اب بھی کسک تو ہے

وحشت مین گرچہ پاس بچھونا نہین ہو
سونے کو میری بستر خار و خسک تو ہے

دیکھین شب فراق مین وہ آئین یا قضا
دونو کا انتظار ہمین صبح تک تو ہے

جس سے چمک رہا ہے مرے دل کا آئینہ
خورشید اور ماہ مین وہی چمک تو ہے

کہنے لگے وہ سنکے مراد عائے دل
دیوانے تو نہین ہو مگر کچھ لٹک تو ہے

۳۸۳

رونق کو اسنے دیکھ کے شوخی سے یون کہا
گو پیر ہو گیا مگر اب تک کڑک تو ہے

دنیا مین حسین یار سے بڑھکر نہین کوئی
اس شوخ ستمگار سے بڑھکر نہین کوئی

پیدا ہو مین گر یار سے بڑھکر نہین کوئی
تو عشق مین اس زار سے بڑھکر نہین کوئی

ہان سایۂ طوبیٰ بھی ہے اور ظل ہما بھی
اس سایۂ دیوار سے بڑھکر نہین کوئی

شمع و گل و خورشید و قمر سب یہ حسین ہین
پر اس گل بیخار سے بڑھکر نہین کوئی

سوچا تو علاج مرض درد سر عشق
قاتل تری تلوار سے بڑھکر نہین کوئی

درد دل و ذوق نظر و فرصت و خلوت
ذوق طلب ان چار سے بڑھکر نہین کوئی

خلوت مین بھی دمساز ہے جلوت مین بھی ہمراز
غمخوار غم یار سے بڑھکر نہین کوئی

دیکھا تری آنکھون کو بھی نرگس کو بھی دیکھا
میرے دل بیمار سے بڑھکر نہین کوئی

کیا مانگتے گھبرا کے دعا دفع ستم کی
کیا چرخ ستمگار سے بڑھکر نہین کوئی

پیدا ہوئے دنیا مین ہزارون ہی پیمبر
پر احمد مختار سے بڑھکر نہین کوئی

یون نشۂ می نشۂ دولت ہی بہت کچھ
پر نشۂ پندار سے بڑھکر نہین کوئی

ہے رشتۂ جان تار نظر شاخ گل اچھی
نازک کمر یار سے بڑھکر نہین کوئی

عاشق کے لئے بیٹھنے مرنیکا سہارا
سنگِ درِ دلدار سے ہرگز نہین کوئی

دیکھین روشین دہر کی اور چال فلک کی
اُس شوخکی رفتار سے ہرگز نہین کوئی

دشمن تو ہین یون حضرتِ انسان کے زیادہ
اس نفسِ خطاکار سے ہرگز نہین کوئی

کس شوخ فسونگر سے طلبگار وفا ہے
نادان دلِ بیمار سے ہرگز نہین کوئی

اللہ رے عشق کا آزار کسیکو
آزار اس آزار سے ہرگز نہین کوئی

لخت جگر و دل ہی نہین جان ہین اپنی
رونق مجھے اشعار سے ہرگز نہین کوئی

بیچین درد ہجر سے ہم تا سحر رہے
کہئے کہ آپ شبکو کہان تا کدہر رہے

اس موت کی امید مین ہین ہم تو مر رہے
وقت اخیر یار کے زانو پہ سر رہے

جیسے سنا ہے یہہ کہ وہ دشمن کے گہر رہے
کیا کیا گمان ہین مری دل پر گذر رہے

دل پر مری وہ ہاتہہ دمِ نزع گر رہے
سینہ سے دم نکلتے نکلتے ٹہر رہے

پہیلا ہے سرمہ بال ہین سر کے بکہر رہے
کہئے تو ہمسے آپ کہ شب کسکے گہر رہے

کاہیدہ اُن کے عشق مین ہم اسقدر رہے
اپنی نظر مین صورتِ تار نظر رہے

عالم مین مثلِ قبلہ نما عمر بھر رہے
تیری طرف رجوع رہی ہم جدہر رہے

کیا خاک ہم بنائین صبا کو پیامبر
قاصد کیطرح یہہ بہی نہ وان جاکے مر رہے

ہاتہون سے دل کے جا ہی چکی تہی عدم مین ہم
دو چار روز اور جو عشق کمر رہے

دور فلک سے مہرۂ شطرنج کیطرح
ٹہہرے نہ اور گہر مین نہ ہم اپنے گہر رہے

ساقی وہ جامِ ہوشربا دے کہ پہر مجہے
ہستی و نیستی کی نہ مطلق خبر رہے

اچہا ہون یا برا ہون مگر آپ کا ہون مین
یہہ چاہتا ہون مجہپہ کرم کی نظر رہے

خوش ہون کہ یار سرسے سبکدوش کر دیا — یہہ حکم ہی کہ تن پہ نہ عاشق کے سر رہے

گذری ہے عمر شغلۂ آہ آہ مین — کم بخت آہ مین بہی کہان تک اثر رہے

رونق جہان مین رونق بزم سخن رہے
سومن رہا نہ غالب و ذوق و ظفر رہے

نہ چھیڑو عاشق دلگیر کو ہر بار ٹہوکر سے — کہ جی اٹھے نہ یہہ مرتا ہوا بیمار ٹہوکر سے

ہوا ہے ٹکڑی ٹکڑی یہہ دل بیمار ٹہوکر سے — غضب شیشہ کو توڑا تو نے ای دلدار ٹہوکر سے

اٹھائین آفتین لاکھون دم رفتار ٹہوکر سے — کیا ہے فتنہ ہائی خفتہ کو بیدار ٹہوکر سے

لطافت موج سے ہوتی ہی دریا کی روانی — زیادہ کیون نہو حسن خرام یار ٹہوکر سے

مجھے وحشت مین جب صحرانوردی یاد آتی ہے — گرا دیتا ہون زندان کے در و دیوار ٹہوکر سے

دل مردہ پہ اس حجت مین دیکھین کیا گذرتی ہے — ہمین اصرار ٹہوکر پر انہین انکار ٹہوکر سے

ہزارون زندہ ہوجاتے ہین لاکھون جان بپا ہین — مسیحا کی زبان ہی اور تری ای یار ٹہوکر سے

تری لکنت سی دونا لطف ہوتا ہی تکلم مین — بگڑ جاتی ہے ورنہ خوبی رفتار ٹہوکر سے

مین اپنے سر کے قربان ہون کہ انکی پائی بوسی مین — اٹھا سو بار ہاتہون سی گرا سو بار ٹہوکر سے

غضب ہی بدگمانی ہی کہ بعد قتل بہی قاتل — الٹ کر دیکھتا ہی نعش سو سو بار ٹہوکر سے

تری درگاہ مین پاس ادب ہی ورنہ ای ظالم — اڑا دین ایکدم مین ہم در و دیوار ٹہوکر سے

پہ سوجہتی کہ بیٹھی ہوئی گلرنگ ای رونق
کہے دیتے ہین ہم رہنا مگر ہشیار ٹہوکر سے

برائی سیر جو استادہ یار راہ مین ہے — عجیب صنعت پروردگار راہ مین ہے

تری قدم کی کچھ ایسی بہار راہ مین ہے — کہ عالم چمن و لالہ زار راہ مین ہے

یہہ ہوئی ہی طپش غم سے حرارت پیدا
پنبہ گر داغ پہ رکھتا ہون تو جل جاتا ہی

آدمی سا بھی نہین کوئی بلاکش ہرگز
قصہ کوتاہ کہ غم کو بھی نگل جاتا ہے

رہگرا سب طرفِ ملکِ عدم ہین لیکن
آج جاتا ہے جہان سی کوئی کل جاتا ہی

گر سنبھالو تو سنبھلتا نہین کارِ عاشق
ورنہ ہر کام سنبھالے سی سنبھل جاتا ہے

سینکڑون ہر قدمِ ناز پہ مرجاتے ہین
یار چلتا ہے کہ جادو کوئی چل جاتا ہی

اسکے ناوک مین ہی میرے دلِ مضطر کی ترنگ
دم بھی لیتا نہین پہلو سے نکلجاتا ہے

چشم عشاق سمجھتا ہی مگر نرگس کو
آکے گلشن مین جو وہ پانوسی ملجاتا ہے

شورِ محشر ہی شبِ وصل دمِ نزعِ سحر
سنکے آوازِ مرا دم ہی نکلجاتا ہے

شغل بہتر نہین دنیا مین محبت سی کوئی
اور کچھ ہو کہ نہو دل تو بہل جاتا ہے

سخت جانے کا برا ہو کہ مری قاتل کا
تیغچہ پڑکے مری سر سے اوچھل جاتا ہے

دل کے ہاتھو سی مری جان پہ ہی حشر بپا
آج ہی جانی یہہ پہلو سے جو کل جاتا ہے

یہہ زمانہ ہی کہ حربا ہے کوئی اے رونق
ایک ہی دم مین کئی رنگ بدل جاتا ہے

۱۲۸۷

ہرچند اُسکے عشق مین دل کا زیان تو ہے
لیکن ہزار شکر کہ وہ مہربان تو ہے

ہرچند بے نشان ہو مگر کچھ نشان تو ہے
جو لامکان ہے آپ ہی کا کچھ مکان تو ہے

کہلتا نہین کہ ہین جگر و دل کے رنگ کیا
قلیان کیطرح مونہہ سی نکلتا دہوان تو ہے

سنتے ہی تو بھی جسکے کلیجہ کو تہام لے
اے شوخ بے خبر وہ مرا ہی بیان تو ہے

گو سرزمین ہند مین کعبہ نہین نہو
بہرِ سجود خلق ترا آستان تو ہے

ہوتی ہے قطع قیمتِ دل ایک نگاہ پہ
لے لیجئے اگرچہ یہہ سوداگران تو ہے

مجھہ سا نہین جہان مین بیکس کوئی بشر | سر پر نہین ہی کوئی بھی اک آسمان تو ہے
افلاک کو شگفتگی دل نہین پسند | جو گل ہوا شگفتہ اُسی کو خزان تو ہے

رونق ترا سخن دل دشمن کیواسطے
خنجر اگر نہین ہے تو نوک سنان تو ہے

وعدہ کی شب کو سر پہ اجل آکھڑی ہوئی | قسمت نے کیا ہی بات بگاڑی بنی ہوئی
دیکھا جو کچھہ کہ اُنکی نظر ہے پھری ہوئی | کھا لینگے زہر ہے یہی دلمین ٹھنی ہوئی
اس فرط شوق کو نہ ٹھکانا ملے کہین | ہی ہی وہ آئے یہان تو مجھے بیخودی ہوئی
ہر بات مین جو آپ کو مد نظر ہے ضد | یہہ دوستی ہوئی کہ کوئی دشمنی ہوئی
خنجر بکف جو یار کو دیکھا تو ہنس پڑا | بے اختیار دلمین مری گدگدی ہوئی
بیڈھب ہی ہی نگاہ غضب آشنا تری | ہی زہر مین یہہ تیغ سراسر بجھی ہوئی
بیٹھی ہی شاخ گل پہ نہین خوف باغبان | بلبل بھی دام گل مین غضب ہی پھنسی ہوئی
کیا چھوڑتا ہی جسم مین انسان کے سوز عشق | یہہ نیستان نہین آگ ہے گویا لگی ہوئی
اُسنے لگا ہی غیر کو مین دلمین کٹ گیا | تلوار میرے واسطے اُسکی چھری ہوئی
ایک جرعہ جو پئے تو بہک جائی آدمی | وہ مے ہے میری شیشۂ دلمین بھری ہوئی
پاتے ہین اور شکل پہ تیرے نحیف کو | بستر پہ نقش شکل خط منحنی ہوئی
آیا جو وہ چمن مین تو تعظیم کے لئے | نرگس سے اُٹھکے زور عصا سی کھڑی ہوئی
بھڑکا نہ بی سبب اسے ای آہ شعلہ کش | رہنے دی آگ سینہ کے اندر دبی ہوئی
بھائی زخم لطف حلاوت سی بند مین | گویا ہے آب تیغ مین مصری گھلی ہوئی
ہر وقت اسطرح سی جو رکھتی ہی دلکو خون | بی شبہہ یہہ حنا ہی کسی پر پسی ہوئی

رونق جہان مین ہم ہی ہین بیکار ورنہ یہان
نیکی ہوئی کسی سے کسی سے بدی ہوئی

یارمین غفلت شعاری آگئی
موت اب شاید ہماری آگئی

جور سہکر بردباری آگئی
خاک ہوکر خاکساری آگئی

جسطرف دیکھا تمہاری یاد مین
سامنے صورت تمہاری آگئی

کاسۂ سر دیکھکر جمشید کا
سبکو قدرِ تاجداری آگئی

برق کیا بیتابی دل سے اڑی
اسقدر جو بیقراری آگئی

جیب و دامن اسقدر کیون ہین چاک
ہے یقین فصلِ بہاری آگئی

ٹوٹتا ہی تارِ رونیکا نہین
اسمین کتنی استواری آگئی

برق سی آئینۂ دل پر گری
یاد جب صورت تمہاری آگئی

تمنے میرے خون کا دیکھا اثر
تیغ پر کیا آبداری آگئی

برق و باران دیکھکر رونق ہمین
یاد اپنی آہ و زاری آگئی

۳۷۱

بہرا ہی دل غمِ یار حسین سے
مکان آباد ہی اچھے مکین سے

بنا ہے دودِ آہِ آتشین سے
برستی آگ ہی چرخِ برین سے

کوئی بے غم ہو کیا چرخِ برین سے
نہین خالی کبھی اپنی کمین سے

قدومِ پاکِ ختم المرسلین سے
زمین اونچی ہوئی عرشِ برین سے

نگر عاشق کو تہی کیا جان پیاری
لگا یا دل جو اک شوخ حسین سے

تمہارے دور مین عالم ہی کچہہ اور
قیامت ہی نگاہِ شرمگین سے

غضب اسکا تو ہم جانگرا ہے
بنایا سانپ چاک آستین سے

جو ہم سے تفتہ جان بیٹھے سر خاک
صدا ہی الاماں اٹھی زمین سے

جو ایسی ہی خطا پاس وفا ہے
تو مشکین باندھ زلف عنبرین سے

رقیبوں سی ہنسین بولین ملین آپ
مگر ہوں راز کی باتین ہمین سے

اڑا دینگے فلک کی خاک وحشی
فلک کو اب ملا دینگے زمین سے

کہیں کیا ہم اسی یہ ہی کہ وہ ہے
گذر کر ہے وہ نقش آن این سے

کوئی کیونکر نہ مرجائے کہ ان کو
غرض کیا پرسش جان حزین سے

ستم ہی عالم اس نازک ادا کا
نزاکت چھین لی ہی یاسمین سے

تری الفت مین جو پیش آئی ہی خوب
ملامت کم نہیں ہے آفرین سے

دل خون گشتہ کو ہی چشم سی ربط
تعلق چشم کو ہی آستین سے

خجل نالہ سے رعد اور آہ سی برق
شفق دامن سے ہی بادل آستین سے

نہ تیر یار کو دل سے نکالو
کوئی بولو نہ اس عزلت گزین سے

غضب ہے چین پیشانی غضب ہے
حیا ٹپکی ہی پڑتی ہی جبین سے

گئے وہ گھر سے میرے پر نہ نکلی
نہ نکلا کام کچھ جان حزین سے

نہ آئی راستی پر اپنی قسمت
نہ بل نکلا کبھی اسکی جبین سے

سوال وصل لب پر داغ دل ہے
نہیں مٹتا نہیں مٹتا نہیں سے

بھروسا وعدۂ دیدار پر کیا
انہیں کیا بحث پیمان یقین سے

بنا وہ رشتۂ جان بلاکش
جو اترا بل کوئی اسکی جبین سے

زمین پر گر پڑی خورشید رونق

جو وہ دیکھے نگاہ خشمگین سے

کہا ہی کسنے تیری مانگ کو ای مہ جبین ٹیڑہی
کہ مثلِ تار گیسو ہی نگاہ دلنشین ٹیڑہی

خدا نے کی جسے سیدہی وہ ہوتی ہی کہین ٹیڑہی
تری مانگ ای بت کافر نہین ٹیڑہی نہین ٹیڑہی

کجی و راستی پر مسلک ہستی کے جانا کیا
رہِ ملکِ عدم ہی یہہ کہین سیدہی کہین ٹیڑہی

صراطِ عشق مین رکہنا قدم کا ہی بہت مشکل
سمجہہ آسان نہ اسکو راہ ہی یہہ ہمنشین ٹیڑہی

تحمل کب کلام سخت کا اعدا کو ہوتا ہے
سنینگے آپکی باتین ہمین سیدہی ہمین ٹیڑہی

یہہ سر پر بارِ عصیان ہی کہ بشکلِ کشتیٔ خالی
قدم رکہتا ہون مین جسجا تو ہوتی ہی زمین ٹیڑہی

جو بل شمشیر مین پڑتا ہی کم ہوتی ہی برش بہی
نگہہ کیجے نہ مجہہ پر آپ ہوکر خشمگین ٹیڑہی

تری ابرو سے اور قوس قزح سے کچہہ نہین نسبت
اگرچہ وہ بہی ٹیڑہی ہی مگر ایسی نہین ٹیڑہی

یہہ کج بختی ہماری ہے کہ اُنکی کج ادائی ہی
جو ہم سیدہی کہین ہی تو سمجہتے ہین حسین ٹیڑہی

نہ سو نہہ کو دیکہکر رونق کی پیشانی مین بل ڈالو
کہ ای جان جہان معلوم ہوتی ہی جبین ٹیڑہی

کسیکا نقش پا جب رہگذر مین ہمنے پایا ہے
بہت کچہہ جبہہ سائی کرکے آنکہون سے لگایا ہے

غبار اک ذرہ بہی کہٹکا ہی اُڑکر یہان جو آیا ہے
یہہ حیرت ہی کہ آنکہون مین کوئی کیونکر سمایا ہے

یہہ کسکا جلوہ کس صورت سے آنکہون مین سمایا ہے
کہ ہمنے جسکو دیکہا ہی اُسیکا رنگ پایا ہے

نگہہ بن بنکے ایک ایک لخت دل مژگان پہ آیا ہے
کچہہ ایسا دلکش و سحر آفرین جلوہ دکہایا ہے

کسی سے کچہہ بہی ظاہر ہو نظر ہی ایک ہی جانب
اُسی نے کچہہ بگاڑا ہی کہ جسنے کچہہ بنایا ہے

وہین پہلو مین تو بہی دیکہتا ہی ہجر کا عالم
عجب کچہہ رنگ ڈیرا ناامیدی نے جمایا ہے

ملے ہین جستجوئی ہم سے وہ غیر کے دل مین
بہت سچ ہی کہ جو کچہہ جسنے ڈہونڈا ہی وہ پایا ہے

مجھے وعدہ کی شب آزار جان ہی عیش کا سامان
ہوا ہی بستر آتش جو فرش گل بچھایا ہے

زمین و آسمان ہین صورت گہوارہ جنبش مین
نگاہی فتنہ گر تو نے کسیکا دل ہلایا ہے

خوشی سے گل ہنسے جاتے ہین غنچہ مسکراتے ہین
گل تازہ کہلا ہے یہہ چمن مین کون آیا ہے

نہ اُٹھینگے نہ اُٹھینگے زمین سی اشک کیصورت
بہت ہی خوار کر کے اُسنے آنکہون سے گرایا ہے

بہت کچھہ ضبط سے روکے نہین رکتی نہین تھمتے
ستم اُشکون نے توڑا ہی غضب طوفان اُٹھایا ہے

ہمیشہ قصۂ زلف دراز یار کہہ کہکر
بڑھا ہی وصل کی شب روز فرقت کو گھٹایا ہے

بلا ہی جان یہی ہی دل لگی ہم جسکو کہتے ہین
وہی کچھہ جانتا ہے جسنے یہہ صدمہ اُٹھایا ہے

نظر مین تھی جو یکرنگی وہی سی بھاگتی ہین ہم
وہان کیا کام ہی اپنا جہان اپنا پرایا ہے

خدا نا کردہ کیون ہونے لگی قدر وفا تمکو
کہ میرا نام تک بھی صفحۂ دل سے مٹایا ہے

شگفتہ باغ ہستی مین ہی وابستہ دل کیونکر
کہ ٹوٹا ہے وہی جو غنچۂ گل مسکرایا ہے

مزا اُسکا نہ بھولینگے قیامت تک بھولینگے
ہمارے دل پہ زخم لذت آگین جو لگایا ہے

زہی قسمت کہ یارون سی جو پوچھو اُسکے آنیکی
تو کہتے ہین کہ وہ کافر نہ آئیگا نہ آیا ہے

مزا ملتا ہے جان تازہ کا ہر زخم سے مجھکو
مگر آب بقا مین تیغ کو تو نے بجھایا ہے

نہین خود تاب جنبش گرچہ مجھکو ناتوانی سے
مگر نالون سے مین نے آسمان سر پر اُٹھایا ہے

تجھے کیا دیکھتے ہین مجھکو دیکھین دیکھنے والے
کہ ایک اک جلوہ تیرا میری آنکھون مین سمایا ہے

نمود روز و شب خورشید سے رونق نہین لیکن
کبھی کھولا ہے اُسنے اور کبھی مونہہ کو چھپایا ہے

نگاہ غیر مین جب رنگ عشق اپنا جمایا ہے
بجا ہی اشک چشم تر سے ہمنے خون بہایا ہے

مجھے کیا بند فکر ہر دو عالم سے چھوڑایا ہے
اگر سچ پوچھیے تو عشق ہی کیا کام آیا ہے

جہانمین اسلئے قامت ترا بی سایہ آیا ہے
کہ سایہ سے تری مہر فروزان کو بنایا ہے

اسے کہتے ہین جذبِ دل کہ محفل مین سوی دشمن
کسیکا جو اشارا ہے وہ کھنچکر مجھہ تک آیا ہے

فغان کی ہی قیامت زا کہئے نالے فلک فرسا
اسی صورت سے بخت خفتہ کو ہمنے جگایا ہے

تری صورت مین کی ہے صرف صورتگر نے یکتائی
بگاڑے ہین بہت سی نقش جب تجھہ سا بنایا ہے

جفائی عشق سہتا ہون عدو خوش ہین حزین ناصح
رلایا ہی ہر اک کو اور ہزارونکو ہنسایا ہے

دکھائی ہین کچھہ ایسے رنگ دردِ عشق پنہان نے
کہ ہر نالہ مین خون ہوکر کلیجہ مونہہ کو آیا ہے

فروغ مہر کو مانا مگر اُن سے کہان نسبت
کسینے تاب بین بہی روز اور شبکو ملایا ہے

مزاج اتنا ہی نازک ہو دماغ ایسا ہی عالی ہو
کہ بوئی مشک سے مینے بگڑ کر مونہہ بنایا ہے

شب مہ مین دکھائی ہین تماشی آپکے جلوی نے
کہ شبکو دن کیا ہی چاند کو سورج بنایا ہے

تمہارا وصل ہے پیغام ہجر جاودانی کا
ہمیشہ ہی رلایا ہے اگر اکدم ہنسایا ہے

وہی اک کجروی کی چال چلتا ہی زمانہ ہے
فلک کو ہمنے رونق سینکڑون بار آزمایا ہے

نہ لطفِ زندگانی ہے نہ حظِ می پرستی ہے
فراق یار مین اپنی بہی کیا ہستی مین ہستی ہے

نہو گر تندرستی زندگانی ننگ ہستی ہے
اگر ہے تندرستی عیش مین دنیا کی بستی ہے

جدہر تم دیکھتے ہو جوشِ ذوقِ می پرستی ہے
تمہاری چشم کی گردش مین کیا مستی ہی مستی ہے

نہین رہرو کو وقت بند کی آنکھہ اور چل نکلا
فنا کی راہ ہی یکسان بلندی ہی نہ پستی ہے

وہی اک آستانہ پر پڑی ہین جبہہ فرسا ہین
محبت کیا غضب ہی کافری ہی بت پرستی ہے

حباب آسا جہان مین نقش بن بنکر بگڑتے ہین
اسیکا نام ہی ہستی یہی دنیا کی ہستی ہے

متاعِ بے بہا ملتی ہے دیکھو اک اشارہ پر
نچہوڑو بہول کر ہرگز کہ دل سی جنس سستی ہے

اشارہ ہاتھہ کا منع و طلب مین غیر کی ہی ہی
مری لیلکے لئے پوچھو تو اک تیغِ دو دستی ہے

دعائی صبر مانگون تا ستم سی ہاتھہ اُٹھا بیٹھین
کہ وہان ہر رنگ مین منظور اپنی پیشدستی ہے

کسی دیکھین کہان بیٹھین کدہر جائین کہین کس سے
نہ دریا ہی نہ جنگل ہے یہ گلشن ہے نہ بستی ہے

بتائین آپکو کیا ہم جہان کے رہنی والے ہین
عدم کے پاس الم آباد ایک چھوٹی سی بستی ہے

وہ بیکس ہون کہ مونس دردہی اور غم ہی یار اپنا
فلک سے جائی باران بیکسی مجھپر برستی ہے

علامت ہی یہہ ادنی کشتگانِ زلفِ جانان کی
کہ حسرت گور پر کالی گھٹا بنکر برستی ہے

قیامت قد غضب ابرو ستم عارض بلا چتون
شرارت اُس ستم آرا کے چہرہ سی برستی ہے

مجھے ہے موت جینا اور جینا موت سی بدتر
دعا صحت کی میری واسطی تیغِ دو دستی ہے

گریبان پر مری تہا ہی کہ پہنچا جیب ناصح پہ
ستم ہی دستِ وحشت مین غضب کی تیز دستی ہے

لگایا ہاتھہ نہین رونق تو ہنسکر آپ کہتی ہین
بلا کا آدمی ہے تو غضب ہی جوش مستی ہے

۵۹۶

حسن مین ایک ہی بیمثل ہی لاثانی ہے
سر بسر نور ہے وہ قدرتِ یزدانی ہے

شکل آئینہ مہ و مہر کو حیرانی ہے
وہ ترا حسن ہے وہ چہرۂ نورانی ہے

جمع کرون دلِ آشفتہ کو مثلِ سامان
کہ کسی انجمن افروز کی مہمانی ہے

دیکھے ایک شوخ کو دل سرپہ اُٹھا ئی آفت
یہہ بہی سچ پوچھئے تو اپنی ہی نادانی ہے

ہوکے ادنی تری الفت مین ہوئی ہین اعلی
ضعف سے ہمکو صبا تخت سلیمانی ہے

اپنے سایہ کو بہی وحشت مین سمجھتا ہون مین
یہہ کوئی دیو ہے یا غول بیابانی ہے

خنجرِ ناز سے سو زخم لگا کر دل پر
مسکرانا وہ کسیکا نمک افشانی ہے

مو یکہنے کو نہین اسمین کہین اک ذرہ وفا
خاک صحرای محبت کی بہت چھانی ہے

ہم ہین اور چشم ہے اور سرمۂ گرد رہ یار
مدتون خاک بیابانکی یونہین چھانی ہے

مجھکو اُس راہ مین چلنا کہ نہ پہنچون جسمین
خضر راہ مرا غول بیابانی ہے

یون تری وصل کے وعدہ پہ وفا کا ہی یقین
جیسے اک روز سمجھتے ہین کہ موت آنی ہے

آتش عشق کے ملنے سے ہوا پر ہے مزاج
ورنہ انسان یہی خاک یہی پانی ہے

کیا یہہ کہتے ہو کہ ہم تم سے نہ بولینگے کبھی
کیا قیامت انہین باتون مین کبھی آنی ہے

ہین مری چشم و دل آفت ہی کے صید کش ناز
ایک بہرا و گرا نمین ہے تو اک مانی ہے

ابتدا مین ہے بدانجامی الفت پہ نظر
دیکھتا ہون اُسے اب جو مجھے پیش آنی ہے

روز فرقت بھی گذارا شب غم بھی کاٹی
عاشق اور سر بسر اندوہ گرانجانی ہے

ہین یہہ سینہ مین گرہ چند پراگندہ خیال
دل کہ مجموعۂ صدگونہ پریشانی ہے

راہ کو بھول گیا راہگذر مین اُسکی
غیر کے نقش قدم پر مری پیشانی ہے

یارب اُس جلوہ گہ ناز مین کیا ہی آخر
کہ جدہر دیکھیے اک عالم حیرانی ہے

غم سے دل چھوٹ گیا ٹوٹ گیا پاے طلب
اور وہی شوق کی یہان سلسلہ جنبانی ہے

در پہ ہو آئین جو محفل مین نجانے پائین
دل مضطر کی عجب سلسلہ جنبانی ہے

آستان پہ بہت افتادہ ہین ہیری طرح
کسکے مقسوم مین در کی ترے دربانی ہے

دیکھہ لینا یونہین نکلے نہ کبھی بزم سے غیر
دلمین کافر کے بس اک بات سما جانی ہے

نہ ملی ناصیہ فرسا ہی عاشق ہی کبھی
ہی تری چین جبین یا خط پیشانی ہے

بات کرتی ہی نہ تھی دل کبھی دینا ہی تہا
تم سے امید وفا اب مری نادانی ہے

ہین دل تنگ مین کس کس سے رکہون شکوے دعا
ایک دنیا ہی تری شکل پہ دیوانی ہے

مین ترا بندۂ الفت ہون جہان ہو ہیرا
داغ دل پہ نہین اک مہر سلیمانی ہے

نقش دیوار نہین آئینۂ یار نہین
جائی حیرت ہو کہ پہر کیون مجھے حیرانی ہے

ذبح جو اُسنے کیا ہمکو تو ہم یہہ سمجھے
آج ہی عید ہی اور آج ہی قربانی ہے

مل گئے خاک مین ہم اور ابہی تک رونق
وحشتِ دل کی وہی سلسلہ جنبانی ہے

اُن سے ملنا کسی بہانہ سے
ورنہ مطلب شرابخانہ سے

حشر آئیگی روک تہام سہی
نہ اُٹھا ہمکو آستانہ سے

جائین وہان لیکے غیر کے پیغام
ہو تو آئینگے اس بہانہ سے

عشق کی اپنے حسن کی اُنکے
ہے جدا طرز کچھہ زمانہ سے

قسمت آجائے راہ پر تو وہان
چاہیے پہنچین کسی بہانہ سے

نیند آجائیگی سنو تو سہی
حالِ دل کم نہین فسانہ سے

روز فرقت کو ٹالتا ہون مین
اس بہانہ سے اُس بہانہ سے

زمزمہ سن لے گرمی رونق
گر پڑے بلبل آشیانہ سے

چھیڑ کچھہ زلف سے نہ شانہ سے
ہی غرض آفتین اٹھانے سے

مرمٹے ہین طبیعت آنے سے
موت بہتر ہے دل لگانے سے

دل مین راہِ وفا نکلتی ہے
آبرو خاک ہے ملانے کی

ضبط غم سے ٹپک پڑے آنسو
عشق چھپتا نہین چھپانے سے

آنکھہ سے گر گئے ہین حضرتِ اشک
اب اُٹھینگے نہ ہم اُٹھانے سے

آتشِ عشق بھی غضب ہی کوئی
بھڑک اُٹھتی ہی کچھہ بجھانے سے

تیغ قاتل کے کھل گئے جوہر
خون عشاق مین نہانے سے

دل کہان ہی سمجھہ چکے ہین ہم
پا گئے آپ کے چھپانے سے

سوتے ہین بخت خفتہ ہو کر ہم
جاگتے ہین کوئی جگانے سے

داغ جو اپنے دلمین ہین سو ہین
فائدہ کیا ہمین جتانے سے

ظلم کیا کیا سہی مگر رونق
تم نہ باز آئے دل لگانیسے

نامہ بر کوچۂ جانان کیطرف جاتا ہے
نگہ آشو بگہہ جان کیطرف جاتا ہے

نگہ آہی ہی ہمارا اور کوئی لائی ہی خبر
دست وحشت جو گریبان کیطرف جاتا ہے

کم ہوئی لذت زخم دل مجروح مگر
ہاتھہ کیون آج نمکدان کیطرف جاتا ہے

بار منت سے جھکی جاتی ہے اپنی گردن
جب خیال آپکے احسان کیطرف جاتا ہے

ہی کسیکے دل پر داغ مین کچھہ اور بہار
کوئی کب روضۂ رضوان کیطرف جاتا ہے

تیری آزاد گرفتار کو کس سے پوچھین
کون اُس بے سروسامان کیطرف جاتا ہے

ہون وہ بیمار کہ دل سے نہین جانے دیتا
دھیان ہی گر کبھی درمان کی طرف جاتا ہے

نظر آتا نہین کچھہ بی سروسامانی سے
دھیان بہی گر سروسامان کیطرف جاتا ہے

سب بہارین تیری وحشی کی نکلتی سی گئین
کوئی آتا ہی نہ زندان کیطرف جاتا ہے

کچھہ اُدھر سے نہ طلب ہے نہ ادھر کچھہ ہی شورش
دل یونہین زلف پریشان کیطرف جاتا ہے

آسمان بس ہین کسی سلسلۂ پا کی صدا
کوئی وحشت زدہ زندان کیطرف جاتا ہے

چشم گریان کو بھی ہی سمجھہ سی کچھہ آمیزش سخت
اشک غم نہین مری دامان کیطرف جاتا ہے

زخم دل کے مری سوز نگ سے کھلجاتے ہین
دھیان جو اُس گل خندان کیطرف جاتا ہے

یاد آتا ہے تری کوچے سے آنا اپنا
کوئی آزاد جو زندان کیطرف جاتا ہے

ہی تماشا کہ پھر آتا نہین کوئی وہان سے
اک جہان شہر خموشان کیطرف جاتا ہے

ہے یہی فکر کہ کیا فکر ہی درپیش مجھے
خود بخود سر جو گریبان کیطرف جاتا ہے

بعد مردن بھی رہی گل کی ہوا مین بلبل
پر جو اڑتا ہی گلستان کیطرف جاتا ہے

رحمت حق کے سہارے ہین بہت کچھہ رونق
دھیان کب کثرت عصیان کیطرف جاتا ہے

نامہ بر مضطرب الحال و شتاب آتا ہے
دل دھڑکتا ہی کہ کیا لیکے جواب آتا ہے

ہجر مین اٹھکے ہوا پر جو سحاب آتا ہے
مین سمجھتا ہون کہ یہہ مجھپہ عتاب آتا ہے

خانۂ چشم سی اک جست ہی نظارہ کی
اڑ گیا جب تو کہین رنگ شہاب آتا ہے

ایک ہی رنگ پہ ہی آمد و شد عالم کی
کوئی آتا ہی تو یہان پا بر کاب آتا ہے

کچھہ فزون ہین تری جلوی مری نظارہ سے
بے خبر ہون مگر اتنا تو حساب آتا ہے

یاد آتی ہے وہ کیفیت چشم ساقی
سامنے جب کوئی یہان جام شراب آتا ہے

بیکسی اپنی شب ہجر کی اللہ اللہ
نہ تو آتی ہے اجل اور نہ خواب آتا ہے

مین جو کہتا ہون کہ ہی ظلم کی پرسش اک دن
آپ کہتے ہین کہ ہمکو بھی جواب آتا ہے

نظر آتا نہین کچھہ خاک بد و نیک اپنا
آفت آتی ہی بشر پر کہ شباب آتا ہے

جانتا ہون کہ یہہ صورت ہی مری ہستی کی
جبکہ دریا مین نظر کوئی حباب آتا ہے

کاش آجائے مری موت سی پہلے مجھہ تک
قاصد آنیکو تو یون گرم شتاب آتا ہے

درج ہوتے ہین بہت رنج نہانی شکوے
نامہ آتا ہے تو با قہر و عتاب آتا ہے

دلمین یہہ بحر حقیقت کی بھری ہین موجین
کہ نظر ہمکو جہان شکل سراب آتا ہے

آنکھہ پیری مین کہلی ست جوانیمین رہے
جاگتے دنکو ہین اور رات کو خواب آتا ہی

جانتا ہون شب فرقت مین آسے شعلہ آہ
زیر گردون جو نظر تیر شہاب آتا ہے

تکہہ کے دون حال دل اپنا اُسی اور کچہہ کہون
برملا مجہکو بہی کہنے سی حجاب آتا ہے

ایک ہی ہاتہہ مین ہوتا ہے مرا کام تمام
تیغ زن مفت تری ہاتہہ ثواب آتا ہے

دیدۂ اشک فشان نے یہہ ہوا باندہی ہے
کہ نظر چار طرف عالم آب آتا ہے

مجہکو اچہا ہے اگر غیر برا کہتے ہین
مفت بے سعی مری ہاتہہ ثواب آتا ہے

میری آنکھون مین جو پہرتا ہی تصور اُنکا
خوف سی اُسکے کہان چشم مین خواب آتا ہے

دور سی دیکہہ کے رونق مجہے وہ کہتی ہین
جس سے نفرت ہے وہی خانہ خراب آتا ہے

نشتر وحشت مین کیا درکار ہی میری لئے
مثل نشتر دشت مین ہر خار ہی میری لئے

ہر نگہہ خنجر ہی یا تلوار ہے میرے لئے
کیا پے قتل آپ کو درکار ہی میری لئے

برق جانسوز آپ کی رفتار ہی میری لئے
جسقدر ہے گرمی بازار ہے میری لئے

سہل تر اغیار پر دشوار ہی میری لئے
آب حیوان یار کی گفتار ہی میری لئے

غیر سے شکوہ ہے اور سو بار ہی میری لئے
دل دکہاتا ہے مرا تکرار ہی میرے لئے

وہ تری شیرین کلامی وہ ترش روئی تری
وہ مربا ہے تو وہ اچار ہی میرے لئے

روز و شب غیرون سے ہین شکوہ شکایت کے مزے
عذر تنگئ دہن ہر بار ہے میری لئے

یہہ طریقہ عام اگر ہوتا تو کچہہ شکوہ نہ تہا
پہر تو یہہ ہی کہ خاص انکار ہے میری لئے

ہو مری عزلت کدہ مین بار کیون اغیار کو
ایک ہی ہی غیر تو بازار ہی میری لئے

پاؤن ہی کیا آنکہو نمین گل نشتر شکن ہر وقت ہے
گلستان اک وادئ پر خار ہی میری لئے

آسنے محفل سی نکالا ہی بصد خواری مجھے
ایک ہنگامہ سر بازار ہی میری لئے

انتہا کی ناتوانی ہے بلا کا ضعف ہے
سایۂ دیوار بہی دیوار ہی میری لئے

کم نہین ہی شعلۂ آتش سی مجھکو چاندنی
نور بہی فرقت مین مثل نار ہی میری لئے

دلمین جب تک بہہ رہا ہی رنگ مضمون دوئی
رشتۂ تسبیح بہی زنار ہی میری لئے

قد قیامت زا ہی اُسکا رخ بہشت دلکشا
نار دوزخ گرمی رفتار ہی میری لئے

مین مریض عشق ہون فکر دوا ہی فایدہ
چارہ گر کوشش تری بیکار ہی میری لئے

خوابمین پاتا ہون کیا کیا دولت دیدار یار
خواب میرا طالع بیدار ہی میری لئے

اپنی ملنے سی ڈراتے ہین مجھی کہتے ہین وہ
کوئی مرتا ہی کوئی بیمار ہی میری لئے

مین کچھہ اپنی سخت جانی سی ابہی تک زندہ ہون
ورنہ مدت سی قضا تیار ہی میری لئے

نشۂ پندار سے سرمست ہون مین راتدن
بزم دنیا خانۂ خمار ہی میری لئے

ہی فلک گردشمین خود تا مجھکو گردشمین رکھے
کیا بنا یہہ گنبد دوار ہی میری لئے

رنج دنیا کے مری قسمت مین ہین لکھی ہوئے
اور چرخ اس چرخ کو درکار ہی میری لئے

سوز الفت سے مری چمکا ترا حسن و جمال
نور ہی تیری لئی اور نار ہی میری لئے

۳۰۱

کشتۂ تیغ ادا ہون رونق مشتاق ہون
دارہ ہی جان شربت دیدار ہی میری لئے

نیچی آنکھون سی قیامت کے شرارے ہو گئے
تم ہماری ہو نہ ہو ہم تو تمہاری ہو گئے

غیر سے محفل مین جو اُنکے اشارے ہو گئے
پانی پانی ہم وہین غیرت کے مارے ہو گئے

جب فلک رس آہ سوزانکی شرارے ہو گئے
دیکھکر شرما گئے نیچی ستارے ہو گئے

روبرو میری جو اعدا سی اشارے ہو گئی
حوصلے جو دلمین تہی وہ پست سارے ہو گئے

اک نگاہِ لطف آگین نے غضب جادو کیا
دل تمہارا کیا ہوا ہم خود تمہارے ہو گئے

تجکو دل دینا کہ دنیا کی خرابی آ گئی
سبکی آنکھوں مین سبک عاشق تمہارے ہو گئے

گرمیِ سوزِ درون کا حال اپنے کیا کہون
اشک آنکھوں سے نکلتے ہی شرارے ہو گئے

اُسکی فرقت مین سہارا تھا ہمین اک آہ کا
سانس کی طاقت نہین اب بے سہارے ہو گئے

سینۂ [illegible] لگائی اد ریہان
لاکھہ وزنِ رشک سے دلمین ہمارے ہو گئے

قتل کرنے بھی نہ کہا اپنے کوچہ مین ہمین
سینکڑون بار آکے ہم در پر تمہارے ہو گئے

ہے کوئی مرتا کوئی جیتا نگاہِ ناز سے
زندگی اور موت آنکھوں کے اشارے ہو گئے

تم ہی لیلی تم ہی شیرین تھے اور اب کچھہ اور ہو
قیس اور فرہاد بھی عاشق تمہارے ہو گئے

لذتین دونو جہانکی اب مبارک ہون تجھے
اے خراشِ زخمِ دل ناخن ہمارے ہو گئے

اقربا مین سے نہ کوئی کام آیا بعد مرگ
قبر مین رکھتے ہی رونق سب کنارے ہو گئے

کور ہے وہ چشم تو جسکی نظر سے دور ہے
خاک ہے وہ گوش جو تیری خبر سے دور ہے

چرخ پر ہے شمس بھی اور پھر قمر سے دور ہے
یونہین داغِ دل مرا داغِ جگر سے دور ہے

لختِ دل جب گر پڑا پھر چشمِ تر سے دور ہے
ہان وہی ہے دور دل سے جو نظر سے دور ہے

لاکھہ یون کہنے کو ظاہر مین نظر سے دور ہے
پاس ہے وہ پاس کب دل اور جگر سے دور ہے

دولتِ اندوہ و غم خوف و خطر سے دور ہے
یہہ وہ سودا ہے کہ نقصان و ضرر سے دور ہے

کیا زبانِ غیر سے سنتے ہو میرا حالِ زار
درد دل سے دور ہے دردِ جگر سے دور ہے

یون نہین کوئی بتا تا راہ کوئی یار کی
جا ادھر سے پاس ہے پھر آ ادھر سے دور ہے

فتنۂ تازہ نہ محشر مین کوئی برپا کرے
خوف ہی رہتا ہے کیا اُس فتنہ گر سے دور ہے

مین مریض دردِ عشقِ احمدِ مختار ہون
حضرتِ عیسیٰ نہ آئین میری درمان کیلیئے

قتل ہی سے بار منت رکھہ سرِ عشاق پر
آدمی پیدا ہوا ہی لطف و احسان کیلیئے

وصل کیونکر ہو کہ ضد ہی مجھکو بھی اور انکو بھی
وہ کہین ناکو لئے اور مین کہون یہان کیلیئے

سو جگہہ سی چاک گر دل ہو گیا اچھا ہوا
بنگیا شانہ تری زلفِ پریشان کیلیئے

وحشت پیدا ہی پہ ہم مرتے تھی جب زندان مین تھے
اب جو ہین صحرا مین تو روتی ہین زندان کیلیئے

دل برائی چشمِ فتان اور پئی ابرو جگر
آبلہ دل مین ہین نشترہائی مژگان کے لئے

داغِ دل اپنا تر و تازہ قیامت تک رہے
ارمغان لیجائینگے جنت مین رضوان کیلیئے

ناتوانی سے صبا کی دوش پر پہرتا ہون مین
ہی وہی میری لئے جو تہا سلیمان کیلیئے

شرم تیری ہاتھہ ہی اسدم مری ای دردِ دل
چارہ گر کو لائی ہین احباب درمان کیلیئے

چھوڑ دیا اک آستان پر یہان ملتا تہا جو نیاز
رکھہ بھی چھوڑی تہی بضاعت ہمنے کچھہ وہان کیلیئے

خامشی مین تنگ آزادی سخن مین ہی گرفت
زمزمہ ہی دامِ مرغانِ خوش الحان کیلیئے

ٹکڑی ٹکڑی جیب ہی دامن ہی رونق تار تار
خوب ہی آرایش ہین جیب و دامان کیلیئے

درد و غم سوز و الم رنج و محن دیکھین گے
جو دکھائی ہمین یہہ چرخِ کہن دیکھین گے

دل کو ڈھونڈینگے بصد حیلہ و فن دیکھینگے
ہم بھی اُس زلفِ مسلسل کی شکن دیکھینگے

سنبلین طرہ و گلچہر و سمن بر تجھہ سا
نہ تو دیکھا ہی نہ ای رشکِ چمن دیکھینگے

انکو اک چال پہ لے آئینگے کچھہ کچھہ کہکر
ایکدن کبکِ دری کے بھی چلن دیکھینگے

مجمع حشر مین ہون لاکھہ حسین جمع مگر
مونہہ ترا وہان بھی سبا ہی غنچہ دہن دیکھینگے

یہہ بھی وحشت ہی لحد مین تو نکیرین آکر
جسم پر میری نہ اک تارِ کفن دیکھین گے

لوگ کہتے ہین کہ مقتول سے خوش ہین وہ
یہہ تو ہاتہہ اپنے ہی مقتول بہی بن دیکہین گے

لطف پاتے ہین یہہ غربت مین کہ اب عہد کیا
خواب مین بہی نہ کبہی روئے وطن دیکہین گے

شام غربت مین بہی ہے ورد زبان حسرت سے
یا خدا ہم بہی کبہی صبح وطن دیکہین گے

آگیا سیر چمن کو جو کوئی خوش قامت
سرکشی پہر تری ای سرو چمن دیکہین گے

کوچۂ یار مین جانے کو تو یون مرتے ہین
جا بہی پہنچے تو بہت رنج و محن دیکہینگے

یاد آجائیگی جب یہہ شب مہتاب کی سیر
قبر مین ہم جو سفیدی کفن دیکہین گے

حشر کے روز ہو اسکو جو دیدار نصیب
چشم بنکر تری عاشق ہمہ تن دیکہین گے

یاد آئیگی کسی زلف مسلسل کی گرہ
خاک ہم نافۂ آہوئے ختن دیکہین گے

بند ہو جائین اب آنکہین تو بہت اچہا ہے
دیکہکر تجہکو کسی رشک چمن دیکہینگے

گل سے بہری جاوید کی بو آتی ہے
کیا وفادار کوئی غنچہ دہن دیکہین گے

دل پرداغ کو رونق نہ چمن مین لیجا
آہ ہی لپیٹنگے جو مرغان چمن دیکہین گے

گرم آنسو ہین مری دل کے جلانیوالے
اور اس گہر کو جلاتے ہین بجہانے والے

نعش میری جو اٹہائی تو ادا نے یہ کہا
کشتہ میرا ہی یہہ تم کون اٹہانیوالے

جانتا ہون تمہین دل جان سمجہتا ہون تمہین
یون لگائین جو لگاتے ہین لگانیوالے

حضرت عشق کو ہان یونہین نجانیکوئی
ہین یہہ قسمت کے لکہے کو بہی مٹانیوالے

تم جو دیکہو گے ہمین ہم بہی تمہین دیکہینگے
اور ہونگے وہ کوئی آنکہہ چرانیوالے

فصل گل آگئی آتی ہین ترنگین مجہکو
ہوش اور عقل کوئی دمین مین ہین جانیوالے

قتل کرتا ہے وہ اتنے کہ بہنگام تلاش
نہین ملتے کوئی دنیا مین اٹہانے والے

کوچۂ یار کو وہ چھوڑ کے جائینگے کہان / عاشق اُنکے نہین جنت مین بھی جانیوالے

موت کیوقت نہونگے غم و اندوہ شریک / صاف اُڑ جائینگے اُسوقت یہہ کہانیوالے

مثلِ دیوار جہان بیٹھہ گئے بیٹھہ گئے / جب اُٹھینگے کہ اُٹھائینگے اُٹھانیوالے

دمِ آخر جو بلایا تو دیا اُسنے جواب / ہم دمو مین کبھی اُسکے نہین آنیوالے

لطف دنیا مین اُٹھاتے ہین جہانکی کیا کیا / عیش کرتے ہین تری پاؤن دبانیوالے

عمر کے روز یونہین روز چلیجاتے ہین / سوچ ظالم کہ یہہ دن پھر نہین آنیوالے

دل کسی شکل سے بچتا نہین اُن غمزون سے / اک نشانہ یہہ ہین سو تیر لگانیوالے

درد و غم ہجر مین کہتے ہین تسلّی کو مری / چھوڑ کر تمکو کبھی ہم نہین جانیوالے

دل بھی داغون کی بدولت یہہ ملا ہی ہمکو / کہ ہوئے خلق مین مشہور خزانیوالے

۴۰۷

سطحِ دہر مین وہ ہین مرتے ہون رونق / کہ مری رونے پہ روتے ہین جلانیوالے

بجائی اشک مری آنکھہ سے لہو نکلے / کسیطرح دلِ پرخون کی آرزو نکلے

چمن مین ہو کے جو ای رشکِ ماہ تو نکلے / تو آہ سینۂ گل سے برنگ بو نکلے

گذر کے دل سے جو ای تیر یار تو نکلے / جگر کو چین ہوا اور دل کی آرزو نکلے

گواہ بنگئے عصیان کے اپنی سب اعضا / رفیق جنکو سمجھتے تھی وہ عدو نکلے

جو قتل کر کے نکالا ہمین تو خوش خوش ہین / کہ اُسکی بزم سے ہم ہو کے سرخرو نکلے

ہدف کرین مری دل کو لگائین تیر پہ تیر / وہان تو مشق ہو یہان دل کی آرزو نکلے

ہوئی یہہ محو کہ خود آپ کو بھی بھول گئے / جو ہم کسیکے لئے گرم جستجو نکلے

کسی پہ خنجرِ جلاّد تیز ہے ہردم / مری دعا ہے کہ میرا ہی وہ گلو نکلے

گمان غیر پہ ناحق گئے عداوت کے
بغل مین حضرتِ دل ہی مری عدو نکلے

یہہ روئی ہین کہ نہین نام کو بہی قطرۂ اشک
ہماری آنکہہ سے نکلے تو اب لہو نکلے

شب فراق ہین نکلا قمر تو کیا نکلا
مزا تو جب ہے کہ جب اُنکے روبرو نکلے

یہہ روز ہجر اور ای چشم تر یہہ ابر بہار
وہ فن دکہا کہ تری شکل آبرو نکلے

ہزار بار گئے بیکدہ کو ہم رونق
ادب سے پر نہ کبہی گہرسے بیوضو نکلے

دیکہلے اور سنے سر پہ جو کچہہ آن بنے
دیدہ کو چشم بنی سننے کو ہین کان بنے

دل مین جتنے تہے سخن سب مرے ارمان بنے
اُنکو گر نظم کرون آج تو دیوان بنے

اُنکو سمجہائین کوئی بات تو وہ کہتے ہین
آپ بہی اب تو مریجان کو لقمان بنے

شادیٔ وصل و غم ہجر کی پوچہی تعریف
ہم بہی عیار ہین کیا جانکے انجان بنے

رنج و غم سوز و الم درد و فغان آہ و بکا
ہین پئی عاشقِ دلخستہ یہہ سامان بنے

دیدۂ تر سے نکالے ہین ابہی دو قطرے
خوف آتا ہی کہ اسکا ہی نہ طوفان بنے

کعبہ و دیر مین اک شوخ نے رہنے نہ دیا
نہ تو ہندو ہی بنے ہم نہ مسلمان بنے

روز و شب دوش صبا پہ ہی ہمارا تنِ زار
دولتِ ضعف سی پہرتے ہین سلیمان بنے

نہ گئی خوئی رمیدہ نہ ملے وہ ہم سے
بہنے جاتا تو بہت پر نہ وہ انسان بنے

تم کہین جاؤ نہ کاشانۂ دل سے میری
اسمین رہنے کے سبب سے تو مریجان بنے

قتل سے ہاتہہ نہ تو روک کہ اسمین قاتل
کارِ عشاق بنے اور تری شان بنے

بنکے انسان ہوا جسسے نہ کارِ انسان
شرم آتی ہے کہ ہم کسلئے انسان بنے

عشق کمبخت کی بہی کچہہ رہ و رسم الٹی ہے
جو گلے انسے ہمین تہے وہی احسان بنے

دیکھکر اُسکو یہہ بگڑا ہے ہمارا ایمان
کہ خدا ہی سے توقع ہی جو ایمان بنے

مجھکو کعبہ مین جو دیکھا تو کہا اک اک نے
خیر ہے حضرتِ رونق ہی مسلمان بنے

صبر کر جور پہ گر عاشقِ صادق تو ہے
کہ کہے کو ہی ستمگار کہ عاشق تو ہے

جو کہے غیر کو ہان عاشقِ صادق تو ہے
کیا کہے مجھکو وہ شوخی سے کہ عاشق تو ہے

کس لگاوٹ سے وہ کہتا ہی کہ جا ئین جو کہین
نہ ہمین روکیو زنہار جو عاشق تو ہے

شمع و گل سے بہ وخور سے جو ملایا تجھکو
ہر طرح حسنین چار دن ہی پہ فائق تو ہے

دستِ رنگین پہ گمان ہے غلط ای وزدِ حنا
دل چرایا ہی مرا تو نے کہ سارق تو ہے

تھا جہان ہم سے مخالف جو مخالف تو تھا
ہی جہان ہم سے موافق جو موافق تو ہی

آتشِ عشق کی گرمی نہین تو ای دلِ زار
کیا ہوا تجھکو کہ بیمارِ تپ دق تو ہے

ای فلک دل مین وہ بل اور لطاہر جھکنا
خوب سمجھے ہین تجھے ہم کہ منافق تو ہے

زندہ اب کوئی رہے خاک کہ ای جانِ جہان
نہ تو ہے بخت موافق نہ موافق تو ہے

چرخ بد بین ہے عدو اور شبِ غم مونس جان
فرقتِ یار ہی مین زار ہون خالق تو ہی

تجھپہ مرتے ہین سب اور قیس کو تھا اُس سے لگاؤ
کون کہتا ہی کہ لیلےٰ کہ مطابق تو ہے

سخنِ عشق ترا سچ ہے تری بات صحیح
مانتا ہون تجھے رونق کہ محقق تو ہی

۲۱۰

کسیسے مل کے دل کیا ہو گیا ہے
کہ دنیا کا تماشا ہو گیا ہے

شکایت ظلم کی سنکر وہ بولے
کہ ای نادان تجھے کیا ہو گیا ہی

غضب کی اشک مین طغیانیان ہین
کہ اک قطرہ سے دریا ہو گیا ہے

بھرین کیا خاک ہستم خم جگر مین ‌ ‌ ‌ نمک بھی ابتو مہنگا ہو گیا ہے

قیامت ہے وہی پھر شورش دل ‌ ‌ ‌ نہین اچھا جو اچھا ہو گیا ہے

کہا اُس ماہ نے صبح شب وصل ‌ ‌ ‌ کہ رخصت ہو اُجالا ہو گیا ہے

طلب ہے دل کے بدلے اک نظر کی ‌ ‌ ‌ مگر کچھ مجھکو سودا ہو گیا ہے

نہین دیکھا مگر آئینہ تم نے ‌ ‌ ‌ جو یکتا ہی کا دعوے ہو گیا ہے

کس و ناکس ہین سرگرم تماشا ‌ ‌ ‌ ترا کشتہ تماشا ہو گیا ہے

نہ پوچھو حال بیمار محبت ‌ ‌ ‌ کہ وہ ہی دن مین سودا ہو گیا ہے

دل رونق جوان ہے ای ستمگر ‌ ‌ ‌ بظاہر گرچہ بوڑھا ہو گیا ہے

۱۱۴

قاتل ہی برا ہے نہ وہ شمشیر بری ہے ‌ ‌ ‌ سب اچھے ہین لیکن مری تقدیر بری ہے

باز آ کہ مری آہ کی تاثیر بری ہے ‌ ‌ ‌ ہر روز کی چھیڑ ای فلک پیر بری ہے

کہتا ہون جو مین خواب ہم آغوش کسی سے ‌ ‌ ‌ کہتا ہے کہ اس خواب کی تعبیر بری ہے

کہتے ہین مری حال پریشان کو وہ سنکر ‌ ‌ ‌ الجھاؤ ہین تقریر مین تقریر بری ہے

انسانکی رہائی نہین ہوتی نہین ہوتی ‌ ‌ ‌ اس قید علائق کی بھی زنجیر بری ہے

گردن پہ مری ہاتھ لگا مین نہ ہو دیر ‌ ‌ ‌ ای تیغ زن اس کام مین تاخیر بری ہے

ہر چند کہ عاشق کے مقدر ہی کے بل ہین ‌ ‌ ‌ لیکن تری زلفون کی بھی تسخیر بری ہے

ہی خوب جو مر کر بھی ملے خاک در یار ‌ ‌ ‌ گر سنت بھی ہاتھ آئے تو اکسیر بری ہے

جانبر نہوا وہ جو کبھی پیچ مین آیا ‌ ‌ ‌ آویزش گیسو ہی گرہ گیر بری ہے

اک بار مین ہو سر تن سے جدا کیون نہین ہوتا ‌ ‌ ‌ وہ ہاتھ تو اچھے ہین جو شمشیر بری ہے

بیو جھہ بہی تم مجھہ سے الجھتے ہو بگڑ کر　　یہان کسنے کہا زلف گرہ گیر بری ہے

وان جاکے جو آتے ہین تو کہتے ہین مری دوست
کیا کیجئے رونق تری تقدیر بری ہے

نہ بتون کے نہ اب خدا کے رہے　　ہم کہین کے نہ دل لگا کے رہے

فتنے کیا کیا نہ وہ اٹھا کے رہے　　ہم بہی کوچے مین انکے جا کے رہے

بزم مین اشک خون بہا کے رہے　　آبرو خاک مین ملا کے رہے

بحر اشک آنکھہ سے بہا کے رہے　　گہر کو ویرانہ ہم بنا کے رہے

شرم عصیان سے وقف ندان ہین　　ہاتہہ قابل نہ اب دعا کے رہے

کرگئی وہ نگاہ اپنا کام　　ہم بہرو سے پہ اتقا کے رہے

سر کے اڑنے پہ بہی نہ آئے باز　　پاؤن کو ہاتہہ ہم لگا کے رہے

آتش رشک و سوز فرقت سے　　الغرض وہ ہمین جلا کے رہے

نام میرا جہان لکھا پایا　　ضد تو دیکھو کہ وہ مٹا کے رہے

چین دنیا مین ہے نہ مرقد مین　　اب کہان ہائی کوئی جا کے رہے

ہر کنایہ سے ہر بہانہ سے　　غیر کو پاس وہ بلا کے رہے

اسنے ہرچند عذر خواب کیا　　حال دل ہم مگر سنا کے رہے

لے اڑا ان کو شوق غیر کے گہر　　ہم تجسس مین نقش پا کے رہے

کیا بیان کیجئے صعوبت ہجر　　مدتون مونہہ مین ہم قضا کے رہے

سوگ مین بہی مری نہ باز آئے　　دست و پا مین حنا لگا کے رہے

اپنی ہستی ہی اسطرح رونق

جیسے کوئی سرا مین آکے رہے

اگر کبھی مرے خط کا جواب آتا ہے
پیام وصل کے بدلے عتاب آتا ہے

نہ صبر دل کو نہ آنکھون کو خواب آتا ہی
نہ موت آتی نہ خط کا جواب آتا ہے

سبیل بادۂ گلرنگ کی لگا دی آج
کہ زور و شور سے ساقی سحاب آتا ہے

کبھی ذلیل کبھی بے حیا کبھی ناکس
ہر ایک خط مین نیا اک خطاب آتا ہی

ابھی سے آپ تو نام خدا قیامت ہین
ابھی تو جوش مین عہدِ شباب آتا ہے

اگرچہ دلمین ہون خورسند آپکے آنیسے
مگر یہہ غم ہے کہ وہ بے نقاب آتا ہے

یہان سے حالِ دلِ زار لکھہ تو بھیجا ہے
وہان سے دیکھیے کیا کچھہ جواب آتا ہے

تم اور رقیب کی محفلمین کچھہ یہہ کہل کھیلے
کہ جسکے ذکر سے مجھکو حجاب آتا ہے

لکھا ہی خط اُسے ایجان بیقرار و حزین
ذرا ٹھہر کہ وہان سے جواب آتا ہے

بسا ہے جلوۂ دیدار اپنی آنکھون مین
یہان نگاہ مین کب آفتاب آتا ہے

کبھی تو دورِ جدائی تمام ہوتا ہے
فلک بھی کام پے انقلاب آتا ہے

شب فراق مین کیا کیا ہی تسلیِ دل
ترا خیال دمِ اضطراب آتا ہے

جلین گے یون بھی نہ ہم ذبح کر ہمین قاتل
کہ مفت ہاتھہ یہہ کار ثواب آتا ہے

جو دلمین بحر حقیقت ہی موج زن رونق
جہان نظر مین بسان سراب آتا ہے

تمہاری خاکِ پا گر دیکھہ پاتے اپنی آنکھون سے
تبرک کیطرح اُسکو لگاتے اپنی آنکھون سے

اشارہ ہی جو تم ہمکو بلاتے اپنی آنکھون سے
تو بدلے پاؤن کے ہم چل کے آتے اپنی آنکھون سے

تمہین گر غیر کے گھر دیکھہ پاتے اپنی آنکھون سے
تو کیا کیا رو کے ہم طوفان اُٹھاتے اپنی آنکھون سے

نہ آتے تم تو ہم دریا بہاتے اپنی آنکھون سے
ندیکھا تھا کسینے جو دکھاتے اپنی آنکھون سے

سراغ اعدا لگاتے خاک تم اک شب جو یہان آتے
تمہاری نقش پا کو ہم مٹاتے اپنی آنکھون سے

گلستان جہان مین کاش ہم ہوتے گل نازبی
جو گرتے ہاتھ سے تو وہ اٹھاتے اپنی آنکھون سے

زمین پہٹ جائی اسدن اور مین اسمین سما جاؤن
جو دیکھون غیر کے گھر تمکو جاتے اپنی آنکھون سے

رقیبون سے جو تم چھپ کر ہماری پاس آجاتے
تو آنکھون مین چھپاتے اور چھپاتے اپنی آنکھون سے

نہ ٹھیرا پر نہ ٹھیرا ہائے تیر یار سینے مین
اگر رہتا تو ہم اسکو لگاتے اپنی آنکھون سے

ہمیشہ برچھیان کہائین ہین ان ترچھی نگاہون کی
ہمین ہین آپ کیا ہر دم ڈراتے اپنی آنکھون سے

خدانے خیر کی رونق نہ روئی تم جو فرقت مین
کسیکا کیا بگڑتا تم جو جاتے اپنی آنکھون سے

اچھا ہے درد گر دل بیتاب مین رہے
اسباب کچھ تو عالم اسباب مین رہے

کیا خاک آرزو دل بیتاب مین رہے
کسطرح کوئی معدن سیماب مین رہے

جاگا کئے کہ غیر کے گھر خواب مین رہے
فرمائی کہان شب مہتاب مین رہے

تم تو بغلمین غیر کی شب خواب مین رہے
یہان ہم تسلئی دل بیتاب مین رہے

جوش سرشک نے نہ ابھرنے دیا ہمین
ماہی کیطرح غرق سدا آب مین رہے

بحر الم سے یار سلامت اتر گئے
ہم مثل کاہ حلقۂ گرداب مین رہے

ہم کیا رہے جہان مین ہو کر شکل غم
ہو کر غبار خاطر احباب مین رہے

نور قمر بنا شب غم مین شعاع مہر
ہم دھوپ مین پڑے جو شب مہتاب مین رہے

جنکے سبب سے ہم پہ حسینونکو ناز تھا
وہ ولولے کہان دل بیتاب مین رہے

اس رخ سی دریان جو حجاب نقاب ہو
پھر روشنی نہ مہر جہانتاب مین رہے

یارب جمال یار کو ہرگز نہو زوال
جب تک کہ نور مہر جہانتاب مین رہے

حیرت نے لطف وصل بگاڑا شب وصال
محو جمال ہم رہے وہ خواب مین رہے

وہ ہی غریق رحمت پروردگار ہے
جو صبح و شام غرق مئے ناب مین رہے

ہی چشم تر مین جلوۂ رخسار آتشین
حیرت کی جا ہے آگ اگر آب مین رہے

رونق وصال یار مبارک تمہین مگر
باقی کوئی دقیقہ نہ آداب مین رہے

اگر فرصت ملے مجھکو فغان سے
تو بدلا لیجئے چھوڑون آسمان سے

یہہ کاوش اور مجھہ سی خستہ جان سے
کسیکی ساز شین ہین آسمان سے

نہین امید ہمکو آسمان سے
کہ ٹھہری وصل کی اُس بدگمان سے

زبان شکوہ کہولینگے کسیدن
اگر فرصت ملی آہ و فغان سے

صباح حشر ہی شام شب ہجر
اُترتی ہین بلائین آسمان سے

نہین خوف حوادث کچھہ شب وصل
کہ ہم مرجائینگے پہلے اذان سے

بہت کچھہ کہہ چکے خاموش رہئے
نکل جائے نہ کچھہ میری زبان سے

میسر ہو جو موت اُن کے قدم پر
نہ بدلون مین حیات جاودان سے

نشان مٹنے سے پہلے ہی نشان ہم
اگرچہ ہے مدعا نام و نشان سے

غضب ہی آج کچھہ اترا رہی ہے
نسیم صبح آتی ہے کہان سے

خدا غارت کرے تجھکو شب ہجر
جگایا کیون ہمین خواب گران سے

نہ دل بر مین نہ پہلو مین جگر ہی
صدا نالون کی آتی ہی کہان سے

جہان مین دفن تیری کشتۂ ناز
زمین ہمسر ہوی وہان کے آسمان سے

تغافل کا یہہ ایما ہے کہ یعنی
اُٹھالون ہاتھہ جانِ ناتوان سے

وہ منظور نظر ٹھیرا ہے اپنی
پری ہے جو حدِ وہم و گمان سے

ذرا سی زندگی یہہ کچھہ بلا ہے
بنے کیا دم پہ عمرِ جاودان سے

یہہ شوقِ جبہہ سائی بھی غضب ہے
کہ سر اُٹھتا نہین اُس آستان سے

فلک کیا اور اُسکی گردشین کیا
بہت دیکھے ہین بوڑہی آسمان سے

غضب طغیانیان ہین آنسوؤنکی
روان دریا ہی چشمِ خونفشان سے

خبر لیجے کہ ایک عالم ہے بیخود
شمیم گیسوئے عنبر فشان سے

اگر کچھہ ہے تو ہی قسمت کا شکوہ
گلہ اُنسے نہ رنجش آسمان سے

غضب ہی رعب الفت ہی شبِ وصل
نہ نکلا حرف مطلب تک زبان سے

فراقِ یار مین بوندین نہین ہین
برستی ہین بلائین آسمان سے

نظر آتا نہین لاغر ہون اتنا
مجھے کیا غم نگاہِ پاسبان سے

نہ پوچھو اُسکی مایوسی نہ پوچھو
جدا جو رہگیا ہی کاروان سے

کسی سے وصل کا ٹھیرا ہے وعدہ
کہ رونق آج کچھہ ہین شادمان سے

غلط ہے کہ دل کا لگانا بُرا ہے
محبت کو لیکن جتانا بُرا ہے

کوئی راز ہو لب پہ لانا بُرا ہے
مگر راز دان سے چھپانا بُرا ہے

تری بزم مین آکے جانا یہہ ہمنے
کہ نادان تو اچھا ہے دانا بُرا ہے

جلا ہین یہہ شوخی یہہ گرمی اچھی
اگر ایک دل کا جلانا بُرا ہے

تم اچھے جو دشمن بھی اچھے تمہارے
مگر یہہ لگانا بجھانا بُرا ہے

برا کچھ نہین سب بھلے ہین جہان مین
برا ہے تو دل کا لگانا برا ہے

جگانا نہ تو ہمکو ای شور محشر
کہ سوتے ہوئیکا جگانا برا ہے

ہوا حوصلہ بوالہوس کو سخن کا
یہہ ہر بات مین مسکرانا برا ہے

نکلتی ہے جب چھیڑ وان امتحان کی
عدو کہتے ہین آزمانا برا ہے

نہ رولاؤ نہ ہمکو رلاؤ نہ ہمکو
برا ہے ہمارا رولانا برا ہے

بتاتے ہین دل کو کہ گھر ہے خدا کا
مری جان اسکا جلانا برا ہے

بگڑ کر ذرا آپ اعدا سی پوچھین
بھلا ہے کہ دل کا ستانا برا ہی

بھلا ہے زمانہ سی چل چل کے چلنا
کسیکا مگر مونہہ لگانا برا ہے

جہان سے چلے رنج اٹھا کر تو سمجھی
عدم ہی سی ہستی مین آنا برا ہی

اگر بار ملجائی کوچہ مین اسکے
تو آنا برا ہے نہ جانا برا ہی

بٹھاؤ نہ محفل مین رونق کو ہرگز
کہ پاس اپنے اسکا بٹھانا برا ہے

جسطرح اشک چشم تر سی گرے
یون ہین ہم آپ کی نظر سی گرے

بی تکلف گلے لگا لین ہم
کاش خنجر تری کمر سی گرے

رخ سے ٹپکے جو قطرہای عرق
پھول سے دامنِ سحر سی گرے

آنسوؤن کو مری نہ سمجھو سہل
کہ یہہ موتی ہین ابر تر سی گری

ہمرہ اشک قطرہائی خون
کبھی دل سے کبھی جگر سی گری

نہ تو صیاد ہے نہ کنج قفس
کہین بجلی ہی ابر تر سی گری

ہو گیا ختم قصہ بلبل کا
آشیان سی جو آج پر سی گری

وصل ہو اُن سی یہہ نہین امید
کب ثمر نخل بے ثمر سی گرے

آہ سوزان نے کیا لگا دی آگ
آسمان سے جو کچھہ شرر سی گرے

خوب سجدہ کا یہہ بہانہ تہا
کہا کے ٹہوکر جو سنگ در سی گری

خوبیان ہین یہہ سب مقدر کی
نامہ اور دست نامہ بر سی گری

ضبط اے گریہ آئے ہین وہ آج
ایک آنسو نہ چشم تر سی گری

دیکہلے بے نقاب اگر اُنکو
ماہ غش کہا کے چرخ پر سی گری

دیکہکر شکل اُنکی اے رونق
مہر و مہ بہی مری نظر سی گری

عیادت کو وہ یہان آئین کریگا دن خدا وہ بہی
مری حال زبونکو آکے دیکہین اک ذرا وہ بہی

مہ خورشید ہین اور رکہتے ہین حسن ضیا وہ بہی
مگر حیران ہین تجہکو دیکہکر اے دلربا وہ بہی

جب انکو درد ہو میرا جب انکو قدر ہو میری
کہ جب میری طرح سے ہون کسی پر مبتلا وہ بہی

کچھہ ایسا ہو گیا ہون زار مین اُنکی محبت مین
کرا ہتو مانگتے ہین میری صحت کی دعا وہ بہی

دم جانبخش جنکو اب مین ہی مردی جلاتے ہین
مگر بیمار الفت کی نہین کرتے دوا وہ بہی

گئے وہ بزم سی کیا لطف ساقی جام صہبا کا
کہ ہین اب زہر سی بدتر اُٹہا یہہ بہی اُٹہا وہ بہی

کہو تو مین ابہی کہدون مریجانب سے اعدا نے
کہا جو تمسی وہ بہی اور جو تمسی سنا وہ بہی

اُنہین الفت نہ تہی لیکن کرم سی اُنکے جیتی تہے
ہماری یست ہو کیونکر نہین اب آسرا وہ بہی

تمہاری عشق نے مارا تمہارے حسن نے لوٹا
جو کچھہ باقی رہا تہا لیگئی ناز و ادا وہ بہی

برا ہو بدگمانی کا یہانتک کچھہ اُنہین چھیڑا
کہ باتین سنتے سنتے ہو گئے آخر خفا وہ بہی

طریق عشق مین اندوہ و حسرت توشہ اپنا ہے
مناسب ہے رہے ملین ذرا یہہ بہی ذرا وہ بہی

محبت تم سے کیا کیجیے توقع تم سے کیا رکھیے
کہ ڈالی اک نظر ہوئے سے اور صد حیا وہ بھی

سنو کچھ درد میرا کچھ مرا حال زبون پوچھو
عجب افسانہ ہی یہہ بھی عجب ہی ماجرا وہ بھی

غم الفت سے جب آ ہی بنے جی پر تو کیا کیجیے
نہ کہنا چاہیے تھا جو مجھے مینے کہا وہ بھی

فغان کش عاشق مضطر ہی خلقت ہی تماشائی
تماشا ہے کہ اس مجمع مین آجائین ذرا وہ بھی

تمہاری کم نگاہی جو تغافل سے بھی تھی بڑھکر
میری تقدیر سے ٹھہری ہی اک طرح حیا وہ بھی

یہہ تنگ آیا ہون فرقت سے کہ مایوسی گوارا ہے
خلاف مدعا جو تھا ہوا ہے مدعا وہ بھی

دل بیداد کش بھی کچھ تحمل جمع کر رکھیے
کہ ہین آٹھون پہر سرگرم ایجاد جفا وہ بھی

ستم ہی ہو گئے عاشق تمام آغاز الفت مین
غضب ہی رہگئے حسرت کش جور و جفا وہ بھی

دغا پر ناز ہی ہمکو انہین بھی ناز ہی ضد پر
بڑھتے جائینگے اغیار سے ہم خفا وہ بھی

تلافی شرط ہی جتنی جفا انکی اٹھاؤن گا
نباہے جائینگے اتنی رقیبون سے وفا وہ بھی

امید رحم ہی اب شرح حال زار پر کس سے
مرا افسانۂ غم سن چکے ہین بارہا وہ بھی

رہ الفت مین رہ گم کردگی بھی اک طریقہ ہی
بھٹکتے ہین یہان جو ہین ہماری رہنما وہ بھی

ہماری جستجو کامل ہی تو منزل پہ اب پہنچے
غبار راہ سمجھے ہین جسے ہی رہنما وہ بھی

تمہاری دوستی بھی دشمنی ہی اک زمانہ سے
ہماری آشنا جو تھی ہوئی ناآشنا وہ بھی

محبت مین عداوت ہی عداوت مین محبت ہے
ہمارا حال سنکر پیش دشمن رو پڑا وہ بھی

کہانتک جائینگے راہ طلب مین بی تیتہ رہرو
مٹاتے ہی چلے جاتے ہین اپنا نقش پا وہ بھی

مٹائین کیون اٹھائین کسلئے افتادہ عاشق کو
پڑا ہی رہگذر مین انکی مثل نقش پا وہ بھی

نہ چوکو تم کہ رونق سا سخنور ہاتھ آتا ہے
عوض مین اک نگہہ کے تو نہین ہی کچھ برا وہ بھی

۴۳۰

ہمنے گو عشق مین تکلیف اُٹھائی کیسی
وصل مین لذت حسرت ہی تو پائی کیسی

عشق نے دلمین مری آگ لگائی کیسی
ان مگر دیدۂ گریان نی بجھائی کیسی

ہو گیا وصل جو تم سی تو جدائی کیسی
ملگئے جب دل و جان سی تو لڑائی کیسی

مجھکو حیرت ہی کہ ہین ارض و سما تک دلمین
ایک ذرہ مین ہی دنیا کی سمائی کیسی

ہم بُرے ہین تو بُرے اور نظر آتے ہین
ورنہ ہی کون بُرا اور بُرائی کیسی

دفعۃً جل کے مرا اُسپہ اگر پروانہ
رات بہر شمع نے بہی جان جلائی کیسی

جانتے ہین کہ تم اعداسی ملو گے لیکن
یہہ بہی دیکہو گے کہ ہوتی ہی لڑائی کیسی

ہمسے کیا پوچھتے ہو وہ انکی رسائی کا حال
شکل تک بہی نہین دیکہی ہی رسائی کیسی

تم جو کہتی ہو ہمین خلق مین بدنام کیا
آبرو خاک مین ہمنی بہی ملائی کیسی

مدت طول اسیری نی بہلایا سب کچہہ
زمزمہ چیز ہی کیا نغمہ سرائی کیسی

دلمین ہی جوش جنون اور نہین ہمکو خبر
دشت پرخار ہے کیا آبلہ پائی کیسی

سادہ لوحی ہی یہانتک نہین جانتے وہ
کہ بہلائی تو ہی کیا اور برائی کیسی

ہمنے چاہی تہی شفا اُسکے عوض موت ملی
کیا دوا ہمنے منگائی تہی اور آئی کیسی

یار کے در کی گدائی ہی فزون شاہی سے
بادشاہی اسے کہتے ہین گدائی کیسی

دام صیاد مین کیون آکے پہنسی بلبل زار
زیست ہی اب تو غنیمت ہی رہائی کیسی

خبر فصل خزان کا نہین پہنچی شاید
آج بلبل نے یہہ آواز سنائی کیسی

برق ہی شکل کسیکی کہ کوئی شعلہ ہے
کبہی کیسی نظر آئی کبہی آئے کیسی

۴۲۱

مجروحی کی تہی فلک نے جو بہت کچہہ رونق
تو مری آہ نے بہی آگ لگائی ہوتی

یہہ کسکی یاد ہمین وقت انتقال آئی
کہ جسکے ہجر مین بھی لذت وصال آئی

عدم سے آئی جو ہستی مین جاتہہ لامثال
تمہاری شکل مگر ایک بیمثال آئی

شب فراق کہان نیند اپنی آنکھو نمین
کبھی جو آئی تو ہو کر ترا خیال آئی

یہہ حسن اور یہہ صورت یہہ ظلم اور یہہ ستم
تجھے نہ شرم ذرا اے قمر جمال آئی

چلے جو بنکے تو فتنہ بپا کئے لاکھون
جو آئے بھی تو قیامت کی تمکو چال آئی

کھلا نہ باب اجابت ہزار بار گئی
دعا بھی حوصلے جو دل کے تھی نکال آئی

صبا کا سر پہ رہیگا یہہ حشر تک احسان
کہ مشت خاک مری اُس گلی مین ڈال آئی

کہین مگر خبر آمد خزان سُن لی
چمن سے بلبل شیدا جو پر ملال آئی

بغیر تیری نہ نکلی بدن سی جان حزین
قضا بھی آئی تو ہو کر ترا خیال آئی

خیال کرنے سے آتا ہی عشق دلمین مگر
محبت اُسکی مری دلمین بیخیال آئی

کسیکے ابروئی پرخم سی کچھ مشابہ ہے
ہمین پسند تری شکل اسی ہلال آئی

۴۳۲

صدائی مرغ سحر صور حشر ہی رونق
قیامت آئی کہ صبح شب وصال آئی

روز جھگڑی ہین اور لڑائی ہے
آپ کے دلمین کیا سمائی ہے

ہاتھ مین سبحہ دلمین عشق بتان
پارسا کی یہہ پارسائی ہے

بی اجل مرگیا وہ پاک نظر
تمنے صورت جسے دکھائی ہے

بیطرح پھر رہے ہین تیغ بکف
موت شاید کسیکی آئی ہے

غیر سے ربط ہمسے یہہ نفرت
واہ کیا شان کبریائی ہے

عشق مین کوئی جانتا ہی نہین
کیا بھلائی ہے کیا برائی ہے

بام پر اور وہ نہ ہمکو بلائین
یہہ بہی طالع کی نارسائی ہے

ہی مثل یک انار وصد بیمار
ایک وہ اور سب خدائی ہی

عشق مین سب ہی کام ہین برعکس
جو بہلائی ہے وہ برائی ہے

ہمنے چہیڑا تو مسکرا کے کہا
آج شامت تمہاری آئی ہے

ہم سے بچ بچ کے اسطرح چلنا
یہہ بہی اک طرز کج ادائی ہے

قہر تیغ نگاہ ہے رونق
پہر گئی جسطرف صفائی ہے

احباب مجہے خاک اڑانے نہین دیتے
شان ستم یار بڑہانے نہین دیتے

ضد سی وہ مجہی اشک بہانے نہین دیتے
جلتا ہون لگی دل کی بجہانے نہین دیتے

سجدہ کو مجہی سر وہ جہکانے نہین دیتے
قسمت کے نوشتہ کو مٹانے نہین دیتے

جلاد کو تلوار لگانے نہین دیتے
یون بہی مری جہگڑی کو چکانے نہین دیتے

اس فتنۂ محشر کو جگانے نہین دیتے
پہر روز مری حشر کو آنے نہین دیتے

ہی مجہہ سی عداوت کہ لگاوٹ ہی یہہ مجہہ سے
کوچہ مین تری دوست جو آنے نہین دیتے

جانین مجہے کیا درد مرا کیون نہ وہ مانین
حال دل رنجور سنانے نہین دیتے

حسرت ہی پس مرگ بہی کیا اوس ستم کی
کیون نعش مری آپ اوٹہانے نہین دیتے

محفل مین رلاتے ہین مجہی غیر سے ہنسکر
جاتا ہون کہین اوٹہکے تو جانے نہین دیتے

ہی قہر کہ حسرت ہی گلے ملنے کی آن سے
جو ہاتہہ قدم کو بہی لگانے نہین دیتے

عشوے تری آنکہونکی غضب برق بلا ہین
عاشق کو ذرا آنکہہ ملانے نہین دیتے

یہان آئے کوئی پانونسی ہم سرکے بل آئین
دربان تری در تک مگر آنے نہین دیتے

ہین الفت دشمن کے خیال انکی نگہبان
محفل مین اُنہین آنکھہ چرانی نہین دیتے

نفرت ہی جو عاشق سی تو کچھہ دلمین سمجھکر
سایہ کو بہی پہلو مین وہ آنی نہین دیتے

دل مفت جو پایا ہی تو ہنگام طلب وہ
کہتے ہین دیا ہمکو خدا نے نہین دیتے

لیتے ہو اگر دل کو تو دیتا ہون تمہین لو
ہاتھہ آئی ہوئی چیز کو جانی نہین دیتے

اُنکو جو مٹانا ہے مرا نام و نشان تک
مارا ہی تو اب قبر بنانے نہین دیتے

مانا کہ سنین یا نہ سنین آپ مرا حال
اوروں کو بہی تو مجھکو سنانے نہین دیتے

سوچی ہی کوئی مصلحت خاص کہ اعدا
مرنیکی مری اُنکو سنانی نہین دیتے

کیا تنگ ہون فکر و غم و اندوہ سی رونق
سر تک بہی تو زانو سی اُٹھانی نہین دیتے

روئی ہم آپکی خوشی کے لئے
نہ کہ اغیار کی ہنسی کے لئے

بندہ ہی خاص بندگی کیلئے
یا یہہ پیدا ہوا خودی کیلئے

مرگِ عاشق غلط وہ کہتے ہین
کوئی مرتا نہین کسیکے لئے

روز و شب تو ہنسی خوشی سی گذار
ہی یہہ جلسہ ہنسی خوشی کیلئے

ہم تو مرنے پہ اپنے مرتے ہین
خضر مرتے ہین زندگی کیلئے

تن بیجان مین جان آجائے
وہ اگر آئین دو گھڑی کیلئے

کبہی تکلیف ہی کبہی راحت
دونو باتین ہین آدمی کیلئے

دیر تک آجائین تو غنیمت ہے
لوگ کہتے ہین دو گھڑی کیلئے

عیش و آرام راحت و کلفت
اتنی باتین ہین ایک جی کیلئے

خضر سے حال سنکے حال کہلا
ہم تو مرتے تھے زندگی کیلئے

عشق کیونکر نہ ہم رکہین لبین
دل بنایا ہے عاشقی کیلئے

شب تاریک کا نہین کچہہ غم
دل روشن ہی روشنی کیلئے

ہم تو قسمت کو اپنی روتے ہین
اور روتے نہین کسیکے لئے

رنج و غم درد و یاس اور رونق
یہہ سب آفات ہین اسی کیلئے

رحم دل مین صنم نہین رکہتے
صبر کمبخت ہم نہین رکہتے

وہان تو جاتے ہو دوڑ دوڑکے تم
اسطرف دو قدم نہین رکہتے

کچہہ تمنا سوائے نظارہ
تیری سر کی قسم نہین رکہتے

جام عالم نما ہے دل اپنا
حاجت جام جم نہین رکہتے

غم دنیا تو درکنار رہا
فکر عقبی بہی ہم نہین رکہتے

ہم سے اور اسکو ربط ہو کیون ہو
ایسی تقدیر ہم نہین رکہتے

ساتہہ ہین حسرت و غم و اندوہ
خوف راہ عدم نہین رکہتے

حال دل کچہہ زبان پر لائین
اتنی طاقت بہی ہم نہین رکہتے

دفتر حسن سے وہ خارج ہین
کر روا جو ستم نہین رکہتے

ایک دریا ہی اپنی آنکہون مین
بوالہوس چشم نم نہین رکہتے

سے اترا ناز انکی شوخی کو
کہ زمین پر قدم نہین رکہتے

۴۳۶

دل مرا آئینہ ہے کیا رونق
کہ جدا ایک دم نہین رکہتے

ناز سے بیداد بہی ہوتی نہین دل کہولکے
رہگئے تلوار اپنی ہاتہہ مین وہ تول کے

دی گلوری پانکی تمنے جوڑ دیا کہول کے
ہم یہہ سمجھے ہو گئی ہم شاہ استنبول کے

گریہ وزاری عجب دولت ہی سوچی گر کوئی
کس کی قسمت مین جواہر ہین یہہ مہنگے مول کے

چار آنسو ہی نکالے تہے کہ طوفان ہو گیا
اور ابہی روئی نہین ہین عشق مین دل کہول کے

آمد فصل بہاری ہے چمنمین عندلیب
سر نکلتے ہین تری منقار سے ہنڈول کے

سونہہ کو دہن سے چہپائی ہو نہ لب ہی سخن
شرم ایسی بہی کہا کئی بولئے مونہہ کہول کے

رنج و غم مین عمر کو اپنی گذارا بہی تو کیا
چار دن ہین زندگی کے کاٹئے ہنس بول کے

ہم قلندر ہین کسی شے کی ہمین حاجت نہین
نعمت عالم بہری ہی ظرف مین کچکول کے

چہوڑ دی صیاد بلبل کو کہ اب آئی خزان
یہہ بہی اڑ جائی وطن کو ساتہہ اپنی غول کے

وہ نہین ملنا کہ جس ملنے کو ملنا جانئے
یون تو ملتے ہین مگر ملتے نہین دل کہول کے

اسطرح پیتے ہین زہر عشق ہم غیبت کے ساتہہ
جسطرح پی جائی کوئی قند مصری گہول کے

ہین وہ بلبل ہم نہ بال و پر نہ طاقت جست کی
دیکھکر دیوار گلشن رہگیا پر کہول کے

ہو نگاہ مہر رونق پر تلطف چاہیے
آپکے بندہ ہین اور بندی بہی ہین مول کے

یہان دل سی حسینونکی محبت نہین جاتی
جو بات کہ ہو نقش طبیعت نہین جاتی

اس شوخ ستمگر کی محبت نہین جاتی
کیا کیجئے کسطرح یہہ آفت نہین جاتی

جب وصل ہوا اس سی کہ جب خاک ہوئی ہم
برباد کسیکی کبہی محنت نہین جاتی

دشنام کسی ہی لب شیرین سی میسر
عشاق کی اس بات سی عزت نہین جاتی

اک بار ہی آجائی اگر دل مین محبت
پہر ہاتہہ سے تا حشر یہہ دولت نہین جاتی

یون ہمکو بہروسا ہے بہت رحمت حق کا
پر دل سی معاصی کی ندامت نہین جاتی

خاکِ قدمِ یار نصیبون سے ہمارے
اُڑ کر بہی کبہی تا سرِ تربت نہین جاتی

کس روز تڑپتا نہین مین کنجِ لحد مین
کب اُڑ کے فلک پر میری تربت نہین جاتی

ہر حال مین الفت ہی حسینون پہ نظر ہے
انسان مین جو پڑ گئی عادت نہین جاتی

اول تو کوئی دل مین اب آتی نہین حسرت
آتی ہے تو پہر یہان سی سلامت نہین جاتی

یہہ حال ہے بیمار محبت کا تمہارے
ہر وقت کسیطرح سے غفلت نہین جاتی

کہاتا ہے غمِ عشق شب و روز وہ لیکن
بیمار محبت کی نقاہت نہین جاتی

طرار ہے عیار ہے وہ شوخ جفا جو
وہان پیش کسیکی کوئی حکمت نہین جاتی

آتی نہین اصلاح و سلامت پہ طبیعت
کچہہ دل سے تپ غم کی حرارت نہین جاتی

زندان مین اگر پاؤن تو دل بستۂ صحرا
خاطر مین سمائی ہوئی وحشت نہین جاتی

تنہا مجہے سبے یار و مددگار سمجہکر
مرقد مین مری پاس سے حسرت نہین جاتی

سنتا ہی نہین کوئی بہی فریاد کسیکی
عاشق کی کہین پیش شکایت نہین جاتی

کیا شامتِ مقسوم بہی آفت ہی غضب ہے
ہی ہی نہین جاتی شبِ فرقت نہین جاتی

بڑہکر شبِ غم سے ہی اثر بخت سیہ کا
دنکو بہی تو گہر سی مری ظلمت نہین جاتی

رونق طلب وصل پہ کہتی ہین وہ کیا کیا تیری بہی طبیعت سی شرارت نہین جاتی	۴۳۸

یادِ قد و قامت نہین جاتی نہین جاتی
کم بخت یہہ عادت نہین جاتی نہین جاتی

اُس بت کی محبت نہین جاتی نہین جاتی
دیدار کی حسرت نہین جاتی نہین جاتی

آنکہون سی یہہ ظلمت نہین جاتی نہین جاتی
کافر شبِ فرقت نہین جاتی نہین جاتی

اغیار سے کچہہ بحث ہوئی مجہہ سی تو بولے
تیری بہی جہالت نہین جاتی نہین جاتی

ہوش وخرد وتاب وتوان دل کے گئے سب
پر ایک یہہ حسرت نہین جاتی نہین جاتی

زانو پہ رکھا ہاتہہ تو موںہہ پہیر کے بولے
تیری یہہ شرارت نہین جاتی نہین جاتی

یہہ رنگ مصور کی سمجہہ مین نہین آتا
کہینچی تیری صورت نہین جاتی نہین جاتی

تاکید نکر توبہ بہی ہو جائیگی واعظ
بہاگی کہین جنت نہین جاتی نہین جاتی

وہان دلمین ترحم نہین آتا نہین آتا
اور اپنی محبت نہین جاتی نہین جاتی

خارا شکنی کوہ کنی سہل ہے لیکن
کاٹی شب فرقت نہین جاتی نہین جاتی

ہرچند بہلاتا ہون تصور کو کسی کے
پر دہیان سے صورت نہین جاتی نہین جاتی

انکو بہی نہین چین جو مین غمسے ہون مضطر
خالی یہہ محبت نہین جاتی نہین جاتی

ملتے ہین وہ اور آنکہہ ملاتے نہین رونق
ہان دلکی کدورت نہین جاتی نہین جاتی

کبہی دل مین اُسکے گذر جائیگی
مری آہ بہی کام کر جائیگی

محبت نہ جائیگی اُس سے کبہی
گئے بہی تو ہان لیکے سر جائیگی

یہی ہین جو نالے تو آئیگی کیا
شب ہجر بہی سنکے ڈر جائیگی

سنبہل کر مجہے قتل کر تیغ زن
کہ خون سے تری تیغ بہر جائیگی

نوا سنج ہو سو طرح عندلیب
مگر ہم سے اُڑ کر کدہر جائیگی

تری عشق مین عمر گذری تمام
ذرا سی ہے یہہ بہی گذر جائیگی

شب ماہ ہے بام پر تم نہ آؤ
ابہی روشنئی قمر جائیگی

بر آئیگی یہان کب تمنائے وصل
لحد مین یہہ حسرت بگر جائیگی

نہوگا وصال اور نہوگا وصال
تمنا یونہین دلمین مرجائیگی

محبت میں تو جان جاتی ہے	یہہ عادت نہیں عمر بھر جائیگی
رہیگا یونہیں جوش دریائے حسن	یہہ ندی نہیں جو اُتر جائیگی
جوانی رہی اور نہ پیری رہے	وہ گذری ہی یہ بھی گذر جائیگی

طبیعت کو رونق سنبہالو ذرا
یہہ آندھی نہیں جو اُتر جائیگی

خوب پوری کی یہہ شرطِ آشنائی آپنے	ایک شب آکر نہ پھر صورت دکھائی آپنے
کیجئے انصاف تو کی بیوفائی آپنے	مجہہ سی چہوڑی غیر سی کی آشنائی آپنے
آج کیا مقتل مین کی یہہ کج ادائی آپنے	میری ہوتے غیر پر تیغ آزمائی آپ نے
بی حجابانہ ہمین صورت دکہائی آپنے	کیا دکہائی واہ شان کبریائی آپنے
مرحبا صد آفرین ہی حضرتِ دل آپ کو	کی جو تا زلف رسا پیدا رسائی آپنے
ہم کبہی جانے نہ دینگے آج جو کچہہ ہو سو ہو	گہر کے جانیکی بہی لو اچہی سنائی آپنے
وائی حسرت خون ہو کر بہ گیا دل آنکہہ سے	لیکے دستِ غیر سی مہندی لگائی آپنے
سر اُٹہا کر تیغ بران سی وہ یون کہنے لگے	کیون ہماری ہاتہہ کی دیکہی صفائی آپنے
اُٹہہ گیا پردہ اور آنکہین ساتہہ دل کی کہل گئین	کاکلِ شکین جو چہرہ سی ہٹائی آپنے
زخم جو دلمین پڑا ہی کچہہ نہین بی کان نمک	زہر مین تیغ نگہہ شاید بجہائی آپنے
غیر سی یون ربط اور مجہہ سی یہہ نفرت آپکو	کہنی ایسی مجہہ مین دیکہی کیا برائی آپنے
وصل و عدہ پر مسلّم زندگی دشوار ہی	سہل سمجہا ہی مگر دردِ جدائی آپنے
جلوہ اپنی حسن کا دکہلا کی ہر ہر رنگ مین	کافر و مومن مین ڈالی ہی لڑائی آپنے
وہ نمایان ہی صفائی تن سی مثلِ آئینہ	جو محبت غیر کی دلمین چہپائی آپنے

آئی کیا ہنگام جوش گریہ میری چشم سے
آج تو میری لئے تکلیف اٹھائی آپ نے

گر اشارہ قتل رونق پر نہ تہا کچہہ آپ کا
غیر کی پرسش پہ کیون گردن جہکائی آپ نے

پلادی ابتو ای ساقی مئی گلنار تہوڑی سی
کہ میری عمر بہی اب رہگئی ہے یار تہوڑی سی

رہی وہ بہی نہ کچہہ باقی ہے جو تکرار تہوڑی سی
اگر سنلین ہماری کافر و دیندار تہوڑی سی

تہاری چشم سی کچہہ چشم آہو کو نہین نسبت
مگر رکہتی ہی کچہہ کچہہ نرگس بیمار تہوڑی سی

مشا آئینگے اکدن جاکے صحرا مین بہار آئی
خلش تلوون سی کہتے ہین ہماری خار تہوڑی سی

جہپٹ کر ہاتہہ تو قاتل نے پورا ہی لگایا تہا
مری مقسوم سی اوچہی پڑی تلوار تہوڑی سی

اسی باعث سی اسکو خلق خوش رفتار کہتی ہے
اڑائی تہی تمہاری کبک نے رفتار تہوڑی سی

سوائی الفت جانان نہین کوئی مری دلمین
اگر ہے بہی تو ہے کچہہ حسرت دیدار تہوڑی سی

ہمین بیہوش سمجہا یا ہمین کمظرف ای ساقی
یہہ کیا باعث کہ تو دیتا ہے مئی ہر بار تہوڑی سی

مئی معشوق ان دونو سے مجہکو منع کرتا ہے
نمک تجہہ مین بہی ہے ای ناصح غمخوار تہوڑی سی

مزی آجائین نظارون کے لطف آئین اشارون کے
گری نالہ سی کاش اس قصر کی دیوار تہوڑی سی

یقین ہے آپ سب قصے کہانی بہول جائینگے
کہانی میری سن لینگے اگر اک بار تہوڑی سی

سوال وصل پر حجت کی باتین ہمسے جانے دو
بہت بڑہ جاتی ہے جان جہان تکرار تہوڑی سی

یقین ہی بہول جائی شیخ دوزخ اور جنت کو
شراب ارغوان پی لے اگر اک بار تہوڑی سی

جہان کو بہول جاؤ یاد آجائی خدا رونق
مئی الفت اگر پی لیجئے اک بار تہوڑی سی

۴۱۴۳

عشق مین جسکے ہزارون مرمٹے
اس سی الفت اپنی کیا ٹہہرے

مٹ رہے ہین جسپہ ہم اک عمر سے
نقش اُسکا دل سی اب کیونکر مٹے

چرخ کو سفّاک کہنا چاہیے
جسکے ہاتہونسی ہزارون گہر مٹے

ہم جہانمین صورتِ نقشِ قدم
سینکڑون ہی بار ہین بنکر مٹے

خطِ پیشانی نہین مٹتا کبہی
لیکن اُسکے آستانہ پر مٹے

غیر کے در پر ترے نقشِ قدم
سر سے میری آج تو اکثر مٹے

جسکے دلمین عشق نقشِ سنگ ہو
وہ مٹائی سی کہو کیونکر مٹے

اُسکے ہاتہونسی ہوئی ہین ہم خراب
یا الٰہی یہہ دلِ مضطر مٹے

خون اپنا بہی کوئی تیزاب ہے
ایکدم مین جوہرِ خنجر مٹے

حور کہتاہے کوئی کوئی پری
سونہہ دکہائین آپ تو یہہ شر مٹے

اس زمین پر صورتِ نقشِ قدم
ہم مٹے اور خاک مین ملکر مٹے

حیف رونق دور مین اس چرخ کے
ہو کے کیا کیا صاحبِ جوہر مٹے

کوئی صورت جو پیاری لگتی ہے
وان طبیعت ہماری لگتی ہے

غیر کی بات روبرو اُسکے
جیسے دل پر کٹاری لگتی ہے

شیخصاحب کہو تو سچ ہم سے
دختِ رز کیا تمہاری لگتی ہے

وہ نہ ہمراہ ہو تو گلشنمین
کب طبیعت ہماری لگتی ہے

ابہی آئے ہین پہر چلے تھے آپ
پہر کہان کو سواری لگتی ہے

نازنین ہے حنا کی رنگت بہی
وہان کفِ پا کو بہاری لگتی ہے

قصہ دل ہے سننے کے قابل
رات کہنے مین ساری لگتی ہے

رو برو چشم مست کی اُنکے
دختِ رز اک گنواری لگتی ہے

ناتوانی بڑہی ہے یہہ رونق
زیست بہی ابتو بہاری لگتی ہے

ضد بری ایفلکِ پیر ہوا کرتی ہے
آہ عاشق مین بہی تاثیر ہوا کرتی ہے

خواب مین وصل ہوا اُن سے مگر ڈرتا ہون
اسکے برعکس ہی تعبیر ہوا کرتی ہے

فرقتِ یار مین رہتا ہے یہہ عالم اپنا
موت ہر روز بغلگیر ہوا کرتی ہے

یون ہوئی نقش مرے دلمین کسیکی صورت
جسطرح عکس کی تصویر ہوا کرتی ہے

ہمنے تو خاک بہی تاثیر نہ دیکہی اُسمین
سنتے تہے عشقمین تاثیر ہوا کرتی ہے

سخت جانی کی رہی بات ہوا مین ناوم
بس یہی برش شمشیر ہوا کرتی ہے

حسن ایسا نہین ہوتا نہین ہوتی یہہ ادا
ہان فقط ماہ مین تنویر ہوا کرتی ہے

مذہبِ عشق مین اسطرح سے پڑہتے ہین نماز
سامنے یار کی تصویر ہوا کرتی ہے

جرمِ الفت مین جو ہم قتل ہوئے خوب ہوا
اس خطا کی یہی تعذیر ہوا کرتی ہے

آپکی بزم سے سو بار اُٹہائی گئی ہم
عاشقونکی یہی توقیر ہوا کرتی ہے

نقش ہوتی ہے وہ دلمین صفتِ نقشِ نگین
بات جو قابل تحریر ہوا کرتی ہے

پاس کوئی نہین ہوتا شبِ تنہائی مین
ہان مگر یار کی تصویر ہوا کرتی ہے

کیا ہوا گر طلبِ وصل کی تقصیر ہوئی
آخر انسان ہی سے تقصیر ہوا کرتی ہے

وحشت مین بہی تو نہین قید سے وحشی خالی
عشق کی پاؤن مین زنجیر ہوا کرتی ہے

نہوئے وہ کسی تدبیر سے اپنے رونق
جہوٹ کہتے ہین کہ تسخیر ہوا کرتی ہے

۳۳۵

جو سینے مین آتش بہڑکنے لگی — تو چشم اشک اس پر چہڑکنے لگی

بنایا تہہین اسطرح کا حسین — کہ قدرت بہی حسرت سی تکنے لگی

مری آہ کا ہے یہہ کچھہ زور شور — کہ بجلی بہی اب تو جہپکنے لگی

کسینے کہا کان مین تم سے کیا — جو چہرہ کی رنگت دمکنے لگی

دم گریہ ہے شعلہ زن میری آہ — کہ بارش مین بجلی چمکنے لگی

جو دیکہا سوئے غیر اُس شوخ نے — نگہہ سے محبت ٹپکنے لگی

ہوئی بزم مین کچھہ یہ تاثیر آہ — کہ محفل کی محفل پہڑکنے لگی

ابہی وہ بیان اُنکا کچھہ آیا تہا — کہ بجلی سی دلمین چمکنے لگی

مدد کا سہارا دیا آہ نے — دعا جاتے جاتے جو تہکنے لگی

نہین سر پہ جو بار ظلم و ستم — کمر آپ کی کیون لچکنے لگی

یہہ الفت نے میری دکہایا اثر — کہ چشم عدو مین کہٹکنے لگی

ئی عشق ہینی کچھہ آسان نہین — اسے سیکہے دنیا بہکنے لگی

قضا نے جو دیکہا مرا حال زار — تعجب سے صورت کو تکنے لگی

حسین آپ سا جبکہ دلدار ہو — تو نیت مری کیون بہٹکنے لگی

مری آہ جاتی ہے بالائے چرخ — اُچکتے اُچکتے اُچکنے لگی

۴۳۶

رسائی کسی دسکی ہے وہیانتین — محبت بہی رونق اُچکنے لگی

اگر وہ بنازو ادا سی دکہا کے شان چلے — تو ساتہہ سایہ صفت شوق مین جہان چلے

مجہے وہ قتل کرین اور مین دعا مین دون — جو انکی ہاتہہ چلین تو مری زبان سے چلے

ہماری نالون کو سنکر فرشتے کہتے ہین
خدا کیواسطے چپ رہ ہماری کان چلے

مری زبان پہ رہے ذکر خیر عشق رواں
مری دہن مین جہانتک مری زبان چلے

عدو سے ربط بہی کم التفات بہی کم ہے
کچہہ ابتو بات مری خیر سہی وہ مان چلے

ہجوم گریہ مین نالے کرین نہ کیونکر ہم
نہ کسطرح سے بہلا فوج مین نشان چلے

عدم سی آئے تہے اور اسلئے ہم آئی تہے
کہ خاک خوب سی اس خاکدان مین چہان چلے

کبہی سمجہہ کے مجہے غیر یہان سے چلے آئین
کبہی تو ایسی کوئی چال آسمان سے چلے

کبہی تو روٹہتے ہین اور کبہی مناتے ہین
وہ راہ و رسم محبت کو ابتو جان پہ چلے

زمین ناپنے آئے تہے کیا یہہ آنا تہا
ابہی تو آئی ابہی اُٹہہ کے میہمان چلے

دلِ ضعیف پہ اُس ترک کی نگاہون سے
ہزارون تیر چلے سینکڑون ہی بان چلے

کیا ہی قتل بہی مجہکو تو چہوڑنے دو ٹہنڈا
طپش مین چہوڑ کے کیون مجہکو میہمان چلے

سوا مری نہ کوئی جان نثار سا تہہ آیا
وہ قتل گاہ کو لینے جو امتحان چلے

بتاؤ تو یہہ ہمین تمنے کیا اشارہ کیا
کہ گہر چلے تو عدو کی دبا کے ران چلے

جہان ساتہہ ہو کیا حصر غیر پر رونق
وہ جس مکان سے چلین ساتہہ وہ مکان چلے

۴۳۷

وہ نہین وقت خواب کیا کیجے
دل کو ہی اضطراب کیا کیجے

ہین وہ محو عتاب کیا کیجے
ترک عرض حجاب کیا کیجے

ہے وہ مغرور حال کیا کہئے
ہی وہ مست شراب کیا کیجے

جملہ نخوت ہین بے دہن تو نہین
نہین دیتے جواب کیا کیجے

ہائی ظرف از نا ملا ساقی
نہین ملتی شراب کیا کیجے

یونہین پردہ مین ہی جہان تباہ
ہوکے اب بی حجاب کیا کیجے

جب تمنا ہی اُٹھہ گئی دل سے
پہر سوال وجواب کیا کیجے

سربسر شورش اب بہی ہم ہین ٹلے
نہین عہدِ شباب کیا کیجے

اک نشہ تہا کہ تہے نہ آپ مین ہم
یادِ جوشِ شباب کیا کیجے

شیوۂ مہر سے جو مٹ جائی
کہئے اُس پر عتاب کیا کیجے

ہم ہین پہلے ہی خانمان برباد
اور خوار و خراب کیا کیجے

وہان تذبذب ہی آمد آمد مین
اور یہان اضطراب کیا کیجے

ایکدم کی ہے راہ ملکِ عدم
چلئے اب پا تراب کیا کیجے

ہمسے وہ پہر گئے جہان سے ہم
ہی عجیب انقلاب کیا کیجے

روئیے کہوئیے عدو کی بات
اور چشمِ پرآب کیا کیجے

غیر سے اُن کو ربط کیا کہئے
ہم سے اور اجتناب کیا کیجے

دل پہ جو داغ اپنے ہین سو ہین
رونق اُنکا حساب کیا کیجے

آپکو اندازِ معشوقانہ ایسا چاہیے
نازسے خود بول اُٹہو جانا نہ ایسا چاہیے

چشمہ سارِ فیض ہو میخانہ ایسا چاہیے
نوش بخشِ خلق ہو پیمانہ ایسا چاہیے

عقل سے بیگانہ ہو فرزانہ ایسا چاہیے
عشق مین ہشیار ہو دیوانہ ایسا چاہیے

باریابِ دل نہو بیگانہ ایسا چاہیے
یار وحشت دوست ہی کاشانہ ایسا چاہیے

اُسکے جلوہ ہی چمک اُٹہا مرا ظلمتکدہ
مجہہ سے وحشی کا چراغِ خانہ ایسا چاہیے

دل کے سودی سے ہو کچہہ پہلے نگاہِ التفات
ہو بہائی بی بہا بیعانہ ایسا چاہیے

تند خو ہین سنکے ہون سرگرم قتل کا مجو
شوق کا اظہار بیباکانہ ایسا چاہیے

ہم محیط اشام ہین ساقی ہمارے واسطے
ظرف دریا بار ہو پیمانہ ایسا چاہیے

جملہ مژگان ہوگئے محو دید ہون انتظار شوق
طرہ کیسا دستان ہی شانہ ایسا چاہیے

اپنی آہ شعلہ کش پر مار سی خود ہون نثار
شمع ایسی چاہیے پروانہ ایسا چاہیے

یاد چشم و گردن ساقی مین ہون حسرت طراز
شیشہ ایسا چاہیے پیمانہ ایسا چاہیے

بھاگ کر اپنے سے میخانہ مین جا کر پڑ رہے
مست ایسا چاہیے دیوانہ ایسا چاہیے

عشق میرا حسن تیرا دیکھکر کہتی ہی خلق
عاشق ایسا چاہیے جانانہ ایسا چاہیے

کیا ہوا ن کیسا اثر ہو اور کیسا جذب دل
خود وہ دوڑی آئین بیتابانہ ایسا چاہیے

جوش مین آئے خم و ساقی بر نابیتاب کش
وقت مستی نالۂ مستانہ ایسا چاہیے

سنکے اونکا جی بہر آیا چشم عاشق کی طرح
قصۂ غم ہی فسون افسانہ ایسا چاہیے

کوئی عالم ہو رفیق جان و دل ہی درد عشق
ہی تو بیگانہ مگر بیگانہ ایسا چاہیے

کسقدر خوشخوش ہین وہ سنکر بیان رشک غیر
ہائی کیا افسانہ ہی افسانہ ایسا چاہیے

صلح کل سی دل مرا ہی مرجع ایمان و کفر
کعبہ ایسا چاہیے بتخانہ ایسا چاہیے

چشم ساقی مین وہ رنگ جوش مستی ہاے ہائے
بادہ ہے کیا جانفزا پیمانہ ایسا چاہیے

تم اور اعدا اکطرف مین تنگ آپ اپنی سی ہون
عاشقون مین کوئی تو دیوانہ ایسا چاہیے

رنگ چشم مست سی معمور ہو چشم طلب
بیخودی سرشار ہو پیمانہ ایسا چاہیے

ہو وفا سے پر صفا دل وہ تجلی گاہ ہو
ہو صفا سے آئینہ کاشانہ ایسا چاہیے

عشق مین ہون جملہ صرف سوز و ساز شوق دید
شمع سے برق روان پروانہ ایسا چاہیے

جسکی اک گردش مین ہم دونو جہانکو بہولجائین
چشم ساقی سے ملے پیمانہ ایسا چاہیے

شمع پر گر کر جلا معشوق کو رسوا کیا
آتش غم سے جلے پروانہ ایسا چاہیے

ہو تہ و بالا جہان پہٹ جائین اعدا کے جگر
پہیکے می اک نعرۂ مستانہ ایسا چاہیے

قتل گہہ مین سر جہکا دین سب سے پہلے زیر تیغ
ہمکو جوشِ ہمتِ مردانہ ایسا چاہیے

پیرہن ہو غرق می صہبا مین خود ہو شو بو
سازو برگ شربِ رندانہ ایسا چاہیے

شام سی جلجائی یہہ وہ رات بہر جلتی رہے
شرم ای سوزِ دلِ پروانہ ایسا چاہیے

کون سنتا ہی مگر اپنی بکے جاتا ہو مین
کوئی کیسا ہو مگر دیوانہ ایسا چاہیے

کچہہ پرے حدِ مکان سی ہی خرابتگاہ عشق
جس سے تنگ آجاؤن مین ویرانہ ایسا چاہیے

مین وہ می کش ہون کہ رہتا ہی یہی ساقی خیال
شیشہ ایسا چاہیے پیمانہ ایسا چاہیے

ٹکڑے ٹکڑے دل ہے ای رونق اُنہین کیا دیجیے
نذر کے قابل ہو جو نذرانہ ایسا چاہیے

مری طرف سی کدورت مزاجِ یار مین ہے
جوابِ نامہ بہی لکہتا خطِ غبار مین ہے

پسِ فنا بہی مرا حال انتشار مین ہے
کہ دل ہے یار مین اور جملہ تن مزار مین ہے

وہ پیچ و تاب مری جان بیقرار مین ہے
کہ مو بمو خمِ گیسوی تابدار مین ہے

نہ تاب دلمین نہ کچہہ جان جسم زار مین ہے
کچہہ اور رنگ ہمارا فراقِ یار مین ہے

خلافِ خواہشِ اغیار کوئی بات نہین
زبان دوست بہی دشمن کے اختیار مین ہے

تری نگاہ مین ہین گردشین زمانہ کی
تپش جہان کی مری جان بیقرار مین ہے

وہ دل کہ جسنے ہمین خاک مین ملا ڈالا
ہمارے ساتہہ ہی فتنہ گر مزار مین ہے

عذاب ہجر سے مرتا ہے مرگ عاشق
یہہ جانتا ہے کہ آسودگی مزار مین ہے

خیال دلمین فغان لب پہ چشم جانب در
ہر ایک عضو ہمارا ہر ایک کار مین ہے

کرشمہ جو ید بیضائی موسوی مین تہا
وہ داغ داغ دلِ محو روئی یار مین ہے

نہ آئی خواب مین جو وہ بلبلین آجائی
دلِ وصال طلب کے کے انتظار مین ہے

بہری ہی سینۂ سوزانمین اپنی وہ آتش
کہ برقِ طور نہان جسکے ہر شرار مین ہے

برنگِ بو دلِ عاشق سی حسرتین نکلین
کہ ایک چشمۂ خون چشمِ اشکبار مین ہے

جفائی عام مبارک کہ ہر ہوس پیشہ
شریکِ زمرۂ عشاق جان نثار مین ہے

ترنگ ساقی وسیکش کو عاشقون کو اُمنگ
بہار بادہ کشی موسمِ بہار مین ہے

کہو کہ سینۂ عاشق مین اب بہرا کیا ہے
کہ پارہ پارۂ دل چشمِ اشکبار مین ہے

حیا و شرم سی مژگان تک آ نہین سکتی
نگاہِ شوخ بہی محصور کس حصار مین ہے

یہہ گل کہلائی ہین پای فگار وحشی نے
نمودِ رنگِ گل و لالہ خارخار مین ہے

الگ سلوک سے پہلے بہی کچہہ نہ تہا رونق
اور اب جو حلقۂ یارانِ بادہ خوار مین ہے

مذاقِ عشق مین و خلِ خزان بہار مین ہے
نشاطِ عشرتِ گلزار خارزار مین ہے

بہار ہی کوئی کب اپنے اختیار مین ہے
عنانِ توبہ کفِ بادۂ بہار مین ہے

چمن ہے ابر ہے می ہی نگہ نہین ساقی
ہمین تو فصلِ خزان موسمِ بہار مین ہے

نگہہ یہ زعم ہے نازش ہی جنبشِ لب پر
کہ مرگ و زیست مری اُنکی اختیار مین ہے

پسِ فنا ہے پڑا بیقرار غم سر خویش
ظہورِ عالمِ حیرت عجب مزار مین ہے

مجھے فضائی وسیعِ خیال وحشی و وحشت
کہ قیس دشت مین فرہاد کوہسار مین ہے

شکستگی مری میری جنون سی ہی ظاہر
گسستگی مری جامہ کے تار تار مین ہے

ہر ایک خار مین الجھا ہے تارِ دامان کا
مری جنون کی نشانی بہی خارخار مین ہے

کدورت اور رکھو مجھ سی دل مین اور سنو
کہ آئینہ تو ہے لیکن نہان غبار مین ہے

ستم یہ شکوہ سرائی غلط کہ دل کی طرح
مری زبان بھی تمہاری ہی اختیار مین ہے

تمام پیکر شورش دلِ صبور ہوا
ہنوز عربدہ کیا کچھ نگاہ یار مین ہے

غلط کہ عاشقِ از خود رمیدہ ہی سرخوش
کہ پاؤن سلسلۂ دور روزگار مین ہے

کہان گیا دلِ بیتاب بات کیون کہو لو
بندھا ہوا خم گیسوئی تابدار مین ہے

دل گرفتہ نہ مجبور ہے نکچھ مختار
بلا گرفتہ سرِ جبر و اختیار مین ہے

تری نگاہ سے آشوب ہی زمانہ مین
جو ایک دل مین ہی شورش وہی ہزار مین ہے

تری جفا کا گلہ کیجے یا بیان وفا
سخن کا ہوش کسی دل تو انتشار مین ہے

۱۴۴

یہان بھی چین نہین دل کی ہاتھ سے رونق
کہ حال زیست مین جو تھا وہی مزار مین ہے

یہ رنگ ابتو ہمارا فراق یار مین ہے
کہ منتظر ہمہ تن چشم انتظار مین ہے

تری مثال کہان کوئی روزگار مین ہے
کہ چیدہ لاکھ مین ہے منتخب ہزار مین ہے

غضب خمار تری چشم میگسار مین ہے
طلوعِ نشۂ حسنِ ادا خمار مین ہے

ابھی سے بزم مین طوفان اٹھائے لوگون نے
ابھی تو اشک مری چشم اشکبار مین ہے

شمار ہین ہین مری تیرہ روزیان مجھکو
سوادِ شامِ الم زلفِ مشکبار مین ہے

رہِ رقیب سے چن چن کے دل مین رکھتا ہون
تری مژہ کی خلش بسکہ نوک خار مین ہے

ہوا ہی زندہ جاوید ایک ایک قتیل
اگر کچھ آب بقا آب تیغ یار مین ہے

دم ازل کو ہی ایک قطرہ پی گیا ہوگا
کہ آج تک دل عاشق اسی خمار مین ہے

لبِ پر آبلہ تفتہ دل بہر دست طبیب
تب درون سی حرارت یہ جسم زار مین ہے

شکستہ دل نہ غضب سے نہ لطف سے خوش ہون
سمجھہ لیا کہ تلون مزاج یارین ہے

لگائین اور پہ وہ تیر اور یہہ صید بنے
اجل گرفتہ دل زار اسی شکارین ہے

کہا کہ مرتے ہین ہم تم پہ کچھہ سمجھہ لو اسے
سخن دراز حکایت کے اختصارین ہے

کہو کہ اس اجلِ ناگہان کو کیا کہیے
کہ گو نہ شرم بہی کچھہ چشم شوخ یارین ہے

وہی ہے دل کہ رہے جو نیاز بیتابی
وہی نفس ہی کہ مصروف ذکر یارین ہے

خوشی سے پہول گئے ہاتہہ پاؤن مجنون کے
سنا جو ناقۂ لیلےٰ اسی قطارین ہے

ہوائی شوق سے گذر استم کیا رونق
وہی ہے مرد کہ دل جسکے اختیارین ہے

اُڑی ہی نگہت گیسو صبا کے چلنے سے
ہوا جنون کی بندہی ہی ہوا کے چلنے سے

یہہ گل کہلے ہین کسیکی ادا کے چلنے سے
کہ شاخ گل ہے لچکتی ہوا کے چلنے سے

شگفتہ دل ہے یہہ اُس غنچہ ادا کی چلنی سے
کہ جیسے غنچہ ہو خندان ہوا کے چلنی سے

کسیکو خاک مین ملنی کی آرزو نہ رہی
پہٹے ہین دل تری دامن اُٹھا کے چلنی سے

نگاہ گرم کی اُس خستہ جان کو تاب کہان
عرق عرق ہو جو ٹہنڈی ہوا کے چلنی سے

نگاہِ ناز پہ شک تہا جو دل چرانے کا
وہ مٹ گیا تری آنکھین چرا کے چلنی سے

بجہائی داغ جگر کے نفس سے جہو کون نے
چراغ ہو گئے ٹہنڈی ہوا کے چلنی سے

شہید خنجر الفت سے ہے زندہ جاوید
چراغ طور نہ گل ہو ہوا کے چلنی سے

خدا کو مان کے شوخی مین اب قدم ٹہراؤ
اُٹہے نہ حشر کہین اس ادا کے چلنی سے

عدو کے گہر مین لگا ہو نسی بچکے جاتے ہو
وگرنہ فائدہ رستہ بچا کے چلنے سے

وداعِ ہوش و خرد ہی جو تاب و توان
بنی ہی جان پہ اُس مہ لقا کے چلنی سے

تری نگاہ کی گردش سی مست ہون ساقی
نہ دور جام مئی جانفزا کے چلنے سے

پیامبر مجھے آخر جواب دے بیٹھا
بہ تنگ آن کے صبح و مسا کی چلنی سے

نہ ہو جو دست سے وہ کام پاؤن کرتے ہین
قضا کو ناز ہے تیری ادا کی چلنی سے

قدم قدم پہ قیامت قدم قدم فتنے
خدا بچائی تری اس ادا کی چلنے سے

کہین نقاب کے پردی مین چاند چھپتے ہین
چھپے نہ خلق مین وہ مونہہ چھپا کے چلنے سی

یہہ خوش ہوئی ہین کہ پہولی نہین سماتے ہین
ذرا سے ساتھہ ہم اُس بیوفا کی چلنے سے

غضب کیے باد بہاری نے گل کہلائی ہین
پھٹے ہین لاکہہ گریبان ہوا کے چلنی سے

دھرا ہی سر پہ گرانبار معصیت **رونق**
کہلا ہمین تری گردن جھکا کی چلنی سے

ہماری آہ سوئے چرخ جب بلند ہوئی
یہہ جان لو کہ دعا کی لئے کمند ہوئی

فروغ حسن محبت سی ہے زمانہ مین
ہماری چاہ سے شہرت تری دو چند ہوئی

متاع دل کی خریدار ہے نگاہ ناز
ہزار شکر کہ یہہ جنس وہان پسند ہوئی

شب وصال اودھر روح کر گئی پرواز
صدائی بانگ موذن اُدھر بلند ہوئی

پہنسے پڑی ہین دل خلق حلقہ حلقہ مین
ہوئی نہ زلف تمہاری کوئی کمند ہوئی

نزاوہ آن کے جانا ہی ہجر سی بدتر
دوا نسے اور بہی کچہہ جان دردمند ہوئی

مین اپنے حال زبون کے بیان کے صدقے
کہ انکو رات کہانی مری پسند ہوئی

مری بلا سے ہین تمکو چار چاند لگے
کہ دلمین خلق کے الفت چہار چند ہوئی

تم ایسے ہو کہ کہین خود بخود چلے آؤ
نگر عنان کشش دل شوق کی کمند ہوئی

شکستگی کے سوا جنس دل کی قیمت کیا
کہ دل سے گر کے خریدار کی پسند ہوئی

مری دعا کا اثر ہے زبان ناصح مین
کہ اپنے دلپہ موثر نہ ایک پند ہوئی

لئے زبانِ حسرت کے ہجر نے بدلے
مری خوشی مری دلکے لئے گزند ہوئی

وہ ترک بعدِ فنا بہی ہوا نہ ہمسی صاف
ہماری خاک بہی وقفِ سُمِ سمند ہوئی

رہا وصال مین بہی ہجر یار کا کہٹکا
تمام رات ہماری نہ آنکہہ بند ہوئی

اُٹھے جو خواب سے خوابِ عدم مین جا سوئے
کہلی ہے آنکہہ تو کب جبکہ آنکہہ بند ہوئی

ہوا ہے چرخ پہ اک شورِ الامان پیدا
صدائی نالۂ دل جب ذرا بلند ہوئی

وصالِ یار کجا موت کی تمنا ہے
دوا تو کیا کہ دعا بہی نہ سودمند ہوئی

وہ پوچہنے کو مری حال زار کے بہی ہی
جب آئے ہین کہ مری جب زبان بند ہوئی

ملی فضائی جہان مین نہ جائے بہر چمن
زمین شعر ہی رونق ہمین پسند ہوئی

تمنے ہم سے آشنائی چہوڑ دی
کس برائی سے بہلائی چہوڑ دی

ہم ہی سے کیا آشنائی چہوڑ دی
وان خودی سے خودنمائی چہوڑ دی

مجہپہ برسایا ہے بارانِ بلا
اور تو ساری خدائی چہوڑ دی

دیکہکر کشتی مری طوفان زدہ
ناخدا نے ناخدائی چہوڑ دی

تم نے تو تنہا مجہے چہوڑا مگر
ہمنے بہی ساری خدائی چہوڑ دی

اب خدا کی سمت ہے روئی نیاز
ان بتون سے آشنائی چہوڑ دی

کیا خبر ہو انکو میرے درد کی
آہ نے بہی اب رسائی چہوڑ دی

کیون نہ بیکس ٹہوکرین کہاتے پہرین
جب مقدر آزمائی چہوڑ دی

کس غضب کی اب گہٹا آئی ہے یہان
زاہدون نے پارسائی چہوڑ دی

کون کہتا ہے غلط ہی اور غلط
بیوفا نے بیوفائی چھوڑ دی

سب ہمارے کام سیدہی ہوگئے
آپنے جب کج ادائی چھوڑدی

قدر جب سمجھی مری اُس شوخ نے
صلح کی مجھہ سے لڑائی چھوڑدی

کوڑیون کے مول دل بکنے لگے
آپنے جب دلربائی چھوڑدی

دل کو چھوڑا سینے تو اچھا کیا
آپ نے جب دلربائی چھوڑدی

جان بھی جائے تو وہان جائین نہ ہم
چھوڑدی جب آشنائی چھوڑدی

صومعہ مین جاکے اب کچھہ خاک اُڑائین
بتکدہ مین جبہہ سائی چھوڑدی

حضرتِ رونق حرم کو کیون گئے
کیا بتون سے آشنائی چھوڑدی

ہی جو سرشار کیا ارادہ ہے
مستِ پندار کیا ارادہ ہے

ہون گرانبار کیا ارادہ ہے
لاؤ تلوار کیا ارادہ ہے

ہم ہین ہشیار کیا ارادہ ہے
نگہہ یار کیا ارادہ ہے

گھر کی دیوار و در سے تنگ ہون مین
دیدۂ زار کیا ارادہ ہے

رحمتِ خاص کے بھروسے پر
ہون سیہ کار کیا ارادہ ہے

کشتۂ چشم مست ہی اک خلق
ای لبِ یار کیا ارادہ ہے

عزم سیرِ چمن ہے برق چمن
رشکِ گلزار کیا ارادہ ہے

نہین آتے وہ اور نہین آتے
نالۂ زار کیا ارادہ ہے

سرِ عاشق پہ یہہ ہجوم بلا
اے شبِ تار کیا ارادہ ہے

قتل عاشق ہے ماتم عالم
او ستمگار کیا ارادہ ہے

دل چلا ہے سوئی صفِ مژگان — بے مدد گار کیا اِرادہ ہے

غم سے گھل گھل کے ہو گیا کانٹا — اب تنِ زار کیا ارادہ ہے

وائی عاشق کہ جاؤ غیر کے ساتھہ — سوئی گلزار کیا ارادہ ہے

قتل کرنا کہ مست بادۂ خلق — ای وفادار کیا ارادہ ہے

کوئی درمان بجز وصال نہین — دلِ بیمار کیا ارادہ ہے

آبروئی ہلال عید ہے کیون — ابروئی یار کیا ارادہ ہے

ہون ارادہ پہ اپنے مین نازان — ہی سوئے یار کیا ارادہ ہے

کاہش جان و تن ہے کیا آخر — ای غمِ یار کیا ارادہ ہے

پائی پر آبلہ ہے دشت نورد — اب کہین خار کیا ارادہ ہے

سعیٔ دلکش خیالِ جان پرور — طلب یار کیا اِرادہ ہے

نہین اُنکو وصال کا اقرار — اور نہ انکار کیا ارادہ ہے

کب تک آماج گاہ سینہ رہے — ای کماندار کیا ارادہ ہے

۳۴۶

دل لیتا ہے درد دیکر دل
رونق زار کیا ارادہ ہے

کچھہ نہین بھی تو نامہ بر کچھہ ہے — کہ ادہر کچھہ ہے اور اُدہر کچھہ ہے

ربط ہو غیر سے اگر کچھہ ہے — اسطرف بھی مگر نظر کچھہ ہے

یہہ بھی اقرار فتنہ گر کچھہ ہے — شام تو کچھہ ہے اور سحر کچھہ ہے

رنجش ای غیرتِ قمر کچھہ ہے — ترچھی ترچھی ادہر نظر کچھہ ہے

یو نہین عالم خراب تر کچھہ ہے — اپنے عالم پہ بھی نظر کچھہ ہے

سبکو چشمک بہم گر کچھہ ہے — اس نظر سے نظر نظر کچھہ ہے

پھر عاشق ہے بے گمان جو برق — وہ نگہہ اُنکی غیر پر کچھہ ہے

محشرستان ہی گوشہ گوشۂ بزم — فتنہ انگیزئ نظر کچھہ ہے

سر کے بل اُسطرف کو چلتا ہون — قدمِ عشق بیشتر کچھہ ہے

بیخبر ہے وہ ہر دو عالم سے — جسکو اُس شوخ کی خبر کچھہ ہے

بنے آماجگاہِ تیرِ نگاہ — جب تو جانین کہ ہان جگر کچھہ ہے

دیکھنا ایک دن وہ آئین گے — گرمی آہ مین اثر کچھہ ہے

یہان کوئی ماجرا شریک نہین — ہی اگر کچھہ تو چشم تر کچھہ ہے

دلِ دشمن ہے یا ہماری جان — تیری مٹھی مین فتنہ گر کچھہ ہے

ابھی ملجائین وہ اگر آ کر — گر یہ کچھہ ہے نہ دردِ سر کچھہ ہے

مٹ گیا قصہ مر گیا عاشق — ہو مبارک تمہین خبر کچھہ ہے

میرے پہلو مین دل نہین میرا — کچھہ کہو تمکو بھی خبر کچھہ ہے

جستجو بھی وہین وہین ہے نظر — جلوہ ریزی جدھر جدھر کچھہ ہے

ہی تماشہ بقدرِ ذوقِ نگاہ — دیکھتا ہون جدھر اُدھر کچھہ ہے

اک نہ ملنے کے سب بہانے ہین — مست کچھہ ہے نہ بیخبر کچھہ ہے

شکوۂ غیر اور مرے آگے — خیر اَی غیرت قمر کچھہ ہے

وہان تغافل ہے اضطراب یہان — تو اُدھر کچھہ ہی اور ادھر کچھہ ہے

چارہ جو ہون وہ غیر سے یعنی — کیون کہون آہ مین اثر کچھہ ہے

بوالہوس پھوڑتے ہین سر اپنا — سچ ہے اُسکا بھی سنگِ در کچھہ ہے

لن ترانی دیم طلب کس سے — مین طلبگار ہون نظر کچھ ہے

کیا نظر ہے نظر لگے نہ کہین — تمکو تا کا غضب نظر کچھ ہے

عشق اور عشق مین کچھ اور رہو نہین — سحر اور سحر کا اثر کچھ ہے

حالِ عاشق سے اور یہہ بیخبری — جذب گستاخ کی خبر کچھ ہے

بی پری نے اڑا رکہا ہے مجھے — کسکو پروائی بال و پر کچھ ہے

چشم عاشق مین روز حشر سہی — شب فرقت دراز تر کچھ ہے

کہہ چکا مین طویل ہے روداد — سن چکے آپ مختصر کچھ ہے

مین کہے جاؤن تم سنے جاؤ — قصہ اپنا دراز تر کچھ ہے

وعدہ کچھ ہے وفا کرین معلوم — جی مین کچھ ہے زبان پر کچھ ہے

مرشا ہے یہین کوئی پامال — دیکھنا نقش سنگ در کچھ ہے

مدعا کچھ ہے اب دعا کچھ ہو — کہ دعا کچھ ہے اور اثر کچھ ہے

نہ سنو تم کہ داستان ہے مری — مین کہونگا کہ مختصر کچھ ہے

بی حلاوت نہین کلام رقیب — ہمکلام آپ سے مگر کچھ ہے

نوشِ جانِ عدو ہے تلخی مرگ — لب مین کیفیت شکر کچھ ہے

زہرِ دشنام مین ملا سب نوش — لب نوشین مین بہی اثر کچھ ہے

تا ہی تم دشنہ آزما نہوئے — غیر اور دعوی جگر کچھ ہے

تمکو دیکھا ہے اب کسی دیکھین — اپنی آنکھون مین جلوہ گر کچھ ہی

جلوہ ہے مفت عام ہے دیدار — تاب نظار کی اگر کچھ ہے

یہان کہان سے نظر مین لائین نظیر — اُسکے جلوہ مین جلوہ گر کچھ ہے

راز کہلتا ہے کیون حجاب کیا / سو نہہ چھپانے سی جلوہ گر کچھہ ہے

طعنۂ بے خودی کسی پر کیون / تمکو آپ کی بہی خبر کچھہ ہے

حسن اور حسن بہی ترقی پر / جلوہ پردی مین پردہ در کچھہ ہے

یہہ بلا ہے کسی کسیکی نظر / تم نہ جانا کہ بام پر کچھہ ہے

آہ سوزان پہنچگئی شاید / شور سا آج چرخ پر کچھہ ہے

جان ایک اک کو ہے تو ذکر انکا / دلمین کچھہ ہے زبان پر کچھہ ہے

عزم سوئے عدم تو ہی رونق
توشۂ راہ بہی مگر کچھہ ہے

چشم تر سی ہو مقابل تاب کیا برسات کی / آبرو اسنے گہٹائی بارہا برسات کی

جہوم کر آئی ہی کیا کالی گہٹا برسات کی / دیدۂ تر مین سمائی ہی ہوا برسات کی

ہی حقیقت روبروئی گریہ کیا برسات کی / ابتدائی چشم تر ہی انتہا برسات کی

سردی و گرمی تو گذرین انتظار وصلمین / صاف اب فرمائی مرضی ہی کیا برسات کی

ابر غم باران گریہ برق آہ آتشین / ہی ہماری گہر مین کیفیت سدا برسات کی

قطرۂ قطرہ ریزہ الماس ہی دل کیلئے / ہجر مین صورت نہ دیکھون یا خدا برسات کی

دیدۂ تر نے مری سرسبز جنگل کر دئے / کشت پر دہقان کی اب حاجت ہی کیا برسات کی

ابر ہو باران ہو صہبا ہو چمن ہو یار ہو / ایفلک اس رنگ سے صورت دکہا برسات کی

ہان دکہادی رنگ اپنا تو بہی آج ای چشم تر / دیکہتا ہے سیر وہ گلگون قبا برسات کی

دیدۂ گریان رونق سے مقابل کیون ہوئی
آبرو رکہے زمانے مین خدا برسات کی

ہی طلوع صبح عاشق کی فغان کا وقت ہے
ہان یہی ہنگام شورش ہی اذان کا وقت ہے

فصل گل آخر ہوئی اور اب خزان کا وقت ہے
پھر ہی بلبل بنای آشیان کا وقت ہے

ہین وہ بیخواب او چہیڑین ذکر بخت خفتہ کا
نیند ابہی آجائیگی یہہ داستان کا وقت ہے

اپنی اپنے وقت ہین گاہی چنین گاہے چنان
تہا ہمارا بہی کبہی اب آسمان کا وقت ہی

وہ نگاہین پڑرہی ہین دلپہ اپنی پے بہ پے
خنجر و شمشیر و پیکان و سنان کا وقت ہی

دوپہر کو دہوپ ہین اعدا کے گہر جاتے ہو روز
آپنے ایجان نکالا یہہ کہان کا وقت ہی

لوگ کہتے ہین کہ ہی وقت معین موت کا
وہ نگہہ پڑجای دلپر پہر کہان کا وقت ہی

ہی سر عاشق تہ تیغ اور زبان صرف سپاس
عشق اسے کہتے ہین یہ ہی امتحانکا وقت ہی

بستر راحت پہ سوتے ہین وہ خواب ناز سے
ایدل نالان یہی تیری فغانکا وقت ہے

صاف مقتل سی نکلجاتے ہین جو ہین بوالہوس
جب سمجہتے ہین کہ ہان اب امتحانکا وقت ہے

بعد ترک عشق بہی ہمکو نہ کچہہ راحت ملی
جب تمہارا وقت کا اب آسمانکا وقت ہی

لیلی و عذرا و شیرین کا زمانہ ہوچکا
وہ ہی وہ ہی اب اُنہی جان جہانکا وقت ہے

ابر نیسانی کی شہرت ہوگی اپنے وقت پر
اب ہمارے دیدۂ گوہر فشان کا وقت ہے

عہد مین اب آپکے ہوتا ہی یہ کچہہ کشت و خون
آدمی کہتے ہین اب چنگیز خانکا وقت ہے

میکشو کعبہ سے آیا اُٹہہ کے ابر نو بہار
گردش جام شراب ارغوان کا وقت ہی

ذکر بزم غیر چہوڑو وصل کی باتین کرو
وہ وہان کا وقت تہا اور یہہ یہانکا وقت ہے

شمع محفل وہ ہین اور پروانہ اہل انجمن
اب ظہور نالۂ آتش فشان کا وقت ہی

قیس اور فرہاد و وامق کا زمانہ تہا کبہی
اب جہانمین رونق بے خانمانکا وقت ہی

دلمین اُسنے مکان بنایا ہی / دیکھنا گھر کہان بنایا ہے
تمنے کیا آستان بنایا ہے / سجدہ گاہ جہان بنایا ہی
اُسکے جلوہ نے بزم کو اُسکی / محشرستان جان بنایا ہے
جور سہلون کہ داد لون اُس سے / جسنے یہہ آسمان بنایا ہی
رشک یہہ ہے کہ یاد نے اُسکی / غیر کا دل مکان بنایا ہے
ضبط راز اور یہہ مضطرب دل واہ / ہمنے کیا راز دان بنایا ہے
آسمان نے گرائی ہے بجلی / ہمنے جب آشیان بنایا ہی
ہی ستم سا ستم کہ اُس بت نے / غیر کو راز دان بنایا ہے
عشق کے بہی معاملے ہین غضب / سود میرا زیان بنایا ہے
کیا کہین اُسکی بے دہانی کو / ہمکو بہی بے زبان بنایا ہے
آپ کے روز و شب کے رہنے کو / دلمین ہمنے مکان بنایا ہے
سایہ پرورد بیکسی کے لئے / آسمان سائبان بنایا ہے
داغ اچہے دئے کہ دل کو مرے / چمن بے خزان بنایا ہے
ہے غضب دود آہ عاشق بہی / اک نیا آسمان بنایا ہے
حسن ہے قابل جہان کہ تمہین / جان جان جہان بنایا ہے
ای ہیمہربان مقدر کے / آپ کو مہربان بنایا ہے
جلوہ انجم فشان ہر وقت خرام / راہ کو کہکشان بنایا ہے
مٹنے والون کو کیا نشان سی غرض / کیون لحد کا نشان بنایا ہی
جاؤن خود رفتگی سی ہی نہ جہان / آپ نے وہان مکان بنایا ہے

چار دن کو چمن ہین ای بلبل		تو نے کیون آشیان بنایا ہی

کوچہ اُس رشکِ حور کا رونق
حق نے باغ جنان بنایا ہے

قتل کر ڈالو مجھے تلوار سے		فائدہ کیا روز کی تکرار سے
آئینہ رخسار کہتے ہین غلط		آئینے ہین آپ کے رخسار سے
ہو گئے جب ایک دونو کفر و دین		کام کیا پہر سبحہ و زنّار سے
ہای وہ انکار سا تہہ اک شرم سے		مجھکو ہے بہتر تری اقرار سے
جس مکان ہین وہ نہون ہان کیا کرین		سر کو پہوڑین کیا در و دیوار سی
جبین سے کچہہ خاک اُڑائین عشق مین		کیا کرین بیٹھے ہوئے بیکار سی
ہی یہہ کسکا ذکر رنگین عندلیب		پہول جہڑتے ہین تری منقار سی
دیکھکر جوشِ سرشکِ چشم تر		خوف آتا ہے در و دیوار سے
دیدۂ گریان کو میرے دیکھنا		جا لڑا ہے ابر دریا بار سے
ہای اُنکا ناز سے ہونا خفا		اور وہ پہر دیکھہ لینا پیار سی
کیا سنیگا حالِ دل وہ بیوفا		جسکو نفرت ہے مری اشعار سی
قطرۂ اشکِ ندامت ایک ہی		ہے زیادہ لاکہہ استغفار سے
سنکے میری نغمے مرغانِ چمن		نوچتے ہین بال و پر منقار سے

۴۵۱

حضرت رونق کہو کیا حال ہے
تم تو آتے ہو نظر بیمار سے

تعلق ہے کسے زلفِ دوتا سی		بلا ہے دل کہ الجہا ہے بلا سے

وہ اور چپ چپ ہین کچھہ شرم و حیا سے | کوئی اب کیا ہو فریادی خدا سے
سوا اسکے کہ چھپتے ہو حیا سے | تمہاری ہاتھہ کیا آیا جفا سے
اٹھائین ہاتھہ کیون جور و جفا سے | ہم اور شکوہ کرین انکا خدا سے
جفا کچھہ دلنشین تر ہی وفا سی | مجھے مطلب ہے تسلیم و رضا سے
لپٹ کر یون چلے اس نقش پا سے | الجھکر جی سے لڑتا ہون ہوا سے
کوئی مٹجائے مرجائے بلا سے | وہ دیرتک آئین کیون دلبرا سے
کھلا عقدہ نہ کھلنے کی ادا سے | بندھے ہین دل بہت بند قبا سے
جما ہے کچھہ یہہ رنگ خون عاشق | کہ ہین وہ دستکش رنگ حنا سے
وہ کچھہ ہین جو پڑی اس راہ مین ہین | ملا کرتی ہین آنکھین نقش پا سے
امید اب صبر و خاموشی سی رکھئے | کہ ہین مایوس تاثیر دعا سے
ہوا ہے جلوہ شوق دید کچھہ اور | ہمارا درد بڑھتا ہے دوا سے
مراد آئی کہ وہ تیر افگن آیا | یہی کچھہ چاہتے تھے ہم خدا سے
غضب ہی خرمن خوشوقتی غیر | جلا دین برق آہ شعلہ زا سے
گران ہے خاک زار الفت دوست | ہوا آئے تو اڑ جائے ہوا سے
وہ سر کاٹین ہمارا کام ہو جائے | دعا ہے یا کسیکی بد دعا سے
کہا کیا سنکے میرا درد یعنے | دوبارہ پھر کہو تم ابتدا سے
اٹھا لین ہاتھہ وہ عشق عدو سے | محال اور چاہتے ہین ہم خدا سے
دعا کو بد دعا ہم جانتے ہین | یہہ کچھہ دیکھا ہے روز بد دعا سے
نپوچھو کچھہ ہمارے دلکی حسرت | مگر ہان دیکھہ لو تم اک ادا سے

کہے جاؤن سنے جاؤ مرا حال
غرض کیا ابتدا سے انتہا سے
شب فرقت مین کیا کیا کچھہ نگذرا
مگر مجبور ہے انسان خدا سے

تمہارا حال ہے کچھہ اور رونق
نظر آتے ہو حضرت مبتلا سی

حیران ہون کہہ رہا ہی کیا یار چلتی چلتے
کہنا نہ کچھہ زبان سے زنہار چلتی چلتے
فقرہ سنا گیا کیا وہ یار چلتے چلتے
کل رہگئی عدو سے تلوار چلتے چلتے
راہ طلب مین تیری ای یار چلتے چلتے
چلنا بہی ہوگیا اب دشوار چلتے چلتے
کیا کچھہ کیا اشارا ای یار چلتی چلتے
دشمن نے کی جو مجھہ سی تکرار چلتی چلتے
آیا ہون مثل سایہ لپٹا ہوا قدم سی
تا بزم غیر لایا خود یار چلتے چلتے
گر واُس مکان کے ہمنے کتنی لگائی چکر
تہک تہک کے رہگئی سب غمخوار چلتی چلتی
آئی نہ چال تیری کبہک دریکو صبا
اک عمر اُسکو گذری ای ناز چلتے چلتے
تیرا بہی نام ہوگا اپنا بہی کام ہوگا
ہو تیغ کا ادہر بہی اک وار چلتے چلتے
وحشت مین جا کے کیجے کیا خاک دشت گردی
اب پاؤن ہوگئی ہین بیکار چلتے چلتے
دشنام جائے خلعت دی ہمکو وقت رخصت
دو چار اُٹہتے اُٹہتے دو چار چلتے چلتے
جب سی گئی یہان سے جہانکا نہ پہر ادہر
کیا کیا کئے تہے تمنے اقرار چلتے چلتے
وحشت مین چاک ہمنے یہہ پیرہن کئے ہین
ہاتہہ اپنے ہوگئی ہین بیکار چلتے چلتے
یہہ کج ادائیان کیا تم راستی پہ آؤ
سیدہے چلو نہ بد رفتار چلتے چلتے
کیا اعتبار اُسکا ہوتا ہے روز ہم سے
اقرار اُٹہتے اُٹہتے انکار چلتے چلتے
پہرتے رہے یہانتک اُس گل کی جستجو مین
آخر کو ہوگئے ہم بیمار چلتے چلتے

سر پھوڑتے پھروگے ہر گام پہ تو رونق
چھوڑوگے کسکے گھر کی دیوار چلتے چلتے

جان نثاروں کو جو اک ذوق نظر ہوتا ہے
یہی تو دردِ دل و دردِ جگر ہوتا ہے

مجلس افروز جو وہ رشک قمر ہوتا ہے
اور کچھہ حالِ دلِ اہلِ نظر ہوتا ہے

جو نہ ہم دیکھہ سکیں پیشِ نظر ہوتا ہے
خجلت آلودہ نگاہوں میں اثر ہوتا ہی

ٹکڑے آواز سے ظالم کے جگر ہوتا ہے
کیا شبِ وصل غضب مرغ سحر ہوتا ہی

سہل عشاق کو ہستی سے سفر ہوتا ہے
رہبر ملک عدم فکر کمر ہوتا ہے

لاکھہ تڑپوں کہیں کچھہ لطف ادہر ہوتا ہے
وو ہی ہوتا ہے کہ وہاں مدِ نظر ہوتا ہے

ہیں اور انواع تحمل کی دعائیں ہر دم
بسکہ ہر بار بانداز دگر ہوتا ہے

شب رو مرحلۂ شوق بہی ہتا ہی کبھی
اک دراز مزمۂ مرغِ سحر ہوتا ہے

ہر دم منتظری شام پکڑتی دشوار
ہمکو ایک ایکدم ایک ایک پہر ہوتا ہے

اک اشارہ پہ ہم اور غیر ہیں سرگرم جدال
دیکھئے وہ ستم ایجاد کدہر ہوتا ہی

منتظر جان بلب اور صرفہ نگہہ میں کچھہ
کہیں ایسا ستم ایشوخ نظر ہوتا ہی

نالہ ہر چند بد آموز ہے لیکن اُسکا
کہیں اُس منزل دلمیں ہی گذر ہوتا ہے

کیا پتہ کس سے حسینوں کی نظر ملتی ہے
کہ نگہہ کا دلِ عشاق میں گھر ہوتا ہے

کیوں عبث صبح کی امید میں مرتا ہی کوئی
شبِ غم میں بھی کہیں رنگ سحر ہوتا ہے

بیخودانہ غضب اُس راہ میں ہم چلتے ہیں
پانوں رکھتی ہیں کدہر وہیاں کدہر ہوتا ہے

غم سی گھٹ گھٹ کے یہہ ہوتا ہی کہ بنتا ہی ہلال
کیا مقابل تری عارض کے قمر ہوتا ہے

مر گیا پھوڑ کے سر کوہکن اور کچھہ نہوا
جان دینے میں بھی اک رنگ ہنر ہوتا ہے

سچ ہی اور سچ کہ حسین جملہ وفا دشمن ہین
جھوٹ اور جھوٹ کہ الفتمین اثر ہوتا ہی

بوالہوس سی تو ہو تم دشمن عاشق تم ہو
مگر الٹا ہی محبت مین اثر ہوتا ہے

اپنی عالم کے لئے کوئی بنا لینگے فلک
جمع سینہ مین ابہی دود جگر ہوتا ہے

ہو نہو گریہ فزا ہے خبر مرگ رقیب
دامن اشکو نسی ہان کیا یونہین تر ہوتا ہے

ناز انکو کہ ادہر نقش وفا ہی بی سود
ہمکو دعوی کہ محبت مین اثر ہوتا ہی

حشر ہی حشر کچھہ انجام شب وصل نپوچھہ
چاک دل مثل گریبان سحر ہوتا ہے

دلمین ارمان نہین ہٹتا انہین جب دیکھہ لیا
اور جو ہوتا بہی ہی تو وقف نظر ہوتا ہی

دیکھہ پائے ہین مری سنگ کبہی صبح وداع
چاک کیون سے و گریبان سحر ہوتا ہے

دلمین آجاؤ رہ چشم سی چہپکر کہ یہان
کب تصور کو بہی اس یار گذر ہوتا ہے

عشق اور کچھہ اثر اسکا نہ کہین ہو تو یہہ
ظاہرا کچھہ نہین ہوتا ہے مگر ہوتا ہی

کیا فقط دل ہی کے جانے پہ بلا ہی ٹلتی
جان کا بہی تو محبت مین ضرر ہوتا ہے

ہم بہی دل کھول کے روئی ہین شب فرقت مین
ایک دو اشک سے دامن کہین تر ہوتا ہی

نگہہ عربدہ پرواز مشاتی ہے کسے
یار کسکا فلک شعبدہ گر ہوتا ہے

پہر سمجھہ جاؤ تو اچھا ہی کہ بہی وہ یہ فغان
جسکے صدمے سی جہان زیر و زبر ہوتا ہے

جو گیا یہان سی وہان پہر نہ وہ آیا رونق
کیا برا ملک عدم کا بہی سفر ہوتا ہے

سلام

۳۵۲

محو ہی جب قتل شاہ دو جہان ہونے لگے
درہم و برہم زمین آسمان ہونے لگے

جب سفر کو مہرسان حضرت روان ہونے لگے
خاک کے ذرے بھی نجوم آسمان ہونے لگے

سامنے شہ کے کہلا راز دلِ اہلِ نفاق
جتنے کینے دلمین تہے پنہان عیان ہونے لگے

حضرت شبیر کے غم مین یہہ کچھہ روئی زمین
کربلا مین خون کے چشمے روان ہونے لگے

جوش زن کما کیا ہوا بحر شجاعت شاہ کا
جب نمایان فوج اعدا کے نشان ہونے لگے

دیکھکر کوفہ مین نیزے پر سرِ ابن علی
دوست محزون اور دشمن شادمان ہونے لگے

خلد مین بیتاب سی بیتاب تہین بنت نبی
پیاس کے صدمہ سے جب شہ نیمجان ہونے لگے

کیا حقیقت ہے ہماری اور ہم کیا مال ہین
حضرت شبیر کے جب امتحان ہونے لگے

بولتے تہے جس چمن مین بلبلانِ مصطفےٰ
اسجگہہ زاغ و زغن کے آشیان ہونے لگے

حلق پر خنجر پہرا جب سید مظلوم کے
دیکھکر گریان زمین و آسمان ہونے لگے

حاکم کوفہ سے رکہین دلمین جو امیدِ زر
وہ شہ مظلوم کے کب رازدان ہونے لگے

ہے غضب ذکر عزاے بادِ زہرا دل شگاف
ٹکڑے ٹکڑے سنکے دل مثل کتان ہونے لگے

دل مین جسنے غم رکہا سبط رسول اللہ کا
رونق اُس پر منکشف رازِ نہان ہونے لگے

اے سلامی عرش سے بڑہکر ہو شانِ کربلا
مصطفےٰ کے لخت دل ہین درمیان کربلا

اے سلامی ہو سکے کس سے بیان کربلا
وہ سُنے جو سنگدل ہو داستانِ کربلا

جاتے ہین ہر اک طرف سے زائران کربلا
جائینگے جنت کو سید ہی رہروان کربلا

قتل ہون یون بیگنہ سب کشتگان کربلا
گر پڑا پہٹ کر نہ تو اے آسمانِ کربلا

خلد سے بہی ہے زیادہ عزو شان کربلا
ہین وہ خوش قسمت ملا جنکو مکان کربلا

کربلا ہے جان اور سب جسم ہے روئی زمین
روضۂ پاک جناب شاہ جان کربلا

حشر مین ایک حشر ہوگا دیکھہ لینا روز حشر
خونچکان جسوقت آئے زخمیان کربلا

ایک سی ساری زمین ہی فرق کچھہ اسمین نہین
بڑہ گئی ہے آپکے مدفن سے شان کربلا

اُنکی قسمت کی قسم کہائین اگر تو ہے بجا
جیتے جی جنت مین ہین باشندگان کربلا

عشرۂ ماہ محرم مین عبادت ہے یہی
چاہیئے ہر ایک کو سننا بیان کربلا

ای فلک بدبخت جائی خوان جو اُنکے لیئے
فاقہ کش اور تشنہ لب تہی میہمان کربلا

ہوگیا پامال باغ مصطفے افسوس ہے
لٹ گیا یکبار سارا کاروان کربلا

دفن ہین اس خاکمین جو گلبن باغ نبی
ہے بہار خلد سے بڑہکر خندان کربلا

مین انوار سے معمور رہتا ہے مدام
سب جہان سے کچھہ نرالا ہی جہان کربلا

کاتب قدرت نے لکھا تھا یہی تقدیر مین
قتل بے جرم و گنہ ہون بے زبان کربلا

سر جھکا یا ہنسکے تسلیم و رضا مین آپنے
جب ہوئے ظاہر شہ دین پر نشان کربلا

قدسیان سنتے ہین جب اسکو تو پڑہتے ہین نماز
عرش پر جاتی ہے آواز اذان کربلا

کربلائی پاک کی رتبت کو کیا جانے کوئی
خالق ارض و سما ہے رتبہ دان کربلا

جبہہ سائی روز و شب کیونکر نہ اس در پر کرین
کعبہ اہل صفا ہے آستان کربلا

پر معاصی ہون کہ ہون معصوم لیکن روز حشر
جائینگے سب خلد مین باشندگان کربلا

روز و شب یہہ ہی دعا ہی رونق خستہ کی
یا الہی دفن ہون مین درمیان کربلا

۴۸۶

ذکر سرور مین سلامی دل لگانا چاہیئے
جائی اشک آنکھون سی خوندل بہانا چاہیئے

نام شہ پر ای سلامی گہر لٹانا چاہیئے
مسکن اپنا باغ جنت مین بنانا چاہیئے

عزم ہے اصحاب نے روکا تو حضرت نے کہا
سر کے بل راہ خدا مین ہمکو جانا چاہیئے

جسکو پالا ہو رسول اللہ نے آغوش مین
ای فلک یون خاک مین اُسکو ملانا چاہیئے

شاہ فرماتے تھے جی جائی تو جائی غم نہین
راہ تسلیم و رضا مین سر جھکانا چاہیئے

مصطفےٰ سجدی مین اور دوشِ مقدس پر حسین
مرتبہ ابن علی کا یہان سی جانا چاہیئے

شہ کے غم مین ایک دو آنسو اگر نکلے تو کیا
چشم تر سے اشک کا دریا بہانا چاہیئے

یاد کرتے ہین فلک پر قصہ جور یہود
کربلا مین حضرتِ عیسی کو لانا چاہیئے

جل رہا ہے خیمۂ شبیر اور پانی نہین
رو ہی اور رو کے اشکون سی بجھانا چاہیئے

دیکھکر کہتے تھے اعدا حضرتِ عباس کو
ہو سو ہو لیکن انہین قابو مین لانا چاہیئے

خاندان مصطفےٰ کے قتل کے دن تھے یہی
آپ رونا چاہیئے سبکو رلانا چاہیئے

کربلا کی خاک کو کحل الجواہر کی طرح
ای اولی الابصار آنکھون سی لگانا چاہیئے

شاہ فرماتے تھے اہل بیت سی رو کر یہ ہم
ظلم اُٹھانے کے لئے ہین ظلم اُٹھانا چاہیئے

عشرۂ ماہِ محرم ہی غمِ شبیر مین
دل لگانا چاہیئے آنسو بہانا چاہیئے

اعتقاد خاص سی لکھا ہی رونق یہہ سلام
روضۂ شاہِ شہیدان پر سنانا چاہیئے

سلام اُسپر کہ ایک عالم مین اسکے قتل کا غم ہی
شہید کربلا کا ذکر ہے اور بزم ماتم ہے

چمن مین بزم غم ہی جو شجر ہے نخل ماتم ہی
جہان ہے درہم و برہم محرم ہی محرم ہی

سلامی کیا قیامت رویتِ ماہِ محرم ہی
کہ گھر گھر حشر کا عالم ہی گھر گھر شورِ ماتم ہی

سلامی آج کیا دن ہی یہہ کسکا شور ماتم ہے
کہ جس سی ہی پریشان خلق برہم نظم عالم ہے

عزائی کعبۂ دین قبلہ ایمان مین روتا ہون
مرا ہر قطرہ اشک آبرو ہی آب زمزم ہے

زمین و آسمان کیونکر نہ روئین خون آنکھون سے
بیان سید مظلوم ہی ماہ محرم ہے

محبت سی غم شبیر جنکے دلمین ساری ہے — ہلال عید بہی اُنکے لئے ماہِ محرم ہے

بہت ارکانِ ایمان مومنون پر فرض ہین لیکن — محبت اہل بیت پاک کی سب پر مقدم ہے

زمین کربلا پر کوئی دیکہے نعش سرور کو — کہ کیا آلودہ خون و خاکمین نورِ مجسم ہی

محبت پنجتن کی فرض ہے اور جو نہین یہ کہتا — وہ نادان ہی وہ جاہل ہی وہ کافر ہی وہ ظلم ہے

یہہ سب کہتے ہین کچھہ دل ٹوٹتا ہی خیر ہو یارب — کہ عزم شاہ ہی کوفہ کی جانب اور مصمم ہی

گری تہی جس زمین پر نعشِ پاک سید عالم — زمین اُسکو نہ سمجہو سطحۂ عرش معظم ہے

غم شبیر مین گلزار بہی ہی اک عذاب جان — کہ مجکو آتش گل صورتِ نارِ جہنم ہے

شرف پایا ہی یہہ کچھہ مشہدِ شبیر ہو نیسے — کہ ہر نخل زمین کربلا اک نخل مریم ہے

غم ابن علی مین روز و شب کچھہ مین یہ نہ تا ہون — نہین معلوم اصلا یہہ سفر ہی یا محرم ہے

بجز رنج و غم شبیر سب کچھہ ہی حرام ہمین — یہی باعث ہے جو نام اس مہینہ کا محرم ہی

پڑی ہین خاک و خون مین خیمیان کربلا والے نہین — کوئی درمان نہین ہی نہ بخیہ ہی نہ مرہم ہی

پے دنیا کیا ہے ذبح سبط فخر آدم کو — غضب کی قہر کی آفت کی یہہ اولاد آدم ہے

۲۵۸

کوئی مٹتا ہی لوحِ دل سے میری یہہ کبہی رونق
کہ دلمین عشق آل پاک نقشِ اسم اعظم ہی

شہ کو رن مین جو شام ہوتی ہے — صبح روز قیام ہوتی ہے

تیغ شہ بے نیام ہوتی ہے — آج دنیا تمام ہوتی ہے

گریہ واجب ہے شاہ کے غم مین — نار دوزخ حرام ہوتی ہے

آب خور تو کہان محرم مین — زندگی بہی حرام ہوتی ہی

غم سرور مین آہ بہی اپنی — صبح فردِ سلام ہوتی ہی

شاہ ہر دو سرا کے ماتم مین | روح خیر الانام ہوتی ہی
جو غمِ شاہ سی ملول نہین | زیست اُسپر حرام ہوتی ہے
جسپہ رحمت ہو شاہ کے غم مین | رحمت اُسپر مدام ہوتی ہے
آپ کی ایک نگاہ مین یا شاہ | آبروئی غلام ہوتی ہی
آجکل لب پہ مومنون کے صدا | یا علی یا امام ہوتی ہی
اہل کین کہہ رہی تھے یہ باہم | جنگ ہو جلد شام ہوتی ہی
شاہِ والا کی پیاس کے قربان | روح ہر تشنہ کام ہوتی ہی
تیغِ شہ برقِ جانِ اعدا تھی | نہین ایسی حسام ہوتی ہے

رونق اس غم مین روئی شب سے روز
شاد روحِ امام ہوتی ہے

سہرا

سہرۂ برخوردار صاحبزادہ محمد عنایت اللہ خان مرحوم ابن اخوان صاحب صاحبزادہ محمد جمال خان صاحب مرحوم

روئی نیکو پہ جو تیری نظر آیا سہرا | ہو کے خوش چرخ پہ ناہید گایا سہرا
تاب گرمی نظر کی نہین عارض کو تیری | رخ پہ رکھتا ہی اسیو سطرے سایا سہرا
عقد پروین نے بھی گردو بلائین لیلین | تیری رخسار نیکو جو خوش آیا سہرا
الجھین آپس مین کیون شک سے نہ کی لڑیان | تجھ سی نوشاہ نی جب سر پہ چڑھایا سہرا

رخ رنگین جو نزاکت سی ترا سنج ہوا
تیری اقبال نے ہاتہون سی اُٹہایا سہرا

اہل گردون کو بہی ارمان تری نیمی کا تہا
مہر نی تار شعاعی سے بنایا سہرا

تیری سر تک جو رسائی ہوئی تو شاد ہے
کچہہ یہ پہولا کہ نہ جامہ مین سمایا سہرا

ایک مدت سے یہہ حسرت تہی جہان کے دل مین
شکر صد شکر کہ خالق نے دکہایا سہرا

ہو مبارک تجہے ای نور بصر لخت جگر
گل مضمون سے جو رونق نے بنایا سہرا

سہرۂ برخوردار صاحب زادہ محمد عبید اللہ خان
ابن اخوانصاحب جناب نواب وزیر الدولہ بہادر مرحوم مغفور

ہو سکے مجہہ سی کہان وصف بیان سہرے کا
تجہہ سی نوشہ کے ہو جب سر پہ مکان سہرے کا

چاند سی کہڑی پہ نوشہ کی رہی جب شب و روز
سینہ کیون چاک نہو مثل کتان سہرے کا

آب گوہر سی دہن چاہیئے دہونا پہلے
چاہتا ہون کہ کرون وصف بیان سہرے کا

سر پہ دیکہا تری سہری کو تو عالم نے کہا
دیکہنا مرتبہ پہنچا ہی کہان سہری کا

باغ ہستی مین بہار آئی تری سہرے سے
نام سنکر ہوئی کافور خزان سہرے کا

زیست ہر شخص کی وابستہ ہی اُس سہرے سے
تار ہر ایک ہے تارِ رگِ جان سہرے کا

از سر نو تری شادی سی ہوا ہے روشن
مٹ گیا ٹونک سے تہا نام نشان سہرے کا

نام جس لخت جگر کا ہے عبید اللہ خان
رونق آسکے لئے یہہ کچہہ ہی بیان سہرے کا

۴۶۱

سہرۂ فرزند ارجمند برخوردار صاحب زادہ علی احمد خان

رخ یہ نوشہ کے مجھے جب نظر آیا سہرا
میری آنکھوں میں مری دلہن سمایا سہرا

سر پہ نوشہ کے بندھا ناز میں آیا سہرا
کچھ یہہ پھولا کہ نہ آپے میں سمایا سہرا

رشتۂ طولِ حیات و گہر لعل قبول
ساز قدرت نے بہم کرکے بنایا سہرا

اپنے ہاتھوں پہ نثار آپ ہوئی سو سو بار
پئے نوشاہ جو مالن نے بنایا سہرا

جاگ اُٹھے طالع خوابیدہ بہت سی ہر سو
گھر سے دلہن کے بڑی دھوم سے آیا سہرا

پردۂ ابر سے خورشید فروزاں نکلا
اپنے عارض سے جو نوشہ نے ہٹایا سہرا

دولت خاص سے دل شاد ہیں فیض شاہ عرب
خاتم زر اسے آئی اُسے آیا سہرا

ہی دعا یہہ کہ سلامت رہیں نوشاہ عروس
رہی جب تک کہ زمانہ میں خدایا سہرا

نکہت گل کی طرح پھیل گئی عیش و طرب
سامنے بیٹھ کے مطرب نے جو گایا سہرا

باغ فردوس سے لائی ہیں بنا کر حوریں
کون کہتا ہے کہ مالن نے بنایا سہرا

واہ ری شرم کہ نوشہ نے رخ انور سے
نہ اُٹھایا نہ اُٹھایا نہ اُٹھایا سہرا

قصر اقبال سے ہر ہر طرف آتی ہی ندا
ہو مبارک مری دولہا کو خدایا سہرا

کیا نیا ڈھنگ سے ہے کیا رنگ بھرا ہے رونق
مرحبا خوب کہا خوب بنایا سہرا

۴۶۲

بندھا ہی سر پہ نوشہ کے عجب کچھ زرفشاں سہرا
شعاعِ مہر انور کا ہی ہی ایسا عیاں سہرا

یہہ نوشہ ناز پروردہ ہی شبکا جان ہی سبکی
وفور انس ہی ہی جان جان خاناں سہرا

ثنا کرتا ہی کچھہ حسنِ رخ نوشاہ کی لیکن
نہیں رکھتا زباں سہرا نہیں کہتا زباں سہرا

بندھا کیا ہے کہ سہری کا مقدر کھل گیا گویا
رخ اُس ہی ہمزباں ہو اُس سے ہی ہم داستاں سہرا

تحیر چھا گیا خود آگیا حیرت سے چکر میں
ذرا نوشہ کے سر پر دیکھتے ہی آسماں سہرا

نہ سمجھو شرم سی دو لہا نی اب گردن جھکائی ہے
ہوا ہی جسم نازک پر مگر بار گران سہرا

بہت نازک ہی نوشہ ان سلیقہ سی بنا الن
سبک ہو وزن مین اور قدر قیمت مین گران سہرا

زمین پر آسمان اُسنے بنایا صحن محفل کا
ہوا نوشاہ کے چلنے سی یہہ گوہر فشان سہرا

بنایا باغبان نے خوب ہی گلہائی رنگین سے
بندھا ہی سر پہ کیا نوشہ کے رشک گلستان سہرا

مری نواب کے لخت جگر کی آج شادی ہے
بنا کر لائی گلہائی ارم سی باغبان سہرا

لکھا ہے مینے رونق محض جوش مہر و الفت سی
وگرنہ سوچ تو دل مین کہان مین اور کہان سہرا

سہرۂ برخوردار صاحبزادہ محمد عبید العلیم خان ابن برخوردار صاحبزادۂ محمد عبید اللہ خان

نظر آیا ہے یہہ کس ماہ لقا کا سہرا
کہ زبان پر ہی ہر اک شخص کے سہرا سہرا

گھر سے دلہن کے یہہ کس دہوم سی آیا سہرا
ہمنے دیکھا ہی نہین آج تک ایسا سہرا

جلوۂ حسن سے ہی صاعقہ آسا سہرا
کر تجلی سے ہی رنگی ید بیضا سہرا

حسن ترکیب یہہ کچھہ تا تجلی ایسی
ہمنے ایسا نہین دیکھا نہین دیکھا سہرا

واہ کیا حسن دل افروز ہے اللہ اللہ
کہ ہوا عارض نوشاہ پہ شیدا سہرا

باغ ہستی مین تو ہین عمر تلف کی اُسنے
کچھہ بہی دیکھا نہین جسنے یہہ نہ دیکھا سہرا

جلوۂ حسن نظر سوز سے حیران ہوکر
ہمہ تن چشم بنا بہر تماشا سہرا

اوج سے جانب پستی ہی نزول انجم
بہر پا بوسی نوشاہ ہے جہلکتا سہرا

کسقدر تار شعاعی پہ ہی نازان خورشید
سہری نوشاہ کا شاید نہین دیکھا سہرا

زہرہ و ماہ سے ٹہیرا ہی قران السعدین
ساعت سعد مین نوشہ نی ہی باندھا سہرا

ناز تھا حسنِ خط کاہکشان پر تجھکو
ای فلک کیون مری نوشاہ کا دیکھا سہرا

حق نے سہرا مری دولھا کا دکھایا مجھکو
آسمان تک ہی بندھا دستِ دعا کا سہرا

ایک سے ایک کو تزئین ہی تعجب زیبا ایک کی ایک
شعلۂ طور ہے رخ نور تجلی سہرا

پنجۂ مہر نہین خطِ شعاعی بھی نہین
پھر یہہ کیا ہی کہ جہانسی ہی نرالا سہرا

پیرہن مین نہ سماتے تھی خوشی کے ماری
سبہہ گھڑی دیکھکے مالن نی جو گوندھا سہرا

ہی صباحت سے عجب روئی مصفا کی بہار
موتیون کا رخِ زیبا پہ ہے زیبا سہرا

کیون نہ بالیدگی شوق مین پھولا نہ سمائے
کہ بلائین قدِ رعنا کی ہے لیتا سہرا

کھل گئے عقدۂ مقصود خلائق یکبار
سر سے نوشاہ نے شادی کا جو باندھا سہرا

دستِ گلچین سے جو نوشاہ کے سر تک پہنچا
ناز سے آپ ہی پھولا نہ سمایا سہرا

یا الہی رہین دنیا مین یہہ نوشاہ عروس
تا رخِ چرخ پہ ہو کاہکشان کا سہرا

سن لیا حضرتِ رونق کی زبانسی ہمنے
لوگ کہتے تھے بہت روز سے سہرا سہرا

سہرۂ برخوردار صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان
ابن جناب خوانصاحب نواب زبیر الدولہ بہادر مرحوم مغفور

عجب بہار ہے ای گلعذار سہرے پر
ہوئی ہے خلق خدا جان نثار سہرے پر

نجوم طرہ پہ نوشہ کے رخ پہ شمس و قمر
جہان لباس پہ اور مین نثار سہرے پر

نہین یہ رشحۂ باران پہ ابر نیسان نے
کیے نثار گہر بے شمار سہرے پر

شمار مین نہین آتا بصورتِ انجم
ہوا ہی صرف زر بے شمار سہرے پر

یہہ رنگ کیا ہی ذرا دیکھہ تو سہی رونق
شعاع مہر ہے کیا کیا نثار سہری پر

سہرہ فرزند ارجمند برخوردار صاحبزادہ علی محمد خان

آج جوبن میری نوشہ کے ہی کیا سہری پہ ہے
دیکھتا جو ہی وہ ہوتا مبتلا سہری پہ ہے

دست قدرت نے اُٹھا کر خامۂ مین آفرین
ہو مبارک تجھکو نوشہ یہہ لکھا سہری پہ ہے

ہو گئے خالی خزانے اور کان سیم و زر
سیم و زر کا صرف کچھہ ایسا ہوا سہری پہ ہے

حسن دونا ہو گیا خوبی کا رتبہ بڑہ گیا
دوسرا پہولونکا سہرا جو پڑا سہری پہ ہے

ہو گئے شیدا و مفتون دیکھکر شمس و قمر
ایک ہے دولہا پہ عاشق دوسرا سہری پہ ہے

ساتہہ ہر اک گل کے دل باندہی ہین اہل امید نے
کی مشقت آج مالن نے ہی کیا سہری پہ ہے

چشمۂ خورشید سی جاری ہین نہرین نور کی
حسن کیا دولہا پہ ہرا ور نور کیا سہری پہ ہے

نام مین جسکے علی کا اور محمد کا ہے نام
نور اُس نوشہ کے کیا نام خدا سہری پہ ہے

آج میری لخت دل کے سر پہ سہرا ہی نثار
جان میری رونق بیدل فدا سہری پہ ہے

تضمین بر غزل سید ظہیر الدین المتخلص بظہیر خلف اکبر جناب سید میر جلال الدین مرحوم

دل آشنائی درد ہی درد آشنائی دل
سو جان سے ہون بستۂ دام وفائی دل

کوئی نہین شریک مصیبت سوائی دل
مین اور کنج غمکدہ اور شکوہ ہائی دل

کسکو سناؤن دل کے سوا ماجرائی دل

یارب کبھی کسی پہ کسیکا نہ آئے دل
دن رات مین ہون اور وردِ بلائے دل
کیا کیا بیان کرون قلق و صدمہ ہائے دل
اچھا نہین ہی فاش جو ہو ماجرائے دل
ای کاش دل ہی دل مین رہی مدعائے دل

ہی راست گرچہ کہنے مین یہہ بات ہی رکیک
ملتی نہین ہی شاہ کو بھی ورنہ مین بھیک
یہہ قول اس مقام پہ ہی کیا ہی ٹھیک ٹھیک
ہوتا نہین ہی کوئی بری وقت کا شریک
گر کچھہ بٹائی درد تو شاید بٹائے دل

پہلے سے اُٹھہ گیا ہے جو وہ غیرتِ قمر
دنیا کی اور دین کی مطلق نہین خبر
عنقا ہے خواب بھی صفتِ جلوۂ سحر
شغلِ شب فراق یہی ہی کہ رات بھر
کہتا ہون دل کے سامنے مین ماجرائے دل

ہو گرچہ لاکھہ زخم جگر مین خراش ہو
سینہ مین درد و غم کی جو ہو بود و باش ہو
ہردم یہہ ہے خیال کہ پردہ نہ فاش ہو
ڈرتا ہون فرطِ غم سے نہ دل پاش پاش ہو
کرتا ہون دل کو تھام کے مین ہائی ہائے دل

گاہے اگر مری دلِ روشن کو دیکھہ پائے
نام وفا و عشق زبان پر کبھی نہ لائے
ہو کر نثار پھر نہ کبھی آپ کو جلائے
پروانہ سوزِ عشقِ مجازی کو بھول جائے
ای شمع ایکدم ہو اگر آشنائے دل

مدت ہوئی کہ صدمۂ فرقت کے سہتے ہین
ہردم لبون پہ آہ ہی اور اشک بہتے ہین
وہ بھی نہین ہین فکر مین جو پاس رہتے ہین
سن سنکے میری آہ کو اب وہ بھی کہتے ہین
یارب یہہ دلخراش ہی کسکی صدائے دل

کسکو غرض کہ دل کی حرارت مین جی جلائے
کسکو غرض کہ دلکی رفاقت مین جی جلائے

کسکو غرض کہ دلکی محبت مین جی جلائے — کسکو غرض کہ دلکی مصیبت مین جی جلائے

اپنی خوشی کسی پہ اگر آئے آئے دل

کیون رنج دور دور رشک کے صدمے کوئی اٹھائے — کیون ایک جان زار کو سو آفتین لگائے
کسواسطے کسی سے ملے کیون غضب مین آئے — کسکو غرض کہ دلکی مصیبت مین جی جلائے

اپنی خوشی کسی پہ اگر آئے آئے دل

کون آئے جانِ سوختہ خرمن کیواسطے — کیا لاکہہ جی جلائے ایک تن کیواسطے
کیا مرئے ایک عاشقِ مردن کیواسطے — کسکو بلاؤن ماتم و شیون کیواسطے

کافی ہین پہر نوحہ گری نا ہائے دل

عاشق کو چاک زیب ہی دامن کیواسطے — آتش بہت ہے رونقِ گلخن کیواسطے
نالان ہون آپ ہی دلِ دشمن کیواسطے — کسکو بلاؤن ماتم و شیون کیواسطے

کافی ہین پہر نوحہ گری نا ہائی دل

صدمے گذر رہے ہین یہہ مجہپر کہ الامان — شرح و بیان سے قاصر و معذور ہی زبان
لیکن ملے کسیکی گلی کا محل کہان — ہین میری سرنوشت مین عاشق مزاجیان

اپنا نہ کچہہ قصور نہ مطلق خطائے دل

صدمے ہین سب زیادہ و کم میری واسطے — ہین رنج و فکر و کلفت و غم میری واسطے
بنتے ہین ناز جور و ستم میری واسطے — پیدا ہوئے ہین درد و الم میری واسطے

غم آشنائی جان ہی بلا آشنائی دل

جب سے کیا ہے دل نے محبت کو اختیار — صبر و قرار و ہوش و خرد نے کیا فرار
تنگ آکے اُسکے ہاتہہ سے کہتا ہون بار بار — اچہا کیا جو تو نے کیا او ستم شعار

شایان جرم عشق یہی تھی سزائے دل

تجھہ سے محبت اور تری الفت مین بیقرار — تجھہ سے امید مہر و وفا تجھہ پہ اعتبار
یہہ کشتنی ہے ایک ہی نا کام روزگار — اچھا کیا جو تو نے کیا او ستم شعار

شایان جرم عشق یہی تھی سزائے دل

پہنچے جو چرخ پر تو فرشتے اُچھل پڑین — صدمے سے اسکے دورِ فلک مین خلل پڑین
دریا و چاہ جوش مین آکر ابل پڑین — غیرون کے سینے پھٹ کے کلیجے نکل پڑین

شیون مین گر بلند ہو میری صدائے دل

ہردم شریک حال ہین جو ہین وفا مین فرد — جلتے ہین نیک مرد کی آتش مین نیک مرد
جو ہین جری رفیق جری ہین دم نبرد — مرنے پہ دردمند کے مرتے ہین اہل درد

پروانہ سوز و ساز مین ہی آشنائے دل

کیا واقعہ عجیب ہی کیا حال ہے غریب — یون گرم ناز و غمزہ وہ اور محفل رقیب
یون دور ہم کھڑے رہین بیٹھین عدو قریب — ہم اور راہِ منزل تسلیم یا نصیب

دیکھینگے دل کے ہاتھہ سے جو کچھہ دکھائے دل

ہم خاک اُڑائین غیر زر و سیم یا نصیب — ہم اور کوئی دے ہمین تعلیم یا نصیب
ہم اور وہین رقیب کو تعظیم یا نصیب — ہم اور راہِ منزل تسلیم یا نصیب

دیکھین گے دل کے ہاتھہ سی جو کچھہ دکھائے دل

الفت مین یاس و رنج و زبونی کچھہ اور ہے — ہر وقت درد و غم کی فزونی کچھہ اور ہے
ہی اشک اور قطرۂ خونی کچھہ اور ہے — ای شمع سوز عشق درونی کچھہ اور ہے

پروانہ عمر بھر نہوا آشنائے دل

ہی سچ تو یون کہ دل ہی مرا ہی مرا عدو | کسطرح حالِ زار کہون اُسکے روبرو
اُلٹے تمام کام ہین اُلٹی ہے گفتگو | ہے شرح آرزو ہی مری قطع آرزو

برعکس مدعا ہی مرا مدعائے دل

مشکل سے کچھ غرض ہی نہ آسان سی کام ہے | مطلب نہ کفر سی ہی نہ ایمان سی کام ہے
ہی پاس عشق دشمنی جان سے کام ہے | ون رات مجھکو نالہ و افغان سی کام ہے

ہے لب پہ وائی وائی جگر ہائی ہائی دل

آفت کی سرگذشت ہی قصہ طویل ہے | کیونکر بیان ہو کہ بہت قال و قیل ہے
وہ خوب جانتا ہے اُسے جو عقیل ہے | اس تنگنائے دہر مین فرصت قلیل ہے

شرح جفائی دوست لکھون یا وفائی دل

کیا زندگی کہ جسمین محبت سے کام ہو | افراط درد و رنج سے جینا حرام ہو
رو رو کے ہو جو صبح تو مر مر کی شام ہو | مرجاؤن ایک بار تو قصہ تمام ہو

ٹل جائے کاش جان حزین پر بلائی دل

تم اور سیر باغ ہے اور صد ہوائی شوق | تم اور لطف بزم عدو اور ادائی شوق
تم اور مجھ سے ملنے کی نفرت بجائی شوق | تم اور وصل غیر ہی اور نغمہ ہائی شوق

مین اور سنگ سینہ ہی اور نالہ ہائی دل

واقع مین تو ہے خود تری بات بی نظیر | ہی پایہ سنج دردِ محبت ترا ضمیر
رونق ہے اس کلام دلاویز کا اسیر | آتی ہے بوئی سوز سخن سی تری ظہیر

مضمون جانگداز ہین سب نالہائی دل

رباعیات

ہرگز نہ بتون سے دل لگانا رونق
پچتاؤ گے گر کہا نہ مانا رونق
لیتے ہین یہہ ہر طرح سے دل عاشق کا
انکی باتون پہ تم نہ جانا رونق

دیگر

انسان کو ہے عشق ہین مرنا مشکل
اس جادۂ پرغم سے گذرنا مشکل
رونق نہین عشق ہے یہہ کوہ بلند
چڑہنا آسان ہے اُترنا مشکل

دیگر

ہی دل سے جو عشق اک حسین کا ہمکو
دنیا کا خیال ہے نہ دین کا ہمکو
جاتے ہین نہ کعبہ کو نہ بتخانے کو
اُسنے رکھا نہین کہین کا ہمکو

دیگر

الفت سی ادہر کو دلربا نے دیکھا
اغیار نے اور آشنا نے دیکھا
امید نہ تھی اپنے مقدر سی مجھے
رونق مری طرف خدا نے دیکھا

دیگر

کتنا ہے جمیل وہ بت غیرت ماہ
انسان کو نہو دیکھکے کیون اُسکی چاہ
کافر بھی اگر وہ دیکھے تو سو بار کہے
کیا شان خدا ہے واہ اللہ اللہ

دیگر

گر کوئی بلائے ناگہانی مانگے
یا ملک عدم کی کچھہ نشانی مانگے
رونق تو اُسے زلف کمر اسکی دکھا
جسکا مارا کبھی نہ پانی مانگے

متفرقات

الفت مین بتان جنگ جو کی
مٹی ہے خراب آرزو کی

ای دشنۂ برق دم نہ دم لے
ہان تجہکو قسم مرے لہو کی

ہر بات مین چہیڑ ہے ستم کی
کیا بات ہے اُنکی گفتگو کی

دیگر

بنا لیا تری غم نے اُسے بلا کا گہر
وہ دل کہ جسکو سمجہتے تہی ہم خدا کا گہر

اسے تباہ کیا اُسکے قتل کی تدبیر
یہی جو فکر ہے دلمین تو ہی جفا کا گہر

غضب ہی دیدۂ تر نی بپا کیا طوفان
نہ غیر کا ہی رکہا اور نہ آشنا کا گہر

دیگر

دل اُسے دیکہے سر آشفتہ و شیدا ہونا
تمکو منظور ہے گر خلق مین رسوا ہونا

یہہ جو اچہا نہین ہوتا تو یہی اچہا ہے
دل بیمار کا اچہا نہین اچہا ہونا

زندہ کس کسکو کرین پا وہ کسکو بتا ہین
اُنکو منظور نہین خضر و مسیحا ہونا

دیگر

کسی سے آج ہوئے ہمکنار دریا مین
بہاکے آئے ہین جب قرار دریا مین

یہہ کچہہ بہری ہی کدورت کہ تشت ہو دریا
اگر پڑے مری دل کا غبار دریا مین

دیگر

چلی جا سوئی کہکشان آہ سیدہی
کہ ہے آسمان کی یہی راہ سیدہی

نہین کہکشان بہی ہی ایسی فلک پر
تری مانگ ہے جیسی واللہ سیدہی

دیگر

وصل مین خواب سی وہ غیرت لیلی جاگا
اللہ الحمد کہ میرا بھی نصیبا جاگا
ناز و انداز و ادا سب نے کیا آ کے سلام
خواب راحت سی جو وہ رشک مسیحا جاگا

دیگر

ہم اُٹھکے بزم سی اُنکی جو رات آنے لگے
تو اپنی پانون سی دامن کو وہ دبانے لگے
پتا اُنہین سے دل زار پوچھتا ہے تو
وہ کب مکان عدو کا پتا بتانے لگے

دیگر

ہی یہہ اس رو سیاہ کی صورت
کر بنا ہے گناہ کی صورت
عشق شیرین مین مرگیا فرہاد
جب نہ دیکھی نباہ کی صورت
دل چلی داد جب وہ چھپ جائے
دیکھکر دادخواہ کی صورت

مقطعات

جہان مین ہمنے ان آنکہونسی لاکھون حسین دیکھے
مگر انداز تیرے سی نہین دیکھے نہین دیکھے

دیگر

ای ناوک دلدار اگر عزم ادھر ہے
حاضر ہین یہہ سینہ ہی یہہ دل ہی یہہ جگر ہے

دیگر

ایک دن ای منعمون جانا ہی تمکو خاکمین
عطر مٹی کا لگانا چاہئے پوشاکمین

دیگر

لازم ہے گریہ دیدۂ خونبار دیکھکر
رو دیا کرو نگر در و دیوار دیکھکر

دیگر

خیال و خوابمین دیدو کہ تم یونہین دیدو
غرض ہے بوسۂ لب سے ہمین کہین دیدو

مطلع ثانی

عوضین بوسہ کے دشنام ہی کہین دیدو | نہین تو ہمکو ہمارا دلِ حزین دیدو

دیگر

اب راہ و رسم عشق کی پہچاننے لگے | عاشق کی بات کو ہی ہو کیون ماننے لگے

دیگر

سبکی آج صورت دیکھنی ہے | خدا کی ہمکو قدرت دیکھنی ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِی ھَدٰانَا عَلٰی صِرَاطِ الْمُسْتَقِیْم وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ النَّبِیِّ الْکَرِیْم - درین ایام میمنت التیام فرحت آغاز مسرت انجام کہ از ہر سوئی غلغلہ شادمانی واز ہر کوئی آوازۂ کامرانی بلند بود علی الخصوص شاعران شیرین زبان وسخندانان عذب البیان را نعمت غیر مترقبہ وغنیمت غیر محدودہ یعنی دیوان بلاغت عنوان فصاحت بیان سلاست نشان متانت بنیان کہ ہر شعرش درج گوہر بی عیب وہر غزلش گنجینۂ جواہر مضامین سرغیب من تالیف وتصنیف تاج تارک شاعری جیغہ کلاہ سخنوری وسخن گستری یادگار متقدمین امام متاخرین اختر اوج شجاعت نیر عروج سخاوت مہر سپہر سروری ماہ منیر مہتری رئیس ذی شان سردار عالی مکان قبلۂ برحق کعبۂ مطلق جناب مستطاب معلی القاب حضرت نواب احمد علیخانصاحب بہادر دام ظلکم وعم نوالکم المتخلص بہ رونق خلف الصدق ہفتمین جناب رضوان مآب جنت آرامگاہ عرش پائگاہ امیر الدولہ وزیر الملک جناب نواب محمد امیر خانصاحب بہادر شمشیر جنگ مرحوم ومغفور مورث اعلی ریاست اسلام محمد آباد عرف ٹونک - بنہایت صحت کتابت

بحسن اہتمام وحسن انتظام در مطبع فاروقی دہلی انطباع یافتہ نوربخش دیدہ ناظرین و بصارت افزای چشم شایقین گشتہ نخلبند گلشن عالم و باغبان چمن بنی آدم این ہمرو بوستان آفرینش گل گلستان دانش و بینش را مستدام سرسبز و شاداب داراد آمین یارب العالمین بحق نبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اجمعین ❊

قطعات تاریخ

تاریخ چکیدہ قلم فصاحت و بلاغت رقم نخلبند گلستان معانی و سادہ آرای شہرستان خوش بیانی عکلمند بلند پایہ حسین سخن کامل العیار کامل فن مخدومی مطاعی حضرت استادی سید ظہیر الدین حسین صاحب متخلص بظہیر دہلوی شاگرد خاص حضرت استاد شیخ محمد ابراہیم ذوق دہلوی مخاطب بخاقانی ہند ❊

قطعہ تاریخ

کلام حضرت نواب ذی شان
سخن کی جان ہے شان فصاحت

بلاغت سے بلا گردان سخندان
فصاحت پر فدا جان فصاحت

فراہم ہے جہان نکتہ رانی
کہ ہر مضمون ہے دیوان فصاحت

بیان حضرت رونق ہے بیشک
در تاج سخن شان فصاحت

بیان مین ہے عجب رنگین بیانی
سخن مین ہے عجب آن فصاحت

زبان حضرت رونق سے دیکھو
بڑھی ہے کسقدر شان فصاحت

زبان خلق پہ ہین سکے اشعار
خدا ہے اب نگہبان فصاحت

تعلق ہے اسے کسکی زبان سے
خوشا اوج و زہے شان فصاحت

کبھی گذری ہوئی سحبان کی شہرت
اب آیا دور دوران فصاحت

ملاحت پر ہے گفتار کسکی
کہ ہے شور نمکدان فصاحت

ثنا سنجی مین کس نطق و دہن کے
زبان ہے گوہر افشان فصاحت

سخن سے کیسے کرتے ہین تراوش
گل و نسرین و ریحان فصاحت

خریداران جوہر انکو پرکھین
یہہ ہین لعل بدخشان فصاحت

زہے فکر و خوشا نازک خیالی
کہ پہولا سنبلستان فصاحت

فدا اس نطق پر شیوہ بیانی
نثار اس طبع پر جان فصاحت

دہن مین نطق ہے اور نطق مین رنگ
زبان مین ہے زبان جان فصاحت

معانی در معانی نکتہ نکتہ
سخن اندر سخن کان فصاحت

سخن کرتا ہے خود دعوت سخن کی
فصاحت خود ہے مہمان فصاحت

یہہ مضمون ہین کہ گلہائے معانی
یہہ دیوان ہے کہ دیوان فصاحت

سخن کرتا ہے کسکا دستگیری
کہ ہاتہہ آیا ہے دامان فصاحت

ہوا مطبوع بہر طبع عالم
وہ دیوان جو ہے دیوان فصاحت

حجاب شاہد مقصود اوٹہا
کہلے اب راز پنہان فصاحت

کئے ہین منسلک کسکی زبان نے
در و الماس و مرجان فصاحت

ذرا دیکہین تو اگر اسکے جلوے
کہان ہین اب ادادان فصاحت

ظہیر اس گلکدہ کی ہے یہہ تاریخ
نمایان ہے گلستان فصاحت

ولہ

کہنچا تصویر مین جب یہہ مرقع
چمن زار سخن دیوان ونق

کہا ہاتف نے ہین بیمثل لاریب
حسینان نگارستان ونق

ولہ

ہوئے جب جلوہ ریز غالب طبع / رہا چین سخن اشعار رونق

کہا دل سے مرے فکر رسا نے / جو دیکھا گلشن بیخار رونق

سر آغاز ہے آغاز تاریخ / رہے یہہ زینت گلزار رونق

تاریخ چکیدۂ نوک خامۂ عنبر شمامہ شاعر عدیم المثال استاد نازک خیال نظیری نظیر سحبان تقریر حسان زبان سیدی میر مہدی حسین خان صاحب متخلص بہ مجروح شاگرد رشید نواب اسد اللہ خان صاحب بہادر غالب دہلوی نور اللہ مرقدہٗ

طبع نواب سخن سنج ہمایون فطرت / فلک نظم پہ ہے مہر پر انوار سخن

کون وہ شاعر بیمثل جناب رونق / جسکی ہے صوت قلم بلبل گلزار سخن

سالک مسلک معنے کے ہوئے ہین یہ رہبر / کیون نہ آسان ہوا منزل دشوار سخن

رتبہ ہر ایک نے آپسمین ہے پہچان لیا / اسکا خواہان ہی سخن وہ ہے طلبگار سخن

علم حکمت کی ہے وہ ذات مبارک نقطہ / گرد کیون اسکے نہ پھرتی رہے پرکار سخن

ہو سرافراختہ کس طرح نہ قصر معنے / جبکہ وہ فکر رسا خود رہے معمار سخن

اک نظر ہی مین پرکھتا ہی کھری کھوٹی کو / اسکا ذہن خرد اندیش ہو معیار سخن

آب یاری مین مدد دیتی ہی وہ طبع لطیف / سبز و شاداب نہ کیونکر ہو چمن زار سخن

کردی بیہوش حریفان عبث کوش کو ابھی / جرعہ افشان ہوا گر ساغر سرشار سخن

سچ تو یہہ ہی کہ بجز ذات معلی القاب / اس زمانہ مین نہین کوئی خریدار سخن

شور ایسا ہے کلام نمکین کا کہ جسے / ڈھونڈتے پھرتے ہین ہر جا یہ طلبگار سخن

دیکھلے آپ کا دیوان فصاحت عنوان / جس نے دیکھا نہو گنجینۂ اسرار سخن

شعر رنگین ہے یا معدن لعل و یاقوت / سطر ہے یا کہ ہی سلک در شہوار سخن

باغ اشعار مین گلہائی معانی دیکھو | چمن نظم مین پہولا ہی سمن زار سخن

دیکھہ اشعار دل آویز کی شیرینی کو | آفرین سنج ہوئی لعل شکربار سخن

آگے اس نظم کے ہی لال زبان فصحا | کسکو قدرت ہے کہ آئی پئی اظہار سخن

ان حروفون کے خم و پیچ کا انداز تو دیکھہ | رخ قرطاس پہ ہے کاکل خمدار سخن

طبع دیوان کی ہوا واسطے سوچی تدبیر | تاکہ اس دہر مین باقی رہے آثار سخن

چہپکے تیار جو وہ نسخہ نایاب ہوا | دل سے خواہان ہوا ہر ایک خریدار سخن

دیکھہ مجروح نے اس نقد گرانمایہ کو
کہی تاریخ یہہ ہے رونق بازار سخن

تاریخ از نتایج افکار سر دفتر سخنوران خلاصۂ فصحاء دوران مجموعۂ فصاحت و بلاغت عالی فن والا دستگاہ سید احمد مرزا خانصاحب متخلص بہ آگاہ شاگرد جناب نواب اسد اللہ خانصاحب غالب

کلام حضرت رونق چہپا ہے | اسے ای کاملان سحر فن لو

لطافت مین ہے یہہ بحر معانی | دم نظارہ تم دُرِّ عدن لو

طراوت مین بہار تازہ ہے یہہ | مشام جان مین خوشبوی سمن لو

وصال شاہد معنی مبارک | بغل مین اپنی اک گل پیرہن لو

اگر آگاہ پوچہو سال تاریخ
تو ظاہر ہے گلستان سخن لو

ولہ

ہوا ہے وہ طبع آج دیوان کہ جسکی خوبی ہے سب پہ روشن

کلام سارا متین و دلکش عیوب سے پاک اور خوشتر

رہو نہ آگاہ چپکے بیٹھے کہ سال تاریخ کیا لکھو نہین
کرو نہ کچھہ فکر جلد لکھدو قلم اُٹھا کے ضمیمۂ نور
۱۳۰۷

ولہ

کچھہ ہر طرف سے شورِ تحسین و مرحبا ہے
دیوان شاید اپنے نواب کا چھپا ہے
تاریخ سال اسکی آگاہ تم بہی لکھدو
کیا خوب طبع اچھا شیرین سخن ہوا ہے
۱۳۰۷

ولہ

ہوا ہی طبع وہ دیوان حضرتِ رونق
کہ جسکے رشک سے دل چاک ہو فرزدق کا
نہ پوچھہ رنگ ادا و بیان کی شیرینی
ہر ایک شعر مین اسکے مزا ہی راوق کا
ہوئی جو دل کو مری سال عیسوی کی تلاش
سروش نے یہہ کہا مجھہ سی شک ہی حق کا

سر بہار ملا کر کہو تم ای آگاہ
سنو کلام عجیب و غریب رونق کا
۱۸۹۰ع

تاریخ از نتائج قلم فصاحت رقم دوست یکرنگ مونس با فرہنگ ناظم بیعدیل نائز بیہمتا مضامین بند رنگین مدعا خواجہ قمر الدین خانصاحب المعروف بخواجہ مرزا خانصاحب متخلص بہ راقم دہلوی خلف خواجہ اانصاحب مترجم قصہ بوستان خیال شاگرد نواب محمد زین العابدین خان عارف مرحوم دہلوی ٭

یہہ نظم وہ ہی نظم کہ ارباب سخن سب
کہتے ہین جسے دیکھہ کے یہان ہی سخن کا
دلچسپ مضامین ہین دلاویز مطالب
انداز بیان اُسپہ گل افشان ہی سخن کا
رونق کا چھپا حضرتِ رونق کا یہہ دیوان
دیوان نہین یہہ روضۂ رضوان ہی سخن کا

تاریخ تو ایسی نہ لکھی گا کوئی راقم

واللہ مین کہتا ہون گلستاں ہی سخن کا
۱۳۰۷

تاریخ از نتایج افکار غواص بحر سخندانی کشاف دقایق معانی دوست یکرنگ محب باقرہنگ نواب محمد سلیمان خانصاحب متخلص بہ اسد شاگرد رشید حضرت اسیر لکہنوی ٭

دیوان یہہ مطبوع نہ کسطرح سے ہو	ہر شعر ہے انتخاب دیکہو دیکہو
منظور ہے سال طبع لکہنا جو اسد	یہہ رونق بازار سخن ہے کہدو

۱۳۰۷

تاریخ نوکر یز قلم فصاحت رقم شاعر بیمثال سخنور شیرین مقال میر واجد علی صاحب متخلص بہ شگفتہ شاگرد میر علی اوسط رشک لکہنوی ووارو غۂ ولیعہد شاہ اودہ ٭

قطعہ

جناب ذوق ہوتے واد دیتے	سنا جو حاسدون نے منہہ ہوا فق
شگفتہ ہے یہہ اس دیوان کی تاریخ	اب اپنے عہد کے ناسخ ہین رونق

۱۳۰۷

وله

امیر ابن امیر و ذی مروت شاعر اکمل	کہون کیا مین جو کچہہ سامان ہی شاہانہ رونق کا
یہہ تاریخ اُنکے دیوان مبارک کی شگفتہ ہے	کلام پاک اعلی صاف استادانہ رونق کا

تاریخ طبع زاد شیرازہ بند گلستان معانی بلبل بستان خوش بیانی سخن سنج شیرین کلام مقبول انام صاحب دستگاہ کامل میرزا محمد تقی بیگ مائل شاگرد حضرت مخدومی و مطاعی استادی یکہ تاز عرصۂ سخندانی چمن پیرائی گلزار معانی ظہور ثانی ظہور نظیری نظیر انوری ثانی حضرت سید شجاع الدین حسین صاحب مرحوم متخلص بہ انور دہلوی و ثانیاً جناب کمالات انتساب افضل العلما اکمل الکملا مولوی محمد سلیم الدین صاحب مرحوم متخلص بہ تسلیم نارنولی ٭

می وہ ساقی نے دی ہی مثل شفق
کیون نہ روی سخن پہ ہو رونق

پہر طبیعت مین جوش آیا ہے
بعد مدت کے ہوش آیا ہے

ہی جو دیوان جناب رونق کا
ہی مرقع شباب رونق کا

شعر ہر ایک نگار ہے گویا
ہر غزل نو بہار ہے گویا

عاشقانہ کلام ہے سارا
عارفانہ کلام ہے سارا

کچہہ عجب طور کے مضامین ہین
شاعری کے تمام آئین ہین

شعر کیا کیا ہین ہائی برجستہ
دلِ عشاق جن سی ہو خستہ

اس فصاحت کو سن جو لیتا ہی
ابن وائل بہی جان دیتا ہے

خود فصاحت یہہ مجہسی کہتی تہی
ہون کنیزک جناب رونق کی

ٹہرہ کے پیر اور جوان کہتے ہین
اسے اُردو زبان کہتے ہین

شعر کیا کیا لکہے ہین رندانہ
جنکو زاہد ہو سنکے مستانہ

شعر کا بندشون سی وہ انداز
جیسے معشوق ہو کوئی طنّاز

طبع موزون ہی یا کوئی افسون
شعر کو دیکہئے نیا مضمون

شعر ہر ایک کان معنی ہے
ہر غزل ایک جہان معنی ہے

ای سخن سنج خود سخندانی
تجہپہ کرتی ہے گوہر افشانی

آبروئی سخن ہے تیری ذات
آرزوئی سخن ہے تیری بات

دل سخن پر ترے ہوا مائل
ہی تخلص مرا بجا مائل

فکر تاریخ سے تہی بیخوابی
طبع موزون نے کی نہ سرتابی

ہاتہہ مصرع ہی آگیا سارا

سخن دل کشا و دل آرا ۱۳۰۷

تاریخ طبع زاد معدن سلاست و منبع فصاحت شیرین کلام مقبول انام شاعر نکتہ داں چاند خاں متخلص بعطا متوطن قدیم ٹونک حال وارد جیپور •

تعریف کروں حضرتِ رونق کی کہاں تک
ختم انکی ہوا ذات معلیٰ پہ یہہ فن ہے

تیار ہوا چھپ کے عطا جبکہ یہہ دیوان
تاریخ کہی میں نے کہ - بے مثل سخن ہے ۱۳۰۷

تاریخ طبع زاد شاعر رنگین بیان سخنور شیریں زبان جدت پسند دست انداز مضامین بلند خوش فکر باریک بین منشی ریاض الدین صاحب متخلص بفدا شاگرد منشی غلام محمد خانصاحب رسا اکبر آبادی •

چھپا وہ حضرتِ رونق کا دیوان
کہ خواہان دل سے جسکا اک جہان ہے

فدا لکھہ مصرعہ تاریخ تو بھی
کلامِ شاعرِ شیرین زبان ہے ۱۳۰۷

تاریخ طبع زاد واقف کتاب فروع و صول کاشف غوامض معقول و منقول صاحب فکر سلیم مولانا محمد عبد العلیم خانصاحب رامپوری ساکن ٹونک متخلص بہ معجز •

خجستہ مضامین بلطف زبانی
۲۲۰۰ رومی اسکندری مصرعہ تاریخی

ببین انتخابات دیوان رونق
۱۹۴۶ بکرمی مصرعہ تاریخی

بگفتا خرد در مانوس مضمون
۱۳۰۷ ۱۲۹۷ اف جملہ تاریخی

بسفتم
۱۸۸۹ ء
تمام مصرعہ
شمیم گلستان رونق
۱۳۰۷ ہجری

ول

تاریخ ترتیب دیوان

زہی در جہان ذات رونق کہ ہست
در عالیش مرجع خاص و عام

وجودش فزود اعتبار سخن
بذاتش کند افتخار احتشام

بفہمش فن فارسی مستند
ابوالفضل فیضی بہ نثرش نثار

بتمثیل میرش دریتیم سخن
بہ استادیش کیست درلکھنو

بمنصب سخن در دانش ثبات
بہ ترتیب نیکو شدہ مجتمع

بفکرش شد آردو معلے مدام
بنظمش نظامی کند انتظام

بہ تشبیہ سودش دارم کلام
بدہلی زند دم بہ پیشش کدام

پی نکتہ چین دشنہ بی نیام
کلام گرامیش معجز تمام

خرد سال ترتیب دیوان گفت
کلام شہان ہست شاہ کلام
۱۳۰۱ھ

تاریخ طبع زاد صاحب زادۂ عالی نژاد جوان سال جوان طبیعت شہسوار میدان فصاحت و بلاغت والا رفعت عالی خاندان صاحب زادہ محمد شیر علیخان صاحب متخلص بہ شیر خلف الصدق صاحب زادہ محمد عبد الرحیم خان صاحب شاگرد سید صغیر علیصاحب آبرو ٭

حضرت رونق کا دیوان چھپ گیا
ای شیر لکھدو یہی تاریخ طبع

جس سے افزون ہوگیا رنگ سخن
خوب چمکا نیر فکر کہن
۱۳۰۱ھ

تاریخ طبع زاد موجد رنگین ایجاد حدیقہ پیرائی سخن شاعر ساحری فن واقف رموز خفی وجلی سید صغیر علیصاحب متخلص بہ آبرو خلف الصدق حکیم سید انور علیصاحب مرحوم ساکن قدیم مصطفےٰ آباد عرف رامپور حال ساکن و ملازم ٹونک ٭

طبع گردید وہ چہ دیوانے
ازطراوت گل مضامینش

کہ ہمہ رنگ دلنشین دارد
بوئی نسرین و یاسمن دارد

هر که چیند ز باغ نطقش گل	شاد بان خاطرِ حزین دارد
گل برائی نثار مضمونش	غنچه سان زر در آستین دارد
آنکه پیش زمین اشعارش	آسمان رتبه زمین دارد
میرسد نا طقش بمغز سخن	فهم و ادراک این چنین دارد
طبع او بهرِ طائر مضمون	دام گسترده و کمین دارد
خامه میلِ دعائی او کرد است	که اجابت بخود قرین دارد
تا که از شام عارض مهتاب	بر رخت زلف عنبرین دارد
تا که از آفتاب تابان صبح	در بغل یار نازنین دارد
دولت و عمر او فراوان باد	آبرو آرزو همین دارد

گفت دل روضهٔ مراد دوام
خوش بخوان سال طبع این دارد

وله

چه دیوان رونق بگردید طبع	ز بهرِ لفظ و معنی ست اظهار فیض
چو شد آبرو فکرِ تاریخ سال	دلم گفت مجموع گلزار فیض

تاریخ طبع زاد برخوردار سعادت اطوار اقبال نشان ستوده عنوان لخت جگر نور بصر محمد علی محمد خان طال عمره متخلص به ضیا فرزند دلبند مصنف

قطعهٔ تاریخ

جو میرے قبلہ و کعبہ ہین پر ذوق	سخن کی اُنکے شہرت جا بجا ہے
ہوا مطبوع کیا دیوان اُنکا	کہ شور آفرین و مرحبا ہے

عجب دیوان ہی یہہ کچہہ چشم بددور
کہ سرتاپا فصاحت سی بھرا ھے
کھلی جاتی ہے سننے سے طبیعت
سخن کیا ہے نسیم دلکشا ھے
ضیا نے یون لکھی تاریخ اُسکی
یہہ دیوان ایک دفتر عشق کا ھے
۱۳۰۷

ولہ

فارسی

چہ خوش دیوان رونق شد مرتب
ثنا گفتن ضیا نتواند الحق
بگوشم این ندا از غیب آمد
کہ تاریخش بگو این فیض رونق
۱۳۰۷

تاریخ طبع زاد مضمون بند نازک خیال شیرین سخن شیرین مقال صاحبزادہ محمد عبدالقادر خانصاحب متخلص بضمیر خلف صاحب زادہ بخشی صالح محمد خانصاحب مرحوم مغفور شاگرد رشید منصف ۔

قطعہ تاریخ

چھپا ہے حضرت رونق کا دیوان
عجب ایک گلشن جاوید ہی یہہ
سر آواز سے کہد ضمیر اب
چراغ دیدۂ اہل دید ہے یہہ
۱۳۰۷

تاریخ از فکر رسا سراپا ذہن دو کان نقاد دو کان سخن ناظم کامل فن سید ناظر حسین صاحب متخلص بہ ناظر فرزند سید برکت علی صاحب متوطن سکندرآباد و حال مقیم و ملازم ٹونک شاگرد سید اصغر علی صاحب آبرو ۔

حضرت رونق کا جب دیوان چھپا
جسکا ہی ہر شعر ناظر دل پسند
دل مین آیا تو یہی وہ تاریخ کہہ
جسکو سنکر بلبل بستان ہو بند

از سرِ جودت یہہ لکہا سال طبع
خوبیٔ گلدستۂ طبع بلند
۱۳۰۷

ولہ

بسکہ دیوان جناب رونق — داد از طبع سخن زجا نے
گفت ہاتف پۓ سالش ناظر — زینت بزم سخن دیوانے
۱۳۰۷

تاریخ سمبت بکرمی از نتائج فکر رسا عالی طبیعت والا فطرت دبیر خوش تحریر بخشی مہاراج سنگہ ملازم و کارپرداز مصنف شاگرد تنویر دہلوی •

وہ آقا مرے جنکا رونق تخلص — وہ نواب احمد علیخان سلامت
مرتب ہوا اُنکا دیوان چہپکر — جو کانِ بلاغت ہی جانِ فصاحت
مہاراج سنگہ ہی نمک خوار اُنکا — لکہی اُسنے تاریخ ہندی کی سمت

تو بیساختہ بول اُٹہا دل یہہ اُسکا
کہ دیوان رونق ہے کانِ بلاغت
۱۹۴۶

تاریخ طبع زاد شیرازہ بند مجموعۂ فصاحت حدیقہ پیوند ریاحین بلاغت منشی دیبی پرشاد صاحب متخلص بہ سرور دہلوی شاگرد نواب اسداللہ خانصاحب بہادر اسد دہلوی •

چو شد دیوان رونق طبع امسال — کہ از روئی بقائے نام گردد
سرور امشب بفکر سال او بود — کہ از غیبم چہا الہام گردد
بگفتا ہاتف غیب از سرداد — کہ تا کارِ منِ ناکام گردد

زہی دیوان رونق طبع گردید
۱۳۰۷

الہی دلپسند عام گردد
۱۳۰۷

تاریخ از نتائج فکر گلبن نو دمیدہ شاخسار سخنوری بلبل بوستان ہنر پروری محمد شمس الدینخانصاحب متخلص بہ شمس شاگرد خاص و مختار سرکار مصنف ۔

مطبوع ہوا جبکہ یہہ دیوان ای شمس
دی غیب سے ناگاہ صدا ہاتف نے
مشہور رہا خلق مین نام رونق
ہی جانکش عشاق کلام رونق
۱۳۰۷

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر رسا شاعر شیرین زبان سخنور عذب اللسان نظیر حسینخان المتخلص بہ نظیر خلف الرشید منشی محمد حسینخانصاحب سررشتہ دار کوتوالی چیپو تلمیذ جناب خواجہ قمر الدینخانصاحب راقم دہلوی ۔

دیوان چھپا حضرت رونق کا وہ رنگین
آرایش معنی سے چمن زار ہے سارا
جو لانگہہ بینش کو یہہ گلزار ہے نایاب
گویا سر قرطاس نصب باغ سخن ہے
رنگینی مضمون سی یہہ سب باغ سخن ہے
گلگشت نظر کو یہہ غضب باغ سخن ہے

تاریخ نظیر اسکی عجب ہاتھہ لگی ہے
کہدیجے یہہ دیوان عجب باغ سخن ہے
۱۳۰۷ھ

سال تاریخ ریختہ قلم عنبرین رقم الہی بخشخان عاشق از تلامذ خواجہ قمر الدینخانصاحب راقم دہلوی

چھپا ایسی رونق سے دیوان رونق
مگر غیب سے کوئی کہتا تھا عاشق
میرے دل مین آئی کہ مطلوب دل کہہ
نہ مطلوب دل بلکہ - مرغوب دل کہہ
۱۳۰۷ھ

قطعہ تاریخ از نتائج فکر صاحب طبع ارجمند دقت پسند باریک بین مضمون آفرین نازک خیال شیرین مقال صاحب جوہر محمد علی گوہر خانصاحب گوہر ۔

چھپا وہ حضرتِ رونق کا دیوان | نگارستان چین پر ہی جسے فوق
کہا ہاتف نے وقت فکر تاریخ | بہار سخنوران دیدۂ شوق ۱۳۰

ولہ

یہہ دیوان نواب احمد علیخان | فصاحت مین ہی اک جہان فصاحت
کوئی سال تاریخ پوچھے تو گوہر | یہہ کہدی۔ درستی جان فصاحت ۱۳۰۷ھ

ولہ

جبکہ مطبوع ہوا یہہ دیوان | ایک عالم کا ہوا دل مسرور
کس خوشی سے یہہ کہا ہاتف نے | ہو گیا گلشن رونق مشہور ۱۳۰۷

ولہ

دیوان چھپا ہے کیا یہہ گوہر | ہی سینکڑون خوبیونکا معدن
زیبا ہے اگر ہو اسکی تاریخ | اسرار سخن بوجہہ احسن ۱۳۰۷

تاریخ طبع زاد دبیر عطارد تحریر صاحب کلام دلپذیر شیرین زبان حاذق بیان منشی بے بدل لالہ چھیتر لال مجبور شاگرد خاص خصوصیت اختصاص مصنف ہے

مطبوع ہوا لو مری سرکار کا دیوان | دیوان ہی کہ گویا چمنستان سخن ہے
سرکار وہ نواب کہ ہی قلزم معنی | ہر پیر و جوان جسکا ثنا خوان سخن ہے
تسخیر کیا جسنے اقالیم سخن کو | وہ حضرتِ رونق کہ جو سلطان سخن ہے
وہ فارس جولانگہہ میدان فصاحت | واللہ کہ اک شیر نیستان سخن ہے
رکھتا ہی جو یک نکتہ مین صد گنج معانی | اللہ ری کیا وسعت میدان سخن ہے